# نور المصابیح

فخر العلماء والمحدثین واقفِ رموزِ شریعت ودین
حضرت مولانا ابوالحسنات سید عبداللہ شاہ نقشبندی
مجددی قادری محدث دکن رحمۃ اللہ علیہ

# 15

ناشر

ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سنٹر، تاڑبن، [illegible] روڈ، حیدرآباد، الہند

www.ziaislamic.com
zia.islamic@yahoo.co.in

# بسم الله الرحمن الرحيم

# باب في الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر

## نیکی کرنے کا حکم کرنے اور برائی سے روکنے کا بیان

اللہ بزرگ و برتر کا ارشاد ہے: ﴿ولتكن منكم امة يدعون الى الخير ويامرون بالمعروف وينهون عن المنكر واولئك هم المفلحون﴾ اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونی چاہئے جو بھلائی کی طرف بلائے، اچھے کام کا حکم دے، اور برائی سے روکے اور یہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔ (آل عمران، آیت ۱۰۴)

525/6286 ﴿ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آخری زمانہ میں میری امت کو اپنے بادشاہ سے تکلیفیں پہنچیں گی، اُن سے نجات نہیں پائیگا مگر وہ شخص جس نے اللہ کے دین کی معرفت حاصل کی اور اپنی زبان، اپنے ہاتھ اور اپنے دل سے اُس پر جہاد کیا[1] پس یہ وہ شخص ہے جس کیلئے سعادتیں تیزی سے پہنچ گئیں اور ایک وہ شخص جس نے اللہ کے دین کی معرفت حاصل کی اور اس کی صداقت کو زبان سے ظاہر کیا اور ایک وہ شخص جس نے اللہ کے دین کی معرفت حاصل کی اور اس پر خاموش رہا اگر وہ کسی کو نیکی کرتے ہوئے دیکھتا ہے تو اس کی وجہ سے اس سے محبت کرتا ہے اور اگر کسی کو برا کام کرتا ہوا دیکھتا ہے تو اس کی وجہ سے اس سے نفرت کرتا ہے تو وہ اپنی اس تمام قلبی کیفیت کی بناء پر نجات پائے گا۔ (بیہقی: شعب الایمان)

---

1 ﴿ قولہ: فجاهد عليه بلسانه ويده وقلبه (وہ اپنی زبان، اپنے ہاتھ اور اپنے دل سے اس پر جہاد کیا) فتاوی عالمگیری میں ہے کہ ابتداء مہربانی اور نرمی سے واقف کرانا چاہیے تاکہ وعظ و نصیحت میں زیادہ مؤثر ہو پھر صاف ستھری زبان کو استعمال کرکے روکنا چاہیے سب وشتم اور سخت کلامی کے ذریعہ نہیں اس کے بعد پھر ہاتھ سے روکنا چاہئے جیسے کہ شراب کو بہادینا اور آلات موسیقی کو تلف کردینا۔ فقیہ نے کتاب البستان

526/6287﴿اور بیہقی میں سیدنا جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ بزرگ و برتر نے جبرئیل علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ فلاں شہر کو اس کے باشندگان کے ساتھ الٹ دو تو وہ عرض کئے: ائے میرے پروردگار! ان میں تیرا فلاں بندہ بھی ہے، جس نے ایک لمحہ بھی تیری نافرمانی نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اس شہر کو اس پر اور ان دوسروں پر الٹ دو کیونکہ اس کا چہرہ کبھی میرے بارے میں ایک لمحہ کیلئے بھی متغیر نہیں ہوا۔

(بیہقی شعب الایمان)

527/6288﴿امام مسلم نے تخریج کی ہے سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی آپ ﷺ نے فرمایا: جو کوئی تم میں سے کسی برائی کو دیکھے تو چاہئے کہ اس کو[1] اپنے ہاتھ سے بدل دے اگر وہ اس کی استطاعت نہیں رکھتا تو اپنی زبان سے روکے اور اگر

---

میں ذکر کیا کہ امر بالمعروف کے چند طریقے ہیں: اس کو ظن غالب ہو کہ اگر وہ نیکی کا حکم دیگا تو لوگ اس کو قبول کرلیں گے اور برائی سے رک جائیں گے تو ایسی صورت میں امر کرنا واجب ہوگا اس کے ترک کرنے کی کوئی گنجائش نہیں اور اگر اسے ظن غالب ہو کہ اگر وہ ان کو نیکی کا حکم دے گا تو وہ اس پر تہمت لگائیں گے اور اس سے گالی گلوج کریں گے تو اس صورت میں اس کا ترک کرنا افضل ہے۔ اسی طرح اگر اسے یقین ہو کہ وہ اس کو ماریں گے اور یہ صبر نہیں کر سکے گا آپس میں دشمنی واقع ہو جائے گی اور اس سے لڑائی بھڑک جائے گی تو اس کا ترک کرنا افضل ہے اور اگر اسے اس بات کا یقین ہو کہ اگر اس کو ماریں گے تو اس پر وہ صبر کرلے گا اور کسی سے شکوہ نہیں کرے گا تو اس کے لئے برائی سے روکنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور وہ مجاہد ہوگا اور اگر اس کو یہ معلوم ہو کہ وہ اس سے قبول نہیں کریں گے اور وہ مار پیٹ اور گالی گلوج سے ڈرتا نہیں تو ایسی صورت میں اس کو اختیار ہے مگر امر کرنا افضل ہوگا۔ (محیط)

1 وقولہ: فلیغیرہ بیدہ (اس کو چاہئے کہ اپنے ہاتھ سے اس کو بدل دے) فتاوی عالمگیری میں ہے کہا

اسکی بھی استطاعت نہیں رکھتا تو اپنے دل[1] سے (برا سمجھے) اور وہ کمزور ترین[2] ایمان ہے۔ ہم کہتے ہیں یعنی وہ ایمان کے ثمرات میں کمزور ترین ثمرہ ہے۔

---

جاتا ہے کہ ہاتھ سے امر بالمعروف کرنا امراء پر واجب ہے اور زبان کے ذریعہ امر بالمعروف کرنا علماء پر واجب ہے اور دل سے عوام الناس کے لئے ہے۔ اور یہ علامہ زندویسی کا اختیار کردہ ہے۔ (ظہیریہ)

1﴾ قولہ: **فبقلبه** (تو اپنے دل سے) اس طور پر کہ وہ اس سے راضی نہ ہو اور اس کے مرتکب کو اپنے دل سے ناپسند کرے تو یہ معنوی طور پر اس کو تبدیل کرنا ہوگا کیونکہ وہ اس قدر تبدیلی کے سوا کچھ نہیں کر سکتا۔ آپ ﷺ کا ارشاد ''اضعف الایمان'' یعنی ایمان کا سب سے کم درجہ یا اہل ایمان کی خصلتوں میں سب سے کم درجہ خصلت ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس کا فائدہ بہت کم ہے۔ پس جس نے قدرت کے باوجود ان مراتب کو ترک کر دیا تو وہ گنہگار ہوگا اور جو قدرت نہ ہونے کی وجہ سے اس کو ترک کرے یا وہ اس میں فساد کو زیادہ دیکھتا اور دل سے اس کا انکار کرتا ہے تو وہ مومنین میں سے ہے اور کہا گیا کہ اس کے معنی "اضعف زمن الایمان" ایمان کا سب سے کمزور زمانہ ہے کیونکہ اہل زمانہ کا ایمان جب قوی ہوتا تو وہ قول وفعل کے ذریعہ انکار پر ضرور قدرت رکھتے۔ یا وہ شخص جو صرف دل سے انکار کرتا ہے وہ اہل ایمان میں سب سے کمزور ایمان والا ہے اگر وہ قوت والا اور دین کے معاملہ میں مضبوط ہوتا تو وہ اس پر کبھی اکتفاء نہ کرتا۔ اور کہا گیا کہ گناہ کا دل سے انکار کرنا ایمان کے مراتب میں سب سے کمزور ترین مرتبہ ہے پھر تم جانو کہ جب برائی حرام کے درجہ کی ہو تو اس سے روکنا واجب ہوگا اور اگر وہ مکروہ ہو تو مستحب ہوگا اور بھلائی کا حکم دینا بھی مامور بہ کے تابع ہوگا اگر وہ مامور بہ واجب ہو تو واجب ہوگا اور مستحب ہو تو مستحب ہوگا۔ (تلخیص از مرقات)

2﴾ قولہ: **ذلك أضعف الايمان** (وہ ایمان کا سب سے کم درجہ ہے) ابن الملک رحمہ اللہ نے فرمایا: اگر تم کہو کہ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ایمان زیادہ اور کم ہوتا ہے جیسا کہ امام شافعی کا مذہب ہے تو حنفیہ کے پاس اس کی کیا تاویل ہے تو ہم کہتے ہیں اس کے معنی ایمان کے ثمرات وفوائد میں کمزور فائدہ کا ہے۔ اور دل سے انکار کرنا اسی میں سے ہے۔ اگر تم کہو کہ اگر اس کا مطلب اس طرح کا ہو تو اس (انکار بالقلب) کے نہ ہونے سے یہ لازم آئے گا کہ خارج عن الاسلام نہ ہو۔ حالانکہ ایسا نہیں ہے کیونکہ بعض روایتوں

528/6289 سیدنا عرس بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا: جب زمین میں گناہ کیا جائے تو جو شخص وہاں موجود ہو اور وہ اس کو ناپسند کیا تو وہ اس شخص کی طرح ہے جو اس کے پاس موجود نہیں رہا اور جو اس کے پاس موجود نہیں تھا لیکن اس سے راضی رہا تو وہ اس شخص کے مانند ہے جو وہاں موجود رہا ہو۔ (ابوداؤد)

میں آیا یہ "اس کے بعد رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان نہیں"۔

تو میں کہتا ہوں کہ اس قوی اور کمزور تمام ثمرات مراد ہیں جب وہ ان کی نفی ہو جائیگی تو ایمان نہ ہونے کے مانند ہو جائے گا اور ایسی صورت میں یعنی یہ حدیث فریق مخالف کی دلیل بن جائے گی۔ بہتر بات یہ ہے کہ یوں کہا جائے یعنی اس کے بعد رائی کے دانہ کے برابر بھی کمال ایمان نہیں ہے، یا کمال ایمان کا رائی برابر دانہ نہیں ہے۔ یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ بھی ایمان کی طرف نسبت کرتے ہوئے اس کی کمی ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ کیونکہ ہم کہتے ہیں کہ یہ اختلاف حقیقت ایمان کے بارے میں ہے جو تصدیق قلبی کا نام ہے تو کیا یہ کمی وزیادتی کو قبول کرتی ہے؟ یا قبول نہیں کرتی؟ بلکہ محققین شافعیہ بھی اس بات پر متفق ہیں کہ یہ نزاع لفظی ہے کیونکہ کمال ایمان میں اعمال شامل ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جہاں قرآن میں کاملین کی تعریف فرمائی وہیں ایمان پر اعمال کا عطف فرمایا ارشاد ہے "ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات" (یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال کئے)۔ (سورۃ البقرۃ، آیت ۲۷۷)

اور یہ بات معلوم ہے کہ عطف میں اصل چیز مغایرت ہے۔ اب رہا اعمال کا حقیقت میں ایمان کا جز ہونا تو یہ خوارج اور معتزلہ کا مذہب ہے۔ اور وہ آیات واحادیث جو کمی وزیادتی پر دلالت کرتی ہیں یا تو وہ اس بات پر محمول ہیں جس کا ہم نے ذکر کیا ہے۔ یا مومن بہ کے متعدد ہونے اور یہ ایک طویل بحث ہے جس کا مقام، کتب عقائد اور علم کلام کے مباحث ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی اسکی حقیقت مراد کو خوب جانتا ہے۔ (مرقات)

اور میں نے اس بحث کا کچھ حصہ اس کتاب کے شروع میں ذکر کیا ہے۔

529/2690 ﴾ سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کے حدود میں سستی کرنے والے کی اور گناہوں میں گرنے والے کی مثال اس قوم کی جیسی ہے جنہوں نے ایک کشتی میں قرعہ ڈالا پس ان میں کے بعض اس کے نیچے کے حصہ میں ہو گئے اور بعض اس کے بالائی حصہ میں ہو گئے، پس جو نیچے کے حصہ میں تھے وہ اوپر والوں کے پاس سے پانی لیکر گزرے تو ان کو تکلیف ہونے کی وجہ سے انہوں نے ایک کلہاڑی لے لی اور کشتی کے نیچے حصہ میں سوراخ کرنے لگے۔ تو وہ اس کے پاس آئے اور کہنے لگے تجھ کو کیا ہو گیا ہے؟ اس نے کہا: میری وجہ سے تم کو تکلیف پہنچی اور مجھے پانی ضروری ہے پس اگر وہ اس کے ہاتھ کو پکڑیں گے تو وہ اس کو بچالیں گے اور اپنے آپ کو بھی بچالیں گے، اور اگر وہ اس کو چھوڑ دیں گے تو اس کو بھی ہلاک کر دیں گے اور اپنے آپ کو بھی ہلاک کرلیں گے۔ (بخاری)

530/6291 ﴾ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عصر کے بعد ہم میں خطبہ دیتے کھڑے ہوئے پس آپ نے قیام قیامت تک ہونے والی کسی چیز کو نہیں چھوڑا مگر اس کو بیان فرمایا جس نے اس کو یاد رکھا یاد رکھا جو بھول گیا بھول گیا۔ آپ نے جو ارشاد فرمایا: اس میں یہ بات بھی تھی کہ دنیا میٹھی اور ہری بھری ہے اور اللہ تعالیٰ تمہیں اس میں خلیفہ بنانے والا ہے اور وہ دیکھنے والا ہے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔

یاد رکھو! تم دنیا سے بچو اور تم عورتوں سے بچو اور آپ نے ذکر فرمایا کہ ہر دھوکہ باز کیلئے دنیا میں اس کی دھوکہ دہی کے بقدر بروز قیامت ایک جھنڈا ہوگا، حاکم کا عوام کو دھوکہ دینے سے بڑھ کر کوئی دھوکہ نہیں ہے، اس کا جھنڈا اس کی سرین کے پاس گاڑا جائے گا اور تم میں سے کسی کو جب کوئی حق بات

معلوم ہوجائے تو حق کہنے سے لوگوں کی ہیبت اس کو ہرگز نہ روکے۔531/6292﴾ اور ایک روایت میں ہے کہ اگر وہ جب کسی برائی کو دیکھے تو لوگوں کی ہیبت اسکو بدلنے سے نہ روکے۔ پس سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روئے اور فرمایا: ہم نے برائی کو دیکھا اور لوگوں کی ہیبت اس معاملہ میں بولنے سے ہم کو روک دی پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سنو! بے شک بنی آدم مختلف طبقات کے پیدا کئے گئے ہیں، ان میں سے بعض وہ ہیں جو مومن پیدا ہوتے ہیں، مومن زندہ رہتے ہیں اور مومن انتقال کرتے ہیں اور ان میں سے بعض وہ ہیں جو کافر پیدا ہوتے ہیں، کافر زندہ [1] رہتے ہیں اور کافر مرتے ہیں اور ان میں سے بعض وہ ہیں جو مومن پیدا ہوتے ہیں اور مومن زندہ رہتے ہیں اور کافر ہو کر مرتے ہیں اور ان میں سے بعض وہ ہیں جو کافر پیدا ہوتے ہیں، کافر زندہ رہتے ہیں اور مومن ہو کر انتقال کرتے ہیں۔ راوی نے کہا: اور آپ نے غصہ کا ذکر فرمایا: کہ ان میں سے بعض جلد غصہ میں آتے ہیں، جلدی غصہ ختم ہوجاتا ہے، پس ان دونوں باتوں میں سے ہر ایک دوسرے کے برابر ہے اور ان میں سے بعض وہ ہوتے ہیں جو دیر سے غصہ میں آتے ہیں دیر سے غصہ اترتا ہے پس ان دونوں باتوں میں سے ہر ایک دوسرے کے برابر ہے اور تم میں بہتر وہ لوگ ہیں جنہیں غصہ دیر سے آتا ہے اور جلدی چلے جاتا ہے اور تم میں برے وہ لوگ ہیں جنہیں غصہ جلدی آتا ہے اور دیر سے جاتا ہے۔

---

1﴾**وقولہ: ومنھم من یولد کافرا** (اور ان میں سے بعض وہ ہیں جو کافر پیدا ہوتے ہیں) اور یہ اس حدیث کے منافی نہیں ہے جو وارد ہوئی ہے "**کل مولود یولد علی الفطرة**" (ہر لڑکا فطرت پر پیدا ہوتا ہے)۔ کیونکہ اس حدیث سے ہدایت کو قبول کرنے کی قابلیت مراد ہے بشرطیکہ گمراہی کے اسباب میں سے کوئی شئی اس کے لئے مانع نہ ہو جیسا کہ حضور ﷺ اس ارشاد سے یہ بات معلوم ہوتی ہے "**فابواہ یھودانہ**" (الحدیث) کہ اس کے ماں باپ اس کو یہودی بنادیتے ہیں۔ (مرقات)

آپ نے فرمایا: غصہ سے بچو! کیونکہ وہ انسان کے دل پر ایک چنگاری ہے۔ کیا تم اس کے رگوں کے پھولنے کو اور اس کی دونوں آنکھوں کی سرخی کو نہیں دیکھتے؟ پس جو شخص تھوڑا بھی غصہ محسوس کرے تو وہ لیٹ جائے اور زمین سے چمٹ جائے راوی نے کہا اور آپ نے قرض کا ذکر کیا اور ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی اچھی طرح ادا کرنے والا ہوتا ہے اور جب قرضہ اس کا ہوتا ہے تو وصول کرنے میں سختی کرتا ہے ، پس ان دونوں باتوں میں ہر ایک دوسرے کے برابر ہے اور ان میں کوئی وہ ہوتا ہے جو ادا کرنے میں برا ہوتا ہے اور جب قرضہ اس کا ادا ہوتا ہے تو وصول کرنے میں اچھا ہوتا ہے پس ان دو میں سے ہر ایک دوسرے کے برابر ہے اور تم میں بہترین شخص وہ ہے کہ جب اس پر قرض ہوتا ہے تو اس کو اچھی طرح ادا کرے اور جب اس کا قرضہ ہو تو وصول کرنے میں اچھا ہو اور تم میں برا شخص وہ ہے جب اس پر قرض ہو تو بری طرح ادا کرے اور جب اس کا قرض ہو تو وصول کرنے میں سختی کرے یہاں تک کہ سورج کھجور کے درختوں کے اوپر اور دیواروں کے کناروں پر ہو گیا تو آپ نے فرمایا: سنو! دنیا میں سے اس کے گزرے ہوئے زمانہ کے مقابلہ میں باقی نہیں رہا مگر اس قدر جو تمہارے اس دن میں گزرے ہوئے حصہ کے مقابلہ میں رہ گیا ہے۔ (ترمذی)

532/6293 ﴿ سیدنا جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: ''کسی قوم میں کوئی ایسا آدمی نہیں ہوتا جو ان کے درمیان گناہ کرتا ہے اور وہ لوگ اس کو بدلنے پر قدرت[1] رکھتے ہوں مگر وہ اس کو روکتے نہیں ہیں'' تو اللہ تعالی ان کے

---

1﴿ قولہ: يقدرون على أن يغيروا عليه (وہ لوگ اس کو بدلنے پر قدرت رکھتے ہوں) فتاوی عالمگیری میں ہے: امر بالمعروف کے لئے پانچ چیزوں کی ضرورت ہے: (۱) علم: کیونکہ جاہل، امر بالمعروف اچھے طور پر نہیں کرسکتا۔

مرنے سے قبل ان پر اس کی وجہ سے عذاب بھیج دے گا۔[1] (ابوداؤد، ابن ماجہ)

533/6294 حضرت عدی بن عدی کندی سے مروی ہے انہوں نے کہا: ہم کو ہمارے ایک آزاد کردہ غلام نے بیان کیا کہ اس نے میرے دادا کو کہتے ہوئے سنا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہوں کہ اللہ تعالیٰ عام لوگوں کو خاص لوگوں کے عمل کی وجہ سے عذاب نہیں دیتا یہاں تک کہ وہ برائی کو اپنے سامنے ہوتے ہوئے دیکھیں اور وہ اس سے روکنے پر قدرت رکھتے ہوں لیکن وہ روکتے نہیں پس جب وہ ایسا کریں گے تو اللہ تعالیٰ عام اور خاص سب لوگوں کو عذاب دے گا۔ (شرح السنہ)

---

(۲) وہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اس کے بلند کلمہ کی سربلندی کا ارادہ رکھے۔

(۳) جس کو حکم دیا جارہا ہے اس پر شفقت کرنا کہ اس کو نرمی اور شفقت سے حکم دے۔

(۴) یہ کہ وہ خوب صبر کرنے والا، نہایت بردبار ہو۔

(۵) یہ کہ وہ اس چیز پر عمل پیرا ہو جس کا وہ اس کو حکم دے رہا ہے، تا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد "**لم تقولون مالا تفعلون**" تم کیوں کہتے ہو وہ جو تم کرتے نہیں۔ کے تحت داخل نہ ہو۔ (سورۃ الصف: آیت ۲)

کتاب ملتقط اور "محیط" میں ہے کہ ایک آدمی نے برائی کو دیکھا اور یہ دیکھنے والا بھی اس برائی کا مرتکب ہے تب بھی اس پر اس سے روکنا لازم ہوگا کیونکہ اس پر برائی کو چھوڑنا اور برائی سے روکنا دونوں واجب ہیں۔ ان دونوں میں سے ایک کو ترک کرنے سے دوسرا ساقط نہیں ہوگا۔

[1] قولہ: **اصابهم الله منه بعقاب الخ** (اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے ان کو سزا دیگا........) لمعات میں ہے: پس وہم نہ کیا جائے کہ یہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد: "**ولا تزروا ذرة وزر اخری**" (کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کے بوجھ کو نہیں اٹھائے گا) (سورۃ الانعام: آیت ۱۶۴)۔ کے خلاف نہیں ہے کیونکہ نہی عن المنکر کو ترک کرنا بھی ایک گناہ ہے جو اس سے صادر ہوا ہے۔

534/6295 سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: اے لوگو! تم اس آیت کو پڑھتے ہو "**یا ایھاالذین آمنوا علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا اھتدیتم**" (اے وہ لوگو جو ایمان لائے! تم اپنے نفسوں کی فکر کرو جب تم ہدایت پر ہو تو تمہیں وہ شخص ضرر نہیں دے گا جو گمراہ ہو گیا ہے) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے[1] سنا ہے کہ لوگ جب کسی برائی کو دیکھیں اور اس کو نہ بدلیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب پر اپنا عذاب بھیج دے گا۔ (ابن ماجہ، ترمذی)

535/6296 اور امام ترمذی نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔ 536/6297 ابوداؤد کی ایک روایت میں ہے جب وہ ظالم کو دیکھیں اور اس کے ہاتھوں کو نہ پکڑیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو عذاب میں گھیر لے گا اور ان کی ایک دوسری روایت میں ہے، نہیں ہے کوئی قوم جن میں گناہ کئے جاتے ہیں پھر وہ اس کو بدلنے پر قدرت رکھتے ہوں پھر بھی نہیں بدلتے مگر قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر عذاب بھیج دے گا اور انہی کی 537/6298 ایک روایت میں ہے کوئی قوم نہیں ہے جن میں گناہ کئے جاتے ہوں اور وہ لوگ گناہ کرنے والوں سے زیادہ ہوں۔ (ابوداؤد)

---

1 **قولہ: فانی سمعت الخ** (یقیناً میں نے سنا...... الخ) علامہ طیبی نے کہا: "فاء" فصیحہ ہے جو کسی محذوف پر دلالت کرتا ہے گویا کہ آپ نے فرمایا: یقیناً تم یہ آیت پڑھتے ہو اور اس کے عام معنی پر چلتے ہوئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہیں کرتے۔ حالانکہ وہ ایسا نہیں ہے کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: **ان الناس اذار أو امنکرا فلم یغیروہ یوشک** الخ۔ علامہ طیبی رحمہ اللہ نے کہا کہ میں نے ایسا صرف اس لئے کہا ہے کیونکہ یہ آیت ان قوموں کے بارے میں نازل ہوئی جن کو نیکی کا حکم دیا گیا تھا اور برائی سے روکا گیا تھا تو انھوں نے قبول کرنے سے یکلخت انکار کر دیا جس کی وجہ سے مومنین ان پر حسرت کرنے لگے تو ان سے کہا گیا تم اپنے نفسوں کی فکر کرو اور جس کا تم کو ان کی اصلاح اور ان کو ہدایت کے راستہ پر چلانے کا مکلف

538/6299 سیدنا ابوثعلبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے میں مروی ہے **علیکم انفسکم لا یضرکم من ضل اذا ھدیتم** (تم اپنے نفسوں کو بچالو تم جب ہدایت پر ہو تو تمکو ضرر نہیں دیگا وہ جو گمراہ ہوگیا ہے) انہوں نے کہا: سنو! خدا کی قسم میں نے اس آیت کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نیکی پر عمل کرو اور برائی سے رک جاؤ یہاں تک کہ تم جب دیکھو کہ بخل پر عمل ہورہا ہے اور خواہش نفس کی پیروی کی جارہی ہے اور دنیا کو ترجیح دیجارہی ہے اور ہر صاحب رائے کا اپنی رائے کے پسند کرنے کو[1] دیکھو اور ایسے معاملہ کو دیکھو جو تمہارے لئے ضروری ہوگیا ہے تو تم اپنے نفس کو لازم کرلو اور عوام کے معاملہ کو چھوڑ دو کیونکہ تمہارے آگے صبر کے دن[2] ہیں پس جو شخص ان دنوں میں صبر کیا وہ چنگاری کو پکڑلیا۔ ان دنوں میں عمل کرنے والوں کو ایسے پچاس (50) آدمیوں کا ثواب ملے گا جو اس کے جیسا عمل کرتے ہوں انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ان میں کے پچاس لوگوں کا اجر ملے گا؟ آپ نے فرمایا: تم میں کے پچاس لوگوں کا ثواب ملے گا۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

---

نہیں کیا گیا، جب تم ہدایت پر رہوگے تو گمراہ لوگ تمہارے دین میں کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے۔

1 **قولہ: واعجاب کل ذی رأی برأیہ** (ہر صاحب رائے کا اپنی رائے کو پسند کرنا) کتاب وسنت، اور اجماع امت پر نظر نہ کرکے اور کسی قوی دلیل پر قیاس کئے بغیر اور ائمہ اربعہ کی اقتداء کو چھوڑ کر (محض اپنی رائے کو پسند کرنا)۔

2 **قولہ: وراء کم ایام الصبر** (تمہارے آگے صبر کے دن ہیں) ملاعلی قاری رحمہ اللہ الباری نے فرمایا: یقیناً یہ ایسے صبر کا زمانہ ہے جس میں شکر بھی شامل ہے اور اس میں رضا بالقضا ہے اور ایسے زمانہ میں خاموشی اور گھروں کو لازم کرلینا طئے شدہ ہے اور اس قدر رزق پر کہ زندگی باقی رہے قناعت کرلینا بھی طئے شدہ ہے تادم زیست متعین ہے۔

539/6300 ﴿ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب بنی اسرائیل گناہوں میں پڑ گئے تو ان کے علماء نے ان کو روکا تو نہیں رکے تو علما بھی ان کی مجلسوں میں ان کے ساتھ بیٹھنے لگے اور ان کے ساتھ کھانے اور پینے لگے تو اللہ تعالیٰ نے بعض کے دلوں کو بعض کے ساتھ ملا دیا اور اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کو زبانی ان پر لعنت کی ''اس وجہ سے کہ وہ نافرمانی کئے اور وہ حد سے نکل جاتے تھے''، راوی نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے جبکہ آپ ٹیک لگائے ہوئے تھے پھر آپ نے فرمایا: نہیں! اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے یہاں تک کہ تم ان کو اچھی طرح روک دو۔

(ترمذی، ابوداؤد)

540/6301 ﴿ اور ایک روایت میں ہے آپ نے فرمایا: ہرگز نہیں اللہ کی قسم! تم ضرور نیکی کا حکم دیتے رہو گے اور ضرور ضروری برائی سے روکو گے اور ضرور ضرور ظالم کے دونوں ہاتھوں کو پکڑو گے۔ اور ان کو ضرور ضرور حق پر کھینچ لو گے اور حق پر ان کو روکے رکھو گے۔ ورنہ پھر اللہ تعالیٰ تمہارے بعض کے دلوں کو بعض سے ملا دے گا پھر ضرور وہ تم پر لعنت کرے گا جیسا ان پر لعنت کیا ہے۔ (ترمذی، ابوداؤد)

541/6302 ﴿ سیدنا عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آسمان سے روٹی اور گوشت کا دستر خوان اتارا گیا اور ان کو حکم دیا گیا کہ وہ خیانت نہ کریں اور کل کے لئے جمع نہ رکھیں، وہ خیانت کئے اور کل کے لئے اٹھا کر رکھے تو بندروں اور خنزیروں کی شکل میں بدل دیئے گئے۔ (ترمذی)

542/6303 ﴿ سیدنا حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے تم ضرور نیکی کا حکم دو گے اور ضرور برائی سے روکو گے ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پاس سے تم پر عذاب بھیج دے گا پھر تم اس سے دعاء کرو گے اور تمہاری دعاء قبول نہیں کی جائے گی۔ (ترمذی)

543/6304 ﴿ ابوالبختری نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لوگ اس وقت تک ہلاک نہیں کئے جائیں گے یہاں تک کہ وہ گناہ کرنے کے واسطے اپنے نفس کی طرف[1] سے عذر کریں گے۔ (ابوداؤد)

544/6305 ﴿ سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن ایک آدمی کو لایا جائے گا اور اس کو دوزخ میں ڈالا جائے گا تو دوزخ میں اس کی آنتیں باہر نکل جائیں گی اور وہ اس میں گول پھرتا رہے گا جس طرح گدھا اپنی چکی کے اطراف پھرتا ہے تو دوزخ والے اس کے پاس جمع ہوں گے اور کہیں گے "اے فلاں شخص تیرا کیا حال ہے؟ کیا تو

---

1 ﴿ **قولہ: حتی یعذروا من انفسهم** (یہاں تک کہ وہ اپنے نفس کی طرف سے عذر کریں گے) علامہ قاضی عیاض رحمہ اللہ نے فرمایا کہا گیا ہیکہ یہ "أعذر فلاں" سے مشتق ہے۔ جب اس کے گناہ زیادہ ہو گئے تو گویا اس نے زیادہ گناہ کر کے اپنے حق عذر کو ختم کر لیا وہ "أعذر غیرہ" سے مشتق ہے یعنی اس نے دوسرے کو معذور کر دیا یعنی گویا انہوں نے زیادہ گناہ کر کے سزا دینے والوں کے لئے کوئی عذر نہیں چھوڑا یا وہ "**أَعْذَرَ أَیْ صَارَ ذَا عُذْرٍ**" (وہ خود عذر والا بن گیا) سے مشتق ہے اس وقت اس کے معنی یہ ہوں گے وہ گناہ کرتے ہیں اور اپنی طرف سے غلط تاویلات کر کے اور غلط مطلب نکال لیکر اپنے آپ کو صاحب عذر بنا لیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ وہ اچھا کر رہے ہیں۔ (مرقات)

ہمیں بھلائی کا حکم نہیں دیتا تھا اور ہم کو برائی سے نہیں روکتا تھا''؟ تو وہ کہے گا کہ میں تم کو بھلائی کا حکم دیتا تھا اور خود اس کو نہیں کرتا تھا اور میں تم کو برائی سے روکتا تھا اور خود اس برائی کو کرتا تھا۔ (متفق علیہ)

545/6306 ﴿حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس رات مجھے معراج پر لے جایا گیا میں نے ایسے آدمیوں کو دیکھا جن کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جارہے ہیں۔ میں نے کہا: اے جبرئیل! یہ کون ہیں؟ تو کہا: یہ آپ کی امت کے خطیب ہیں جو لوگوں کو نیکی کا حکم دیتے تھے اور اپنے آپ کو بھول جاتے تھے۔

(شرح السنہ اور بیہقی شعب الایمان)

546/6307 ﴿انہی سے روایت ہے انہوں نے کہا: آپ کی امت کے وہ ایسے خطیب ہیں جو ایسی باتیں کہتے ہیں جو خود نہیں کرتے اور جو کتاب اللہ کی تلاوت کرتے ہیں اور عمل نہیں کرتے۔

547/6308 ﴿حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یقیناً اللہ بزرگ و برتر قیامت کے دن بندہ سے سوال کرے گا اور فرمائے گا، تجھ کو کیا ہوا تھا جب تو نے برائی کو دیکھا تو اس سے کیوں منع نہیں کیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پس اس کو حجت سکھادی جائے گی تو وہ عرض کرے گا: اے میرے پروردگار! میں لوگوں[1] سے ڈر گیا تھا اور تجھ سے امید رکھتا تھا۔ (بیہقی، شعب الایمان)

---

1 ﴿قولہ: خفت الناس ورجو تك (میں لوگوں سے ڈرا اور تجھ سے امید رکھا) اس میں گناہ کا اعتراف، عاجزی کا اظہار اور پروردگار کے فضل و کرم پر اعتماد کرنا ہے۔

امام بیہقی نے فرمایا: ممکن ہیکہ یہ ان لوگوں میں سے ہو جو لوگوں کے دبدبہ سے خائف ہے اور وہ اپنے نفس سے اس کے دفع کی قدرت نہ رکھتا ہو۔ علامہ طیبی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے: اس میں یہ بات ہے کہ اس

548/6309 حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں محمد (ﷺ) کی جان ہے کہ معروف اور منکر دونوں دو مخلوق ہیں قیامت کے دن لوگوں کے لئے ان کو کھڑا کیا جائے گا۔ رہا معروف (نیکی) تو وہ اپنے اصحاب کو خوش خبری دے گی اور ان سے خیر کا وعدہ کرے گی۔

رہا منکر (برائی) تو وہ کہے گی دور ہو جاؤ۔ دور جاؤ اور وہ اس سے چمٹنے کے سوا کسی چیز کی قدرت نہیں رکھیں گے۔ (احمد بیہقی، شعب الایمان)

جیسا شخص شریعت میں معذور ہے اس کو سزا نہیں دی جائے گی اور یہ شخص ضرورت مند ہے اس امر کا کہ اس کو حجت بتائی جائے وہ ان لوگوں میں سے ہے جو عاجز و کوتاہ ہیں۔ تو اللہ تعالی اس پر حجت الہام کرے گا۔ (مرقات)

❁ ❁ ❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# کتاب الرقاق[1]

## دل کو نرم کرنے والی باتوں کا بیان

1/6310 ﴿ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دو نعمتیں ایسی ہیں جن میں اکثر لوگ[2] نقصان میں پڑے ہوئے ہیں تندرستی اور فرصت۔ (بخاری)

1﴿ قولہ: الرِقاق (دل کو نرم کرنے والی باتوں کا بیان) رقاق "راء" کے کسرہ سے، رقیق کی جمع ہے یعنی وہ شئی جس میں رقت ونرمی ہو، کیوں کہ ان احادیث شریفہ میں سے ہر ایک میں وہ بات ہے جو دل میں نرمی پیدا کرتی ہے اس وجہ سے اس باب کے تمام احادیث شریفہ کو رقاق (دل میں نرمی پیدا کرنے والی احادیث شریفہ) سے موسوم کیا گیا۔ (ماخوذ از عمدۃ القاری ومرقات)

2﴿ قولہ: مغبون (نقصان میں پڑے ہوئے ہیں) یا تو یہ غبن "با" کے سکون سے مشتق ہے۔ یہ بیع میں نقصان کو کہتے ہیں یا غبن "با" کے فتحہ سے ماخوذ ہے جس کے معنی رائے میں نقصان کے ہیں۔ گویا آپ نے یہ فرمایا کہ یہ دو نعمتیں جب مناسب جگہ استعمال نہ کی جائیں تو صاحب نعمت ان کے بارے میں گھاٹے میں پڑ گیا یعنی ان دونوں کو گھاٹے کی قیمت میں فروخت کیا کہ جس کا نتیجہ قابل ستائش نہیں یا اس کی اس بارے میں بالکل کوئی رائے نہیں کیونکہ جب انسان اپنی صحت کے وقت اطاعت نہ کرے تو مرض کے زمانہ میں بدرجہ اولی نہیں کر سکے گا یہی حکم فرصت کا بھی ہے۔ لہذا وہ بغیر عمل کے گھاٹے اور خسارہ میں رہ جائے گا، یہ اس وقت ہے جبکہ انسان تندرست ہو اور معاش کے اسباب میں مشغول رہنے کی وجہ سے عبادت کے لئے فارغ نہ ہو اور اس کے برعکس (یعنی فارغ ہو اور تندرست نہ ہو) تو جب (تندرستی اور فرصت) دونوں بندہ میں جمع ہو جائیں اور وہ فضائل کو حاصل کرنے میں کوتاہی کرے تو یہی اس کے لئے مکمل گھاٹا وخسارہ ہے اور کیسے نہیں ہوگا جبکہ دنیا

2/6311﴾ سیدنا عمرو بن میمون اودی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو (۱) اپنی جوانی کو اپنے بڑھاپے سے پہلے۔ (۲) اپنی صحت کو اپنی بیماری سے پہلے۔ (۳) اپنی مالداری کو اپنی تنگدستی سے پہلے۔ (۴) اپنے فرصت کے وقت کو اپنی مشغولیت سے پہلے۔ (۵) اور اپنی زندگی کو اپنی موت سے پہلے۔ (ترمذی مرسلا)

3/6312﴾ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضرت نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ابن آدم کے دونوں قدم بروز قیامت اس وقت تک نہیں ہٹیں گے یہاں تک کہ اس سے پانچ چیزوں کے بارے میں پوچھا جائے گا، اس کی عمر کے بارے میں کہ اس کو کہاں ختم کیا اس کی جوانی کے بارے میں کہ اس کو کہاں گزارا اس کے مال کے بارے میں کہ اس کو کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا اور جو کچھ جانا اس پر کیا عمل کیا۔ (ترمذی)

4/6313﴾ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن بندہ سے نعمت کے متعلق سب سے پہلے جو سوال کیا جائے گا وہ یہ ہے کہ اس سے کہا جائے گا: کیا ہم نے تیرے جسم کو صحت نہیں بخشی تھی اور تجھے ٹھنڈے پانی سے سیراب نہیں کیا تھا؟ (ترمذی)

---

آخرت کے کاروبار اور فائدوں کا بازار ہے اور بہت سے لوگ جب تندرستی اور فرصت میں اعمال نہیں کرتے جو ان کی آخرت کی ضرورت کے لئے کافی ہوں اپنی عمروں کے ختم ہونے کے وقت ان کو ضائع کرنے پر نادم و پشیمان ہوتے ہیں اور ندامت ان کو فائدہ نہیں دے گی اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "**ذلك يوم التغابن**" (یہ گھاٹے کا دن ہے، سورۃ التغابن آیت ۹) اہل جنت حسرت نہیں کریں گے مگر اس گھڑی پر جو اُن پر گزری اور

5/6314 انہی سے روایت ہے حضرت نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی [1] انتظار نہیں کرتا مگر سرکش بنانے والی مالداری کا یا بھلا دینے والی تنگدستی کا یا بگاڑنے والے مرض کا یا ضعیف العقل کرنے والے بڑھاپے کا یا ناگہانی موت کا یا دجال کا اور دجال ایک غائب شر ہے جس کا انتظار ہو رہا ہے یا قیامت کا اور قیامت بڑی سخت ڈراؤنی اور ناگوار چیز ہے۔ (ترمذی، نسائی)

6/6315 انہی سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ابن آدم! تو میری عبادت کے لئے فارغ ہو جا، میں تیرے سینہ کو بے نیازی سے بھر دوں گا اور تیرے فقر کو دور کردوں گا، اگر تو یہ نہیں کرے گا تو تیرے ہاتھ کو مشغولیت سے بھر دوں گا اور تیری تنگدستی کو دور نہیں کروں گا۔ (احمد، ابن ماجہ)

7/6316 سیدنا عبید اللہ بن محصن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے جو شخص اپنی جان کی سلامتی اور بدن کی عافیت کے ساتھ صبح کرے اور اس کے پاس اس دن کا کھانا ہو تو گویا دنیا اس کے لئے اپنے تمام ساز وسامان کے ساتھ جمع کردی گئی۔ (ترمذی)

8/6317 ...... سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضرت نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

---

انہوں نے اس میں اللہ کا ذکر نہیں کیا۔ (ماخوذ از عمدۃ القاری و مرقات)

[1] **قولہ: ما ینتظر احدکم الخ** (تم میں سے کوئی انتظار نہیں کرتا) یہ ارشاد دینی معاملہ میں کوتاہی پر مکلفین کے لئے بطور توبیخ ہے: یعنی تم اپنے رب کی کب عبادت کرو گے اگر مشاغل کی کمی اور قوت بدن کے باوجود اس کی عبادت نہ کرو تو مشاغل کی زیادتی اور ضعف بدن کے وقت اس کی عبادت کیسے کرسکو گے؟ شاید تم میں سے کوئی سرکش بنانے والی مالداری کا ہی انتظار کرتا ہے۔ (مرقات)

ابن آدم کیلئے کوئی واجب[1] نہیں سوائے ان چیزوں کے (۱) ایک گھر جس میں وہ رہ سکے (۲) ایک کپڑا جس سے وہ اپنے ستر کے حصہ کو چھپا سکے (۳) روٹی کا سوکھا ٹکڑا اور پانی ۔ (ترمذی)

9/6318 ﴾ سیدنا ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضرت نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: میرے محبوبوں میں میرے پاس قابل رشک یقیناً وہ مومن ہے جو کم ساز و سامان والا ہو جس کے پاس نماز کا بڑا حصہ ہو جو اچھے طریقہ سے اپنے رب کی عبادت کرے اور پوشیدہ طور پر اس کی اطاعت کرتا ہو اور لوگوں میں وہ گم نام ہو جس کی طرف انگلیوں سے اشارہ نہیں کیا جاتا ہو اور اس کا رزق بقدر حاجت موجود ہو اور وہ اس پر صبر کرے پھر آپ نے اپنے دست مبارک سے اشارہ کر کے فرمایا: اس کی موت جلد آئے، اس پر رونے والیاں کم ہوں اور اس کی میراث بھی کم ہو ۔ (احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

10/6319 ﴾ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یقیناً وہ شخص کامیاب ہو گیا جو خود کو اللہ کے حوالہ کر دیا اور اس کو بقدر ضرورت رزق دیا گیا اللہ تعالیٰ نے اس کو جو کچھ عطا فرمایا اس پر اس کو قناعت کرنے کی توفیق دیا ۔ (مسلم)

11/6320 ﴾ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے اللہ! آل محمد کا رزق بقدر ضرورت رکھ دے اور ایک روایت میں لفظ ''کفافا'' ہے ۔

(متفق علیہ)

---

1 ﴾ **قوله: لیس لا بن أدم حق الخ** (ابن آدم کے لئے ان چیزوں کے سوا کوئی واجب نہیں......) حق سے مراد وہ چیز ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کیلئے واجب ہو اور آخرت میں اس کی گرفت اور اس کی پوچھ نہ ہو۔ جب وہ حلال طریقے سے اس پر اکتفاء کرے تو اس کے بارے میں پوچھ نہیں ہوگی کیونکہ وہ ایسے حقوق میں سے ہے جو انسان کیلئے لازم ہیں۔ البتہ اس کے سوا دوسری آسائش کی چیزوں سے متعلق اس سے سوال

12/6321 ﴿ سیدنا ابوالدرداء رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سورج نہیں طلوع ہوتا مگر اس کے بازو دو فرشتے ہوتے ہیں جو ندا [1] دیتے ہیں جن وانس کے سوا ساری مخلوق کو سناتے ہیں اے لوگو! اپنے رب کی طرف آؤ، جو چیز کم ہو اور کافی ہو اس سے بہتر ہے جو زیادہ ہو اور غافل کردے۔ (ابونعیم: الحلیۃ)

13/6322 ﴿ سیدنا مقداد بن معدی کرب رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ کوئی شخص پیٹ سے زیادہ برا کسی برتن کو نہیں بھرا، ابن آدم کیلئے چند لقمے کافی ہیں جو اسکی پیٹھ کو سیدھی رکھیں اگر یہ ضروری ہے تو ایک تہائی کھانے کیلئے، ایک تہائی پانی کے لئے اور تہائی سانس کے لئے ہو۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

14/6323 ﴿ سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو ڈکار لیتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: اپنی ڈکار کو روک لے کیوں کہ بروز قیامت لوگوں میں بڑا بھوکا وہ ہوگا جو دنیا میں زیادہ پیٹ بھرنے والا تھا۔ (بغوی، شرح السنۃ، ترمذی)

15/6324 ﴿ سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

ہوگا اور اس کا شکر ادا کرنے کا مطالبہ ہوگا۔ (مرقات)

1﴿ **قولہ: یسمعان الخلائق غیر الثقلین** (وہ دونوں جن وانس کے سوا ساری مخلوق کو سناتے ہیں) اگر تم کہو کہ جب انسان فرشتوں کی ندا نہ سنیں تو اس ندا سے کیا فائدہ ہے اور وہ اس سے کیسے متنبہ ہوں گے میں کہوں گا کہ صادق و مصدوق ﷺ کا ان دونوں کی بات کو نقل کرنا جس کو آپ نے بنفس نفیس سماعت فرما کر یا حق تعالی کے آپ کو خبر دینے سے اس کو بیان کرنا ہی اس کا فائدہ ہے یعنی حضرت نبی اکرم ﷺ کا اس بارے میں امت کو بتا دینا کافی ہے۔ (ماخوذ از مرقات ولمعات)

نے فرمایا: وہ شخص کامیاب ہوگیا جس کے دل کو اللہ تعالیٰ[1] نے ایمان کیلئے خالص کردیا اور اس کے دل کو سلامتی والا بنادیا اور زبان کو سچی اور نفس کو مطمئن اور اس کی طبیعت کو سیدھی بنایا اور اس کے کان کو بغور[2] سننے والا اور آنکھ کو دیکھنے والی بنایا۔ کان تو، قیف (دل کا راستہ) ہے اور آنکھ اس چیز کے لئے قرار کی جگہ ہے دل جس کی حفاظت کرتا ہے۔ اور کامیاب ہوا وہ شخص جس کے دل کو (اللہ نے) حفاظت کرنے والا بنایا۔ (احمد۔ بیہقی شعب الایمان)

16/6325 ﴿ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ خیر، خزانے ہیں اور ان خزانوں کے لئے کنجیاں ہیں تو خوش خبری ہے اس بندے کیلئے جس کو اللہ تعالیٰ نے خیر کی کنجی اور شر کا قفل بنایا اور بربادی ہے اس بندے کے لئے جس کو اللہ تعالیٰ نے شر کی کنجی اور خیر کا قفل بنایا۔ (ابن ماجہ)

17/6326 ﴿ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مالداری کثرت مال سے نہیں لیکن مالداری نفس کی[3] بے نیازی ہے۔ (متفق علیہ)

---

1﴿ **قولہ: وجعل قلبہ سلیما** (اس کے دل کو سلامتی والا بنایا) یعنی حسد، کینہ، بغض، اور تمام مذموم اخلاق، اور نازیبا احوال جیسے حب دنیا حق تعالیٰ سے غفلت اور آخرت سے لاپرواہی جیسی چیزوں سے سلامت رکھا۔ (مرقات)

2﴿ **قولہ: فقمع۔** عِنَبٌ کے وزن پر ہے (جس کے معنی قیف کے ہیں) جو برتن کے منہ پر رکھی جاتی ہے اور اس میں تیل وغیرہ ڈالا جاتا ہے۔ (مرقات)

3﴿ **قولہ: الغنی غنی النفس** (مالداری نفس کی بے نیازی ہے) رب تعالیٰ کے بے نیاز کرنے کی وجہ سے دل مخلوق سے بے نیاز ہوجائے یعنی حقیقی بے نیازی نفس کا اس پر قناعت کرنا ہے جو کچھ حق تعالیٰ نے اس کو عطا فرمایا اور طلب دنیا میں حرص سے پرہیز کرنا پس جس کا قلب مال جمع کرنے میں حریص ہو وہ حقیقت حال

18/6327 ﴿ انہی سے روایت ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی شخص مانگنے سے بچنے کیلئے، گھر والوں کی پرورش کیلئے اور پڑوسی پر مہربانی کیلئے حلال طریقہ سے دنیا کو طلب کرے تو قیامت کے دن وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوگا اور جو اظہار بڑائی، اظہار فخر اور دکھاوے کیلئے حلال طریقہ سے دنیا طلب کرے تو وہ اللہ تعالیٰ سے اس حالت میں ملے گا کہ وہ اس پر غضبناک ہوگا۔

(بیہقی: شعب الایمان، ابونعیم: الحلیہ)

19/6328 ﴿ انہی سے روایت ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کون ہے جو مجھ سے ان باتوں کو لے اور ان پر عمل کرنے والے کو سکھائے۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں ہوں آپ نے میرا ہاتھ پکڑا اور پانچ باتیں گن کر بیان فرمائیں: (۱) حرام چیزوں[1]

---

اور انجام کار میں تہی دست ہے اگرچہ اس کے پاس مال کی کثرت ہو۔ (مرقات)

1﴿ **قولہ: اتق المحارم تکن اعبد الناس** (حرام چیزوں سے بچو لوگوں میں تم زیادہ عبادت گذار بن جاؤگے) کیونکہ ضرر کو دفع کرنا نفع حاصل کرنے سے زیادہ اہم ہے اور نیک کام کرنا نفس پر اتنا شاق نہیں ہوتا جتنا برائیوں کو چھوڑنا شاق گذرتا ہے اور جب منہیات کے اسباب فراہم ہو جائیں تو ان سے بچنا صرف یہ ترک نہیں ہے کہ اس پر ثواب نہ ملے۔ بلکہ ایسے وقت ان سے رکنا نفس کو روکنا ہے اور وہ ایسی اطاعت ہے جس پر انسان کو ثواب دیا جائے گا جیسا کہ ہمارے حنفی فقہاء کی کتابوں میں تفصیل سے ہے یہ بات صاحب کوکب دری نے کہی۔ اور صاحب تلویح نے کہا کہ ترک حرام ان اعمال میں سے ہے جن پر نہ ثواب دیا جائے گا اور نہ سزا ہوگی۔ اس پر اعتراض ہوا کہ وہ واجب ہے اور واجب پر ثواب ملتا ہے قرآن کریم میں ہے "**واما من خاف مقام ربہ ونھی النفس عن الھوی: الایۃ**" (اور جو شخص اپنے پروردگار کے حضور میں کھڑے ہونے سے ڈرتا ہے اور اپنے نفس کو خواہشوں سے روکتا رہا۔ (سورۃ النازعات، آیت ۴۰)۔

سے بچو لوگوں میں تم زیادہ عبادت گذار[1] بن جاؤ گے۔ (۲) اللہ تعالیٰ نے جو عطا فرمادیا اس پر راضی رہو لوگوں میں تم زیادہ غنی ہو جاؤ گے۔ (۳) اپنے پڑوسی سے حسن سلوک کرو مومن بن جاؤ گے۔ (۴) لوگوں کیلئے وہی پسند کرو جو اپنے لئے پسند کرتے ہو مسلمان ہو جاؤ گے۔ (۵) زیادہ مت ہنسو کیوں کہ زیادہ ہنسی دل کو مردہ کر دیتی ہے۔ (احمد، ترمذی)

20/6329 انہی سے روایت ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہلاک ہو جائے دینار کا بندہ، درہم کا بندہ، اعلیٰ لباس کا بندہ اور اگر اس کو دیا جائے تو راضی ہوتا ہے اور اگر نہ دیا جائے تو ناراض ہوتا ہے وہ ہلاک ہو، منہ کے بل گر پڑے جب اس کو کانٹا چبھے تو نکالا نہ جائے خوشخبری ہے اس بندہ کے لئے جو اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے گھوڑے کی لگام پکڑا ہو جس کے سر کے بال پراگندہ اور اس کے قدم غبار آلود ہوں اگر اس کو حفاظت کے لئے (سامنے) رکھا جائے تو سامنے رہے اور اگر پیچھے رکھا جائے تو پیچھے رہے اگر وہ اجازت چاہے تو اجازت نہ دی جائے اگر سفارش کرے تو سفارش قبول نہ کی جائے۔ (بخاری)

---

اس کا جواب یہ ہے کہ فعل واجب پر ثواب دیا جاتا ہے نہ کہ ارتکاب حرام سے بچنے پر، ورنہ ہر ایک کیلئے ہر لمحہ میں اس سے حرام صادر نہ ہونے کے اعتبار سے ثواب ہی ثواب ہوگا۔ اور نفس کو روکنے کا مطلب اس کو حرام سے روکنا ہے اور یہ فعل واجب کی قبیل سے ہے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ ترک حرام، اسباب کی فراہمی اور اس کی طرف میلان نفس کے وقت نفس کو روکنے کے معنی میں ہو تو ان اعمال میں سے ہے جن پر ثواب ملتا ہے۔

1 **قولہ: تکن اعبد الناس** (لوگوں میں تم زیادہ عبادت گزار بن جاؤ گے) کیونکہ فرائض کی ذمہ داری سے سبکدوشی کے مقابل کوئی عبادت افضل نہیں، عوام الناس اس کو چھوڑ دیتے ہیں اور کثرت نوافل کا اہتمام کرتے جاتے ہیں۔ بنیادی اصول کو ضائع کرتے اور فضائل کا اہتمام کرتے ہیں بسا اوقات ایک شخص پر

21/6330 انہی سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ملعون ہے دینار کا بندہ اور ملعون ہے درہم کا بندہ۔ (ترمذی)

22/6331 انہی سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بندہ کہتا ہے میرا مال میرا مال حالانکہ اس کے مال میں سے صرف تین چیزیں[1] اس کی ہیں: (۱) جو کھا کر ختم کر دیا۔ (۲) یا پہن کر بوسیدہ کر دیا۔ (۳) یا دیکر جمع کرلیا اس کے سوا جو بھی ہے وہ جانے والا ہے اور وہ اس کو لوگوں کیلئے چھوڑنے والا ہے۔ (مسلم)

23/6332 حضرت مطرف اپنے والد سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا میں حضرت نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سورہ الھٰکم التکاثر تلاوت فرما رہے تھے آپ نے فرمایا: ابن آدم کہتا ہے میرا مال میرا مال، فرمایا: اے ابن آدم تیرے لئے اس کے سوا کچھ نہیں جو تو کھایا اور ختم کر دیا یا پہنا اور بوسیدہ کر دیا یا صدقہ دیا اور آگے بھیج دیا۔ (مسلم)

24/6333 سیدنا انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین چیزیں میت کے پیچھے جاتی ہیں تو دو واپس لوٹتی ہیں اور ایک اس کے ساتھ رہتی ہے، اسکے اہل، مال، اور عمل اس کے پیچھے جاتے ہیں تو، اس کے اہل اور مال واپس ہو جاتے ہیں اور اس کا عمل ساتھ رہتا ہے۔ (متفق علیہ)

---

کئی نمازوں کی قضا واجب ہوتی ہے وہ اس کو ادا کرنے سے غفلت کرتا اور علم طلب کرتا ہے یا طواف اور نفل عبادت جیسے عمل میں کوشش کرتا ہے یا کسی پر زکوۃ یا لوگوں کے حقوق ہوتے ہیں اور فقراء کو کھلاتا ہے یا مساجد، مدارس وغیرہ بناتا ہے۔ (مرقات)

1 قولہ: وان مالہ من مالہ ثلاث الخ (اس کے مال میں سے صرف تین چیزیں اس کی ہیں)

25/6334 ﴿ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں کون ہے جس کے پاس اپنے مال سے زیادہ اپنے وارث کا مال محبوب ہو؟ صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم میں کوئی نہیں مگر اپنا مال ہی اس کو اپنے وارث کے مال سے زیادہ محبوب ہے، فرمایا: بے شک اس کا مال وہ ہے جس کو اس نے[1] آگے بھیجا اور اس کے وارث کا مال وہ ہے جس کو اس نے پیچھے چھوڑا۔ (بخاری)

26/6335 ﴿ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعا روایت کرتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کسی شخص کا انتقال ہوجاتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں اس نے آگے کیا بھیجا ہے اور انسان کہتے ہیں پیچھے کیا چھوڑا ہے۔ (بیہقی: شعب الایمان)

---

پہلا لفظ ''ما'' موصولہ ہے اور لفظ ''لہ'' صلہ ہے اور من مالہ صلہ کے متعلق ہے اور ثلاث خبر ہے اور ثلاث کو منافع کی تاویل میں مؤنث لایا گیا ہے اس کو علامہ طیبی رحمہ اللہ نے ذکر کیا مطلب یہ ہے کہ اس کے مال سے جو کچھ اس کو حاصل ہوتا ہے وہ جملہ تین فائدے ہیں لیکن ان میں سے ایک فائدہ حقیقی اور باقی رہنے والا ہے اور ان میں کے ماتبقی فائدے ظاہری اور فانی ہیں۔ (مرقات)

1 ﴿ **قولہ: فان مالہ ما قدم** (اس کا مال وہ ہے جو کو اس نے آگے بھیجا) اگر تم کہو کہ یہ فرمان حضور اکرم ﷺ کے اس فرمان سے معارض ہے جس کو آپ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ تمہارا اپنے ورثہ کو مالدار چھوڑنا بہتر ہے اس سے کہ تم ان کو تنگدست چھوڑ دو کہ وہ لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلائیں۔ میں کہتا ہوں ان دونوں میں کوئی تعارض نہیں کیونکہ حضرت سعد نے اپنی بیماری کے زمانہ میں اپنا سارا مال صدقہ دینا چاہا جبکہ آپ کی ایک صاحبزادی آپ کی وارث تھی جو کما نہیں سکتی تھی تو حضور اکرم ﷺ نے آپ کو ایک تہائی مال صدقہ کرنے کا حکم فرمایا، اور باقی مال آپ کی صاحبزادی کے لئے ہوگا۔ باب کی اس حدیث شریف کو حضور اکرم ﷺ نے اپنے اصحاب سے ان کی حالت میں صحت میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا اور ان کو اپنے مال سے کچھ

27/6336 سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن ابن آدم کو لایا جائے گا گویا وہ بکری کا بچہ ہے اللہ تعالیٰ کے حضور اس کو کھڑا کیا جائے گا اللہ تعالیٰ اس سے کہے گا میں نے تجھے عطا کیا، تجھ کو سرفراز کیا اور تجھے نعمتیں دی تو تو نے کیا کیا؟ وہ کہے گا اے میرے رب میں نے اس کو جمع کیا اور اس کو نفع بخش کیا اور جتنا تھا اس سے زیادہ چھوڑ کر آیا ہوں پس مجھے لوٹا دے میں تیری بارگاہ میں وہ سب حاضر کردوں گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا مجھے وہ بتا جو تو نے آگے بھیجا ہے تو وہ کہے گا اے رب میں نے اس کو جمع کیا اور اس کو نفع بخش کیا اور جتنا تھا اس سے زیادہ چھوڑ کر آیا ہوں مجھے لوٹا میں وہ سب تیری بارگاہ میں حاضر کروں گا پس جب وہ ایسا بندہ ہو کہ اس نے کوئی نیکی آگے نہیں بھیجی ہے تو اس کو آگ کی طرف لے جایا جائے گا۔ (ترمذی)

28/6337 سیدنا کعب بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا یقیناً ہر امت[1] کیلئے ایک فتنہ ہے اور میری امت کا فتنہ مال ہے۔ (ترمذی)

29/6338 سیدنا ابو ہاشم بن عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے عہد لیکر فرمایا مال جمع کرنا ہو تو تمہارے لئے ایک خادم اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک سواری کافی ہے۔ (احمد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

---

آگے بھیجنے پر ابھارتا کہ قیامت کے دن ان کو نفع دے۔ اس سے یہ مراد نہیں کہ اپنا تمام مال مرض کے زمانہ میں راہ خدا میں خرچ کر دیا جائے کیونکہ یہ ورثہ کو محروم کرنا اور ان کو لوگوں سے مانگنے کے لئے محتاج چھوڑنا ہے۔ جبکہ شارع علیہ الصلوۃ والسلام نے اس کو اپنے مال کے ایک تہائی میں تصرف کا حق دیا ہے۔ (عمدۃ القاری)

1 قولہ: فتنة الخ (فتنہ) وہ ہے جو کسی کو گمراہی اور معصیت میں ڈال دے۔ (مرقات)

30/6339 ﴾ سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ اپنے ماموں ابوھاشم بن عتبہ کے پاس ان کی عیادت کرنے کیلئے آئے، ابو ہاشم رو پڑے تو آپ نے کہا: اے ماموں! آپ کو کیا چیز رلاتی ہے، کیا کوئی تکلیف ہے جو آپ کو پریشان کرتی یا دنیا کی حرص ہے، آپ نے فرمایا: یہ بات ہرگز نہیں ہے، بات یہ ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے ایک عہد لیا تھا میں اس پر عمل نہیں کرسکا آپ نے کہا وہ کیا ہے؟ فرمایا میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا مال جمع کرنا ہو تو تمہارے لئے ایک خادم اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک سواری کافی ہے، میں اپنے آپ کو دیکھ رہا ہوں کہ میں (بہت) جمع کرلیا ہوں۔ (احمد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

31/6340 ﴾ سیدتنا ام درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے ابودرداء سے کہا آپ کو کیا[1] ہوا کہ آپ ایسا طلب نہیں کرتے جیسا فلاں طلب کرتے ہیں، تو انہوں نے کہا: میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ تمہارے سامنے ایک[2] سخت گھاٹی ہے بوجھل لوگ اس کو پار نہیں کرسکتے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس گھاٹی کے لئے ہلکا پھلکا رہوں۔

(بیہقی، شعب الایمان)

32/6341 ﴾ سیدنا جبیر بن نفیر سے مرسلا روایت ہے انہوں نے کہا حضرت رسول اللہ

---

1﴾ قوله: مالك (آپ کو کیا ہوا) یعنی آپ کو کیا ہوا، آپ کوئی مال یا عہدہ طلب نہیں کرتے۔ (مرقات)

2﴾ قوله: امامكم عقبة (تمہارے سامنے ایک سخت گھاٹی ہے) اس سے موت، قبر، حشر اور انکی ہولناکیاں وسختیاں مراد ہیں، اور حضور ﷺ نے ان چیزوں کو سخت گھاٹی پر چڑھنے اور اس کو طئے کرنے میں آدمی کو جو مصائب ومشقتیں پیش آتی ہیں اس سے تشبیہ دی ہے۔ (مرقات)

علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری طرف یہ وحی نہیں کی گئی کہ میں مال جمع کروں اور تاجروں میں سے ہو جاؤں لیکن میری طرف یہ وحی کی گئی کہ تم اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح بیان کرو اور ساجدین میں ہو جاؤ اور تادم زیست اپنے رب کی عبادت کرو۔ (بغوی شرح السنہ، ابونعیم فی الحلیۃ عن ابی مسلم)

33/6342 ﴾ سیدنا ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میرے رب نے مجھ پر پیش کیا کہ وہ مکہ شریف کی پتھریلی زمین کو سونا بنادے گا تو میں نے عرض کیا: نہیں اے میرے رب میں تو ایک دن شکم سیر ہوا کروں گا اور ایک دن بھوکا رہوں گا جب میں بھوکا رہوں تو تیری بارگاہ میں تضرع وزاری کروں گا اور تیرا ذکر کروں گا اور جب شکم سیر رہوں تو تیری حمد بجالاؤں اور تیرا شکر ادا کروں۔ (احمد، ترمذی)

34/6343 ﴾ سیدنا ابن کعب بن مالک اپنے والد سے روایت کرتے ہیں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو بھوکے بھیڑیئے جن کو بکریوں میں چھوڑ دیا گیا ہو وہ ان بکریوں کو اس سے زیادہ خراب نہیں کرتے جتنا کہ آدمی کی مال ومنصب کی حرص اس کے دین کو بگاڑ[1] دیتی ہے۔

(ترمذی، دارمی)

35/6344 ﴾ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے بعد میں تم پر جن چیزوں کا خوف کرتا ہوں ان میں سے یہ کہ تم پر دنیا کی تروتازگی اور اس کی زینت کھول دی جائے گی۔ تو ایک صاحب نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا خیر بھی شر

1 ﴾ قولہ: لدینہ (اس کے دین کو بگاڑ دیتی ہے) افسد کے متعلق ہے، مطلب یہ ہے کہ بھیڑیئے ان بکریوں میں جس قدر فساد مچاتے اور نقصان کرتے ہیں اس سے بڑھ کر آدمی کی مال ومنصب کی حرص اس کے دین کو بگاڑ دیتی ہے۔

لاتا ہے تو آپ خاموش رہے یہاں تک کہ ہم نے خیال کیا کہ آپ پر وحی نازل ہورہی ہے راوی کہتے ہیں: تو آپ نے پسینہ مبارک کو پونچا اور فرمایا: سائل کہاں ہے؟ گویا آپ نے ان کی تعریف کی اور فرمایا خیر شر کو نہیں لاتا، بیشک بہار کی پیداوار میں بعض وہ ہے جو پیٹ پھلا کر ہلاک کردیتی ہے یا بیمار کرتی ہے مگر سبزہ کھانے والا جانور کھاتا ہے یہاں تک کہ اس کے دونوں کوکھ دراز ہوجاتے ہیں تو وہ سورج کے سامنے آجاتا ہے اور گوبر کرتا ہے، پیشاب کرتا ہے پھر واپس جاتا ہے اور کھاتا ہے، اور یقیناً مال ہرا بھرا میٹھا ہے تو جو شخص اس کے حق سے اس کو اس کے حق میں رکھا تو وہ مال کیا ہی مددگار ہے اور جو اس کو ناحق لیا وہ ایسے شخص کی طرح ہے جو کھاتا ہے اور شکم سیر نہیں ہوتا اور وہ مال قیامت کے دن اس کے خلاف گواہی دینے والا ہوگا۔ (متفق علیہ)

36/6345 سیدنا جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سب سے زیادہ خوف کی چیز جس کا میں اپنی امت پر اندیشہ کرتا ہوں وہ خواہش نفس اور لمبی آرزوئیں ہیں، اب رہی خواہش نفس تو وہ حق سے روکتی ہے اور لمبی آرزوئیں تو وہ آخرت کو بھلادیتی ہیں اور یہ دنیا سفر کرکے جارہی ہے اور یہ آخرت سفر کرکے آرہی ہے اور ان دونوں میں سے ہر ایک کے بیٹے ہیں تو اگر تم سے ہوسکے کہ تم دنیا کے بیٹے نہ بنو تو ایسا کرو کیونکہ تم آج عمل کے گھر میں ہو اور یہاں حساب نہیں ہے اور کل آخرت کے گھر میں رہوگے اور وہاں عمل نہیں ہوگا۔

(بیہقی: شعب الایمان)

37/6346 سیدنا علی رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: دنیا واپس ہوتے

ہوئے سفر کر رہی ہے اور آخرت آتے ہوئے سفر کر رہی ہے اور ان دونوں میں ہر ایک کے بیٹے ہیں تو تم آخرت کے بیٹوں میں سے ہو جاؤ اور دنیا کے بیٹوں میں سے مت ہو جاؤ کیونکہ آج عمل ہے اور حساب نہیں اور کل حساب ہے عمل نہیں۔ (امام بخاری نے ترجمۃ الباب میں اس کو روایت کیا ہے)

38/6347 سیدنا عمرو بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم میں تم پر فقر و فاقہ کا خوف نہیں کرتا ہوں لیکن میں خوف کرتا ہوں کہ تم پر دنیا پھیلا دی جائے جیسا کہ تم سے پہلے والوں پر پھیلا دی گئی تھی تم اس میں رغبت کرنے لگو گے جیسا کہ وہ رغبت کئے، اور وہ (دنیا) تمہیں ہلاک کر دے گی جیسا کہ ان کو ہلاک کر دی۔ (متفق علیہ)

39/6348 سیدنا عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک روز خطبہ دیا اور ارشاد فرمایا: سنو! یقیناً دنیا ایک حاضر سامان ہے جس میں سے نیک و بد کھاتے ہیں اور سنو! آخرت ایک سچا مقررہ وقت ہے جس میں قدرت والا بادشاہ فیصلہ فرمائے گا سنو! یقیناً نیکی اپنی تمام اقسام کے ساتھ جنت میں ہے اور آگاہ رہو شر اپنی تمام اقسام سمیت دوزخ میں ہے خبردار! تم عمل کرتے رہو اللہ سے ڈرتے ہوئے اور یاد رکھو، تم اپنے اعمال کے مطابق پیش کئے جاؤ گے۔ جو کوئی ذرہ برابر نیکی کرے گا وہ اس کو دیکھ لے گا اور جو ذرہ برابر بھی برائی کرے گا وہ اس کو دیکھ لے گا۔

امام شافعی نے اس کو روایت کیا ہے۔

40/6349 سیدنا شداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا اے لوگو! یقیناً دنیا حاضر سامان ہے جس میں سے نیک اور بد

کھاتے ہیں اور آخرت ایک سچا وعدہ ہے جس میں عادل اور قدرت والا بادشاہ فیصلہ فرمائے گا حق کو حق کردیگا اور باطل کو باطل کردیگا، تم آخرت کے بیٹوں میں سے ہوجاؤ دنیا کے بیٹوں میں سے مت بنو کیونکہ ہر ماں کی اولاد اس کے پیچھے ہوگی۔ (ابونعیم: حلیہ)

41/6350 ﴿ حضرت امام مالک رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ حضرت لقمان نے اپنے صاحبزادے سے فرمایا اے میرے پیارے بیٹے۔ یقیناً وہ چیز لوگوں پر دراز ہوگئی ہے جس سے ان کو ڈرایا گیا حالانکہ وہ آخرت کی طرف تیزی سے جارہے ہیں جب سے تم آئے ہو، دنیا کو پیچھے چھوڑتے جارہے ہو اور آخرت کی طرف بڑھتے جارہے ہو یقیناً وہ گھر جس کی طرف تم جارہے ہو تمہارے اس گھر سے قریب تر ہے جس سے تم نکل رہے ہو۔ (رزین)

42/6351 ﴿ سیدنا ابوموسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے اپنی دنیا سے محبت کی اس نے اپنی آخرت کو نقصان پہنچایا اور جس نے اپنی آخرت سے محبت کی اس نے اپنی دنیا کو نقصان پہنچایا تو تم فنا ہونے والی چیز پر باقی رہنے والی چیز کو ترجیح دو۔ (احمد، بیہقی، شعب الایمان)

43/6352 ﴿ سیدنا مستورد بن شداد رضی تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا بخدا دنیا آخرت کے مقابل ایسی ہی ہے جیسے تم میں سے کوئی دریا میں اپنی انگلی ڈالے اور دیکھے وہ کتنا لیکر لوٹتی ہے۔ (مسلم)

44/6353 ﴿ سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک کان کٹے مرے ہوئے بکری کے بچے کے پاس سے گزرے آپ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کون

چاہتا ہے کہ یہ اس کے لئے درہم کے عوض مل جائے؟ تو صحابہ نے عرض کیا ہم نہیں چاہتے کہ وہ ہمارے لئے کسی بھی چیز کے عوض ملے حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بخدا یہ تمہارے پاس جس قدر حقیر ہے یقیناً دنیا اللہ کے پاس اس سے بھی زیادہ حقیر ہے۔ (مسلم)

45/6354﴾ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کے پاس اگر دنیا مچھر کے پر کے برابر بھی ہوتی تو اس سے کسی کافر کو ایک گھونٹ بھی نہ پلاتا۔ (احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

46/6355﴾ سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یقیناً اللہ تعالیٰ مؤمن کے لئے کسی نیکی[1] میں کمی نہیں کرتا جس سے اس کو دنیا میں سرفراز کیا جاتا ہے اور آخرت میں بھی اس کو اس کا بدلہ دیا جاتا ہے۔ اب رہا کافر تو وہ اللہ کے لئے جو اچھے کام کرتا ہے اس کا بدلہ اس کو دنیا میں دے دیا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ جب آخرت کی طرف جاتا ہے تو اس کے لئے کوئی نیکی نہیں رہتی جس کا اسے بدلہ دیا جائے۔ (مسلم)

47/6356﴾ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دنیا مسلمان کا قید خانہ[2] ہے اور کافر کی جنت ہے۔ (مسلم)

---

1﴾ قولہ: ان الله لا يظلم مؤمنا حسنة الخ (یقیناً اللہ تعالیٰ مومن کے لئے کسی نیکی میں کمی نہیں کرتا) حاصل یہ ہیکہ اللہ تعالیٰ مومن بندہ کے ساتھ فضل کا معاملہ فرمائے گا اور کافر کے ساتھ عدل کا معاملہ کریگا اور اللہ تعالیٰ جو کچھ کرتا ہے اس کے بارے میں اس سے پوچھا نہیں جاتا۔ (مرقات)

2﴾ قولہ: سجن المؤمن وجنة الكافر (مومن کا قید خانہ اور کافر کی جنت ہے) یعنی مومن کیلئے قید خانہ کی طرح ہے یہ اس اجر وثواب اور دائمی نعمتوں کی نسبت سے ہے جو اس کے لئے تیار کی گئی ہیں اور کافر

48/6357 ﴾ اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دوزخ خواہشات سے گھیر دی گئی ہے اور جنت مشقتوں سے گھیر دی گئی ہے۔ (متفق علیہ)

مگر امام مسلم کے پاس "حجبت" کے بجائے "حفت" مذکور ہے۔

49/6358 ﴾ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک حصیر پر آرام فرمائے اور اٹھے جبکہ جسم اطہر پر چٹائی کے نشان پڑ گئے تھے تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ہی اچھا ہوگا آپ ہم کو آپ کے لئے فرش کرنے کا حکم فرمائیں اور ہم بجالائیں، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا مجھ کو دنیا سے کیا تعلق، میں اور دنیا نہیں ہیں مگر ایک ایسے سوار کی طرح جو کسی درخت کے نیچے سایہ حاصل کیا ہے پھر چلا گیا اور اس کو چھوڑ دیا۔

(احمد، ترمذی، ابن ماجہ)

50/3659 ﴾ سیدتنا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دنیا اس شخص کا گھر ہے جس کا کوئی گھر نہ ہو اور اس کا مال ہے جس کا کوئی مال نہ ہو اور اس کے لئے وہی شخص جمع کرتا ہے جس کو عقل نہ ہو۔ (احمد، بیہقی: شعب الایمان)

51/6360 ﴾ سیدنا حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ اپنے خطبہ میں ارشاد فرمارہے تھے شراب گناہوں کا مجموعہ ہے اور عورتیں شیطان کی رسیاں ہیں اور دنیا کی محبت ہر گناہ کی جڑ ہے۔ حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: اور

---

کیلئے جنت کی طرح ہے یہ اس سزا اور دردناک عذاب کی نسبت سے جو اس کے لئے آخرت میں تیار رکھا گیا ہے۔ (مرقات)

میں نے حضور اکرم ﷺ کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا تم عورتوں کو پیچھے رکھو جہاں اللہ تعالیٰ نے انھیں پیچھے رکھا ہے (پیچھے رکھنے کا حکم فرمایا ہے۔ (رزین[1])

52/6361 امام بیہقی: نے شعب الایمان میں حضرت حسن بصری سے مرسلاً روایت کی ہے دنیا کی محبت ہر گناہ کی اصل ہے۔

حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری نے کہا کہ ہمارے اصحاب نے اپنے پاس طے شدہ اصول کے تحت اور محقق کبیر حضرت ابن ہمام کی تحقیق کے مطابق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد "اخروا النساء حیث اخرھن اللہ" سے عورت کے محاذات میں اس کے معتبر شروط کے ساتھ نماز کے باطل ہونے پر استدلال کیا ہے۔

53/6362 سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا کوئی ایسا شخص[2] ہے جو پانی پر چلے مگر اس کے پیر نہ بھیگیں، صحابہ نے عرض کیا: نہیں یا رسول

---

[1] **قولہ: رواہ رزین الخ** (رزین نے اس کو روایت کیا) حضرت ابن ربیع کی کتاب تمییز، میں یہ ہے کہ حدیث شریف **اخروھن من حیث اخرھن اللہ** (ان کو پیچھے رکھو جہاں اللہ تعالیٰ نے ان کو پیچھے رکھا) میں مراد عورتیں ہیں، ہمارے شیخ نے کہا یہ مصنف عبدالرزاق میں ہے اور انہوں نے طبرانی کی سند سے اس کے ہم معنی متعدد احادیث شریفہ ذکر کیا پھر کہا کہ ہم طویل کرنا نہیں چاہتے۔ ان میں سے بعض کی طرف ہمارے شیخ نے مختصر تخریج الھدایۃ میں اشارہ فرمایا۔ محدثین کرام کے پاس یہ حدیث مشہور ہے لیکن لغوی معنی کے لحاظ سے ہے نہ کہ اصطلاحی معنی کے اعتبار سے کیونکہ اس کا اطلاق متواتر قطعی کے قریب ہوتا ہے اور صاحب ہدایہ کا قول "ہمارے لئے حدیث مشہور ہے"۔ لغوی معنی کے اعتبار سے ہے۔ (مرقات)

[2] **قولہ: ھل من احد الخ** (کیا کوئی ایسا شخص ہے) یعنی کسی بھی حالت میں کوئی بھی پانی پر چلتا ہے

اللہ! حضور علیہ السلام نے فرمایا: اسی طرح دنیادار ہے وہ گناہوں سے محفوظ نہیں رہتا۔ (بیہقی: شعب الایمان)

54/6363 سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب تم دیکھو کہ اللہ تعالی کسی بندے کو اس کی نافرمانیوں کے باوجود دنیا میں سے بندہ جو چاہتا ہے وہ دے رہا ہے تو وہ صرف ڈھیل ہے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلاوت فرمائی **فلما نسوا ما ذکروا به فتحنا علیهم ابواب کل شئی حتی اذا فرحوا بما اوتوا اخذناهم بغتة فاذا هم مبلسون**، پس جب وہ اس چیز کو بھول گئے جس کی انہیں نصیحت کی گئی تھی تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دئے یہاں تک کہ جب وہ اس پر خوش ہو گئے جو ان کو دیا گیا تھا تو ہم نے انہیں اچانک پکڑ لیا تو وہ مایوس ہو گئے۔ (احمد)

55/6364 سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم جائیداد مت[1] بناؤ ورنہ دنیا میں رغبت کرنے لگو گے۔ (ترمذی، بیہقی: شعب الایمان)

56/6365 سیدتنا عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے آپ نے کہا ہمارے پاس ایک پردہ تھا جس پر پرندوں کی تصاویر تھیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے عائشہ اسے ہٹادو کیونکہ جب میں اسے[2] دیکھتا تو دنیا کا ذکر کیا۔ (احمد)

---

تو وہ بھیگے بغیر نہیں رہتا؟ اس کے معنی ماحصل یہ ہے کہ کیا پانی پر چلنا بغیر تر ہونے کے متحقق ہوتا؟ (مرقات)

[1] **قولہ: لا تتخذوا الضیعة الخ** (تم جائیداد مت بناؤ) اس سے مراد جائیدادوں اور اس جیسے کاموں میں مشغول ہونے سے روکنا ہے جو مولی تعالی کی عبادت کو انجام دینے سے مانع ہوتے ہیں اور اخروی امور کی طرف جیسا چاہئے توجہ کرنے سے مانع ہوتے ہیں۔ (مرقات)

[2] **قولہ: فانی اذا رأیتہ الخ** (جب میں اُسے دیکھا) حضور اکرم ﷺ نے اس ارشاد میں مجموں

57/6366 سیدنا خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مومن کچھ خرچ نہیں کرتا مگر اسے اس پر اجر وثواب دیا جاتا ہے سوائے اس کے خرچ جو وہ مٹی میں کرتا ہے۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

58/6367 سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سارے خرچے اللہ کی راہ میں ہیں سوائے تعمیر کے، کیونکہ اس میں کوئی خیر نہیں ہے۔ (ترمذی)

59/6368 انہی سے روایت ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے اور ہم آپ کے ساتھ تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بلند عمارت دیکھی اور ارشاد فرمایا: یہ کیا ہے؟ آپ علیہ الصلاۃ والسلام کے صحابہ نے عرض کیا یہ عمارت فلاں انصاری صاحب کی ہے تو حضور علیہ الصلاۃ والسلام خاموش ہو گئے اور آپ نے اس کو اپنے[1] میں رکھ لیا یہاں تک کہ جب وہ مالک مکان حاضر ہوئے اور تمام لوگوں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور سلام عرض کیا تو حضور ﷺ ان سے

کی حرمت اور دخول ملائکہ سے ان کے مانع ہونے کی علت بیان نہیں فرمائی اس لئے کہ یا تو یہ واقعہ مجسموں کی ممانعت آنے سے پہلے کا ہے یا اس لئے کہ یہ تصاویر باریک تھیں، دیکھنے والے کیلئے واضح نہیں ہو پاتی تھیں یا اس لئے کہ یہ (ان کا استعمال) تکیہ اور بستر جیسے چیزوں میں حرام نہیں ہے یا یہ کہ گھر والوں کو دنیوی ترفہ و آرائش ترک کرنے پر آگاہ کرنے کے لئے تاکہ وہ کوئی دوسرا پردہ نہ لگائیں اگرچہ کہ وہ تصویر والا نہ ہو۔

(لمعات)

1 **قولہ: حملها** (آپ نے اس کو اپنے میں رکھا) یعنی حضور ﷺ نے فاعل کے اس کام پر ناراض ہو کر اس کو اپنے میں رکھا۔ بلاغت کے اصول میں ہے **حملت الحقد علیه** اس وقت کہتے ہیں جب تم اس کو چھپائے رکھتے ہو۔ (مرقات)

اعراض فرمائے انہوں نے اس طرح کئی مرتبہ کیا یہاں تک کہ وہ صاحب اپنے بارے میں حضور کے جلال کی کیفیت کو اور ان سے حضور کے اعراض فرمانے کو پہچان گئے اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اس کے متعلق بے چینی ظاہر کی اور کہا: خدا کی قسم میں ضرور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض پاتا ہوں، صحابہ نے کہا: حضور علیہ السلام تشریف لے گئے تھے اور تمہاری عمارت کو دیکھے، تو وہ صاحب اپنی عمارت کی طرف واپس گئے اور اس کو منہدم کردیا یہاں تک کہ اس کو زمین کے برابر کردیا پھر ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تو اس (عمارت) کو نہیں پائے آپ نے فرمایا اس عمارت کا کیا ہوا؟ صحابہ نے عرض کیا اس کے مالک نے ہم سے آپ کے اعراض فرمانے سے متعلق بے چینی ظاہر کی تو ہم نے انہیں خبر دی پس انہوں نے اس کو منہدم کردیا، حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا سنو! ہر عمارت اس کے مالک پر وبال ہوتی[1] ہے مگر اس کے سوا یعنی اس کے سوا جو ضروری ہے۔ (ابوداؤد)

60/6369 ﴿ سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب بندہ کیلئے اس کے مال میں برکت نہیں دی جاتی تو وہ اسے پانی اور مٹی میں لگا دیتا ہے۔

(بیہقی: شعب الایمان)

61/6370 ﴿ سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

---

1 ﴿ قولہ: اما ان کل بناء وبال الخ (سنو! ہر عمارت اس کے مالک پر وبال ہوتی ہے) اس سے مراد وہ تعمیرات ہیں جس کو دوسروں پر فخر وتکبر اور عیش پسندی کے لئے ضرورت سے زیادہ بنایا ہو۔ نہ کہ وہ عمارتیں جو خیر کے لئے ہوں جیسے مساجد، مدارس، اور مسافر خانے، کیونکہ یہ آخرت کے کاموں میں سے ہیں اسی طرح سے وہ چیزیں جو انسان کیلئے ضروری ہیں جیسے غذا، لباس اور مکان۔ (مرقات)

تعمیرات میں حرام سے بچو کیونکہ وہ خرابی کی جڑ ہے[1]۔ (بیہقی: شعب الایمان)

62/6371 ﴿ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سنو! یقیناً دنیا ملعون ہے جو اس میں ہے وہ بھی ملعون ہے سوائے اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اس چیز کے جو اس کے قرب ومحبت کا باعث ہو اور عالم یا متعلم کے۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

63/6372 ﴿ سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کوئی بندہ دنیا میں زہد اختیار نہیں کرتا مگر اللہ تعالیٰ اس کے قلب میں حکمت اگاتا ہے اور اس کی زبان پر حکمت کو جاری کر دیتا ہے اور اسے دنیا کے عیوب، اس کی بیماری اور دوا دکھا دیتا ہے اور اس کو دنیا سے سلامتی کے ساتھ دار السلام (جنت) کی طرف لیجاتا ہے۔ (بیہقی: شعب الایمان)

64/6373 ﴿ سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ایک صاحب حاضر خدمت ہوئے اور عرض کئے: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ایک ایسا عمل بتلائیے جب میں اس کو کروں تو اللہ تعالیٰ مجھ سے محبت کرے اور لوگ بھی مجھ سے محبت کریں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: دنیا میں زہد اختیار کرو اللہ تعالیٰ تم سے محبت کریگا اور جو کچھ لوگوں کے ہاتھوں میں ہے اس سے بے رغبت ہو جاؤ لوگ تم سے محبت کریں گے۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

65/6374 ﴿ سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ایک صاحب نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے او رعرض کیا مجھے مختصر نصیحت فرمائیے حضور ﷺ نے ارشاد

---

1 ﴿ **قولہ: فانہ اساس الخراب** (کیونکہ وہ خرابی کی جڑ ہے) یعنی دین کی خرابی کی اصل ہے یا عمارت کی خرابی کی اصل ہے پہلے قول کے اعتبار سے تعمیرات میں حلال مال خرچ کرنے کے جواز کا ثبوت ملتا ہے اور دوسرے قول کے لحاظ سے جواز نہیں ملتا اور یہ (قول) باب سے زیادہ مناسب ہے۔ (مرقات)

فرمایا جب تم نماز میں کھڑے ہوجاؤ تو رخصت (وداع) ہونے والے کی طرح نماز پڑھو اور ایسی بات مت کہو جس کی وجہ سے کل معذرت خواہی کرنی پڑے اور جو لوگوں کے ہاتھ میں ہے اس کی بالکل امید مت رکھو۔ (احمد)

66/6375 ﴿ سیدنا ابو ہریرہ اور سیدنا ابو خلاد رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم بندہ کو دیکھو اس کو دنیا میں زہد اور کم گوئی دی گئی ہے تو تم اس سے قریب ہوجاؤ کیونکہ اس پر حکمت القاء کی جاتی ہے۔ (بیہقی: شعب الایمان)

67/6376 ﴿ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی: "**فمن یرد اللہ ان یھدیہ یشرح صدرہ للاسلام**"۔ اللہ تعالیٰ جسے ہدایت سے سرفراز فرمانا چاہتا ہے اس کے سینہ کو اسلام کیلئے کھول دیتا ہے (سورۃ الانعام، آیت ۱۲۵)۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یقیناً نور جب سینے میں داخل ہوتا ہے تو سینہ کشادہ ہوجاتا ہے تو عرض کیا گیا یا رسول اللہ ﷺ کیا اس کی کوئی علامت ہے جس کے ذریعہ وہ پہچانا جائے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، دھوکہ کے گھر سے دور رہنا اور ہمیشہ رہنے کے گھر کی طرف رجوع رہنا اور موت کے آنے سے پہلے اس کی تیاری کرنا۔ (بیہقی: شعب الایمان)

68/6377 ﴿ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا: کون سے لوگ افضل ہیں؟ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: مخموم القلب الخ ہر صاف دل والا، سچی زبان والا۔ صحابہ نے عرض کیا: سچی زبان والے کو تو ہم

جانتے ہیں مخموم القلب کیا ہے؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: وہ پاکیزہ وپرہیزگار شخص ہے جس پر کوئی گناہ نہ ہو اور نہ زیادتی اور نہ کینہ اور نہ حسد۔ (ابن ماجہ، بیہقی: شعب الایمان)

69/6378 اور امام مالک نے موطا میں روایت کی ہے انہوں نے کہا مجھ کو یہ روایت پہنچی ہے کہ حکیم لقمان سے کہا گیا اس منزلت تک آپ کو کس چیز نے پہنچایا جسے ہم دیکھ رہے ہیں یعنی فضل کی منزلت تک، انہوں نے کہا: راست گوئی، امانت کی ادائی اور چھوڑ دینا ان چیزوں کو جو میرے لئے فائدہ نہ دے۔ (موطا امام مالک)

70/6379 سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب چار خصلتیں تم میں ہوں گی تو تم پر کوئی حرج نہیں ہے کہ دنیا تم سے چھوٹ جائے، امانت کی حفاظت، صدق مقال، حسن اخلاق اور غذا کی پاکیزگی۔ (احمد، بیہقی: شعب الایمان)

71/6380 سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا جب انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یمن کی طرف روانہ فرمائے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو وصیت کرتے ہوئے ان کے ساتھ نکلے جبکہ حضرت معاذ سوار تھے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کی سواری کے ساتھ چل رہے تھے جب (وصیت سے) فارغ ہوئے[1] تو ارشاد فرمایا: اے معاذ قریب ہے کہ تم میرے اس سال کے بعد مجھ سے نہ مل سکو اور یقیناً تم میری مسجد اور میرے روضہ اقدس کے پاس سے گذرو گے تو حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق سے بے انتہاء رو پڑے پھر آپ واپس ہوئے اور مدینہ شریف کی جانب چہرہ انور کئے اور

---

1 قولہ: فلما فرغ (جب آپ فارغ ہوئے) یعنی جب آپ وصیت سے فارغ ہوئے۔ (مرقات)

ارشاد فرمائے لوگوں میں سب سے زیادہ مجھ سے قریب متقی ہیں جو بھی ہوں اور جہاں بھی ہوں۔

(احمد)

72/6381 سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے ارشاد فرمایا: تم کسی سرخ وسیاہ سے بہتر نہیں ہو مگر یہ کہ تم ان پر تقویٰ و پرہیزگاری میں بڑھ جاؤ۔

(احمد)

73/6382 سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص کی عبادت وریاضت کا ذکر کیا گیا اور دوسرے شخص کی پرہیزگاری کا ذکر کیا گیا نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: عبادت پرہیزگاری کی برابری نہیں کرسکتی۔ (ترمذی)

74/6383 سیدنا ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اہل صفہ میں سے ایک[1] صاحب کا وصال ہوا اور انہوں نے ایک دینار چھوڑا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک داغ ہے، روای نے کہا پھر ایک دوسرے صاحب کا وصال ہوا اور انہوں نے دو دینار چھوڑے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ دو داغ ہیں۔ (بیہقی: شعب الایمان)

---

1 **قولہ: ان رجلا من اھل الصفة الخ** (اہل صفہ میں سے ایک صاحب کا وصال ہوا) نہایہ میں ہے یہ حضرات فقراء مہاجرین میں سے تھے اور ان کے لئے رہنے کا کوئی گھر نہیں تھا یہ حضرات مدینہ شریف کی مسجد سے متصل ایک سائبان (صفہ) کو جائے سکونت بنائے ہوئے تھے۔ علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ان صاحب کا اس صفت کے ساتھ ذکر کرنے میں یہ بتلانا مقصود ہے کہ ان کے بارے میں جو حکم دیا گیا ہے اس کی ایک وجہ یعنی ایک، دو دینار موجود ہونے کے باوجود ان فقراء کی طرف ان کی نسبت جو دنیا سے بے رغبت رہتے ہیں ایک ایسا جھوٹا دعویٰ ہے جس کی وجہ سے وہ تادیب کا مستحق ہو جاتا ہے ورنہ کئی صحابہ کرام جیسے حضرت عثمان

75/6384 ﴿ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اعمال[1] آئیں گے تو نماز آئیگی اور عرض کریگی: اے میرے رب میں نماز ہوں، (اللہ تعالی) فرمائے گا: تو خیر پر ہے، صدقہ حاضر ہوگا اور عرض کریگا: اے میرے رب! میں صدقہ ہوں رب تبارک وتعالی فرمائے گا تو خیر پر ہے روزہ حاضر ہوگا اور عرض کریگا اے میرے رب! میں

بن عفان، عبدالرحمن بن عوف، طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین جو مال ودولت جمع کرتے تھے اور اس میں خرچ کرتے تھے اور اس فتنہ مال سے اعراض کرنے والوں میں سے کسی نے ان پر عیب نہیں لگایا کیونکہ ان کا اس سے اعراض کرنا افضل شئی کو اختیار کرنے کیلئے تھا ورنہ وہ تو تقوی اور زہد فی الدنیا میں داخل ہے اور اس میں قناعت کرنا مباح اور اجازت ہے اس کی مذمت نہیں کی جائیگی اور ہر چیز کی ایک حد ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ دونوں جب ان فقراء کے ساتھ تھے جن کی انتہائی ضرورت اور غایت درجہ فاقہ کی بناء لوگ ان پر صدقہ کرتے تھے تو وہ زبان قال سے یا حال سے سوال کرنے والوں کے درجہ میں ہو گئے اور جس کے پاس ایک دن کی روزی موجود ہے اس کو سوال کرنا جائز نہیں، پس ان دونوں میں سے ہر ایک کیلئے جب کہ ان کے پاس دینار موجود تھا سوال کرنا حرام ہو گیا تھا۔ (مرقات)

1﴿ **قولہ: تجئی الاعمال الخ** (اعمال آئیں گے) حدیث شریف کا خلاصہ یہ ہے کہ اعمال اپنے کرنے والوں کو الگ الگ سفارش کرنے کیلئے آئیں گے تو اللہ تعالی لطف ومہربانی سے ان کو جواب دیگا یہاں تک جب اسلام آئے گا جو کہ اصل اور تمام اعمال کا جامع ہے تو اس کی سفارش قبول ہو جائے گی اور وہ اللہ تعالی کی تعریف بیان کرتے ہوئے آئے گا جو کہ شفاعت کے قبول ہونے کے آداب میں موثر ہے پھر تمام اعمال آئیں گے وہ یا تو اپنے حقائق اور ان صورتوں کے ساتھ آئیں گے جو اس عالم میں ان کی ہوں گی کیونکہ ہر چیز کی ایک حقیقت اور صورت ہوتی ہے جیسے: ایمان کیلئے سائبان، علم کیلئے دودھ، موت کیلئے دنبہ یا ان کو ایک اچھی صورت

روزہ ہوں رب تبارک وتعالی فرمائے گا تو خیر پر ہے پھر اسی طرح دیگر اعمال آئیں گے اللہ تعالی ان سے فرمائے گا یقیناً تم خیر پر ہو پھر اسلام آئے گا اور عرض کریگا اے میرے رب! تو سلام ہے اور میں اسلام ہوں اللہ تعالی فرمائے گا یقیناً تو خیر پر ہے، آج میں تیری ہی وجہ سے مواخذہ کروں گا اور تیری ہی وجہ سے میں عطا کروں گا اللہ تعالی نے اپنی کتاب میں ارشاد فرمایا: "**ومن یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منه وهو فی الاخرة من الخاسرین**" (سورۃ ال عمران آیت:۸۵)۔ جو شخص اسلام کے علاوہ اورکوئی دین تلاش کرے گا تو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور آخرت میں وہ نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔ (احمد)

عطا کریگا جیسا کہ اس کے وزن سے متعلق کہا گیا یا وہ کنایہ ہے کہ ان کا اعتبار کیا جائے گا اور لحاظ کیا جائے گا انکے عمل کرنے والے کی طرف نسبت کرتے ہوئے اور کنایہ ہے اسکی وجہ سے انکے لئے نجات حاصل ہوگی۔ (لمعات)

# بسم اللہ الرحمن الرحیم

## 1/126 باب فضل الفقراء و ما کان من عیش النبی ﷺ

## فقراء کی فضیلت اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زندگانی کا بیان

76/6385 سیدنا مصعب بن سعد رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حضرت سعد رضی اللہ تعالی عنہ نے یہ خیال کیا کہ انہیں دوسروں پر برتری حاصل ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارے کمزور لوگوں کی برکت سے ہی تو تمہاری مدد کی جاتی ہے اور تمہیں[1] روزی دی جاتی ہے۔

(بخاری)

1 قولہ: هل تنصرون وترزقون الا بضعفائكم (تمہارے کمزور لوگوں کی برکت سے ہی تو تمہاری مدد کی جاتی ہے اور تمہیں روزی دی جاتی ہے) یعنی تم میں کے غریب و مسکین لوگوں کی برکت سے اور اس سے وہ فقر مراد ہے کہ صاحب فقر اپنے نصیب پر جو اللہ نے اسکی قسمت میں رکھا ہے راضی اور صابر رہے اور ایسا کوئی قول یا فعل نہ کرے جو اللہ تعالی کی ناراضگی کا باعث ہو اور وہ کسب حلال کی جستجو کو بھی ترک نہ کرے اور مانگنے و سوال کرنے سے گریز کرتا ہو، کہ اس میں ذلت اور احسان مندی ہوتی ہے۔ رہے اس زمانہ کے فقراء تو ان میں سے اکثر ان صفات سے متصف نہیں ہیں اور ان لوگوں کے فقر سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پناہ مانگی ہے۔

اب رہا یہ اختلاف تو مشہور ہیکہ فقیر صابر افضل ہے یا غنی شاکر تو یہ مشہور ہے اور اس موضوع پر علماء کی بہت سی جماعتیں گفتگو کی ہیں۔ (عمدۃ القاری) اور صاحب ''احیاء العلوم'' نے کہا: تم جانو کہ اس بارے میں علماء کا اختلاف ہے۔ حضرت جنید، حضرت خواصؒ اور اکثر حضرات کا مذہب یہ ہیکہ فقر افضل ہے۔ اور ابن عطائہ کا قول ہے کہ اپنے حق کو ادا کرنے والا غنی شاکر، وہ فقیر صابر سے افضل ہے۔ اھ۔

اور اس کی شرح میں ہے: آپ نے کہا کہ اسی طرح امام احمد بن حنبل بھی فرماتے ہیں کہ میں کسی چیز کو

77/6386﴿سیدنا ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں حضور ﷺ نے فرمایا: تم مجھے اپنے کمزوروں[1] میں تلاش کرو کیونکہ اس کے سوانہیں کہ تمہارے کمزوروں کی برکت سے تمہیں رزق دیا جاتا اور تمہاری مدد کی جاتی ہے۔ (ابوداؤد)

78/6387﴿سیدنا امیہ بن خالد بن عبداللہ بن اسید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ فقراء مہاجرین کے وسیلے سے فتح مانگتے تھے[2]۔ (بغوی: شرح السنہ)

79/6388﴿سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہت سے پراگندہ بال، دروازوں سے نکالے گئے ہوئے ہوا یسے ہیں کہ اگر وہ اللہ پر قسم کھالیں تو وہ ضرور ان کو سچا کردکھائیگا۔ (مسلم)

80/6389﴿سیدنا سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گذرا، تو آپ ﷺ نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے ایک

---

فقر کے برابر قرار نہیں دیتا، چنانچہ وہ فقر کی حالت کو ترجیح دیتے تھے اور صبر کرنے والے فقیر کی عظمت شان بیان کرتے تھے۔

1﴿**قولہ: ابغونی** (تم مجھے تلاش کرو) یعنی میری رضا وخوشنودی طلب کرو۔ (مرقات)

2﴿**قولہ: کان یستفتح بصعالیك المهاجرین** (آپ ﷺ مہاجرین فقراء کے وسیلے سے فتح مانگتے تھے) یعنی اُن میں کے فقراء کے وسیلہ اور اُن کی دعاء کی برکت سے۔ اور "النہایہ" میں ہے: "**ویستنصر بهم**" یعنی اُن کے وسیلہ سے نصرت طلب فرماتے۔ اور اسی سے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ﴿**ان تستفتحوا فقد جائکم الفتح**﴾ (اگر تم نصرت اور فتح چاہتے ہو تو فتح تو آچکی ہے) اس میں فقراء کی تعظیم اور اُن سے دعا کرانے اور اُن کے چہروں سے برکت حاصل کرنے کی ترغیب ہے۔ (مرقات)

صاحب سے فرمایا: ''اس کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے''؟ تو انہوں نے عرض کیا: مالدار لوگوں میں سے ایک ہے، اللہ کی قسم، یہ اس لائق ہے کہ اگر پیغام بھیجے تو نکاح کر دیا جائے گا اور اگر سفارش کرے تو سفارش قبول کر لی جائے گی راوی نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت اختیار فرمایا۔ پھر ایک صاحب گذرے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ تو انھوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ مسلمان فقراء میں سے ایک ہے، یہ اگر نکاح کا پیغام بھیجے تو اس لائق ہے کہ ان سے نکاح نہیں کیا جائے گا، اگر سفارش کرے تو ان کی سفارش قبول نہیں کی جائے گی اور اگر بات کرے تو ان کی بات نہیں سنی جائے گی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ اس جیسے زمین بھر لوگوں [1] سے بہتر ہے۔ (متفق علیہ)

81/6390 سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: **"اللھم أحیني مسکینا وأمتني مسکینا واحشرني في زمرۃ المساکین"** (اے اللہ! تو مجھے مسکین [2] زندہ رکھ اور مجھے وفات دے اور مساکین کی جماعت میں میرا حشر فرما) تو

---

[1] **قولہ: ھذا خیر من ملأ الارض مثل ھذا** (یہ اس جیسے زمین بھر لوگوں سے بہتر ہے) یعنی پہلے (مالدار آدمی) کے جیسے۔ (مرقات)

[2] **قولہ: أللھم أحیني مسکینا الخ** (اے اللہ تو مجھے مسکین زندہ رکھ) اس حدیث میں اُمت کو تعلیم ہے اس بات کی کہ وہ غریب و نادار لوگوں کی فضیلت کو جانیں اور اُن سے محبت رکھیں اور ان کے ساتھ بیٹھا کریں تاکہ وہ ان کی برکتیں حاصل ہوں۔ اور اس میں تنگدست لوگوں کیلئے تسلی ہے اور انکے درجات کی بلندی سے آگاہ کرنا ہے اور ممکن ہے کہ اس سے یہ بھی مراد ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی غذا کو بقدر ضرورت آپ کے لئے روزی مقرر کر دے اور آپ کو مال و متاع میں مصروف نہ کرے کیونکہ مقربین کے حق میں مال کی زیادتی ایک طرح کا وبال ہے۔ (مرقات)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یہ کیوں یارسول اللہ! آنحضرت ﷺ نے فرمایا: کیونکہ وہ مالداروں سے چالیس سال پہلے جنت میں چلے جائیں گے، اے عائشہ! مسکین کو واپس مت کرو، کھجور کا ایک ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو خیرات دیدو، اے عائشہ! مساکین سے محبت رکھو اور انہیں قریب کرو کیونکہ روز قیامت اللہ تم کو قریب کرے گا۔ (ترمذی، بیہقی: شعب الایمان)

اور ابن ماجہ نے حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس کو حضور ﷺ کے ارشاد "فی زمرۃ المساکین" تک روایت کیا ہے۔

82/6391 ﴿ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

اور "احیاء العلوم" میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ "میں فقر سے تیری پناہ لیتا ہوں" اور آپ کا ارشاد کہ "قریب ہیکہ فقر و فاقہ کفر کا سبب بن جائے" یہ دونوں ارشادات آپ ﷺ کے ارشاد "اے اللہ مجھے دنیا میں مسکین زندہ رکھ اور مسکین رکھتے ہوئے مجھے دنیا سے اٹھا" کے مخالف نہیں ہیں کیونکہ آپ ﷺ نے جس فقر سے پناہ مانگی وہ مجبور شخص کا فقر ہے اور جس فقر کا آنحضرت ﷺ نے اپنی دعاء میں سوال کیا ہے وہ اللہ کی جناب میں اپنی نیازمندی عاجزی اور اللہ کی جناب میں محتاجی کے اعتراف کا نام ہے۔ (انتہی)

"مرقات" میں ہے "کاد الفقر أن یکون کفرا" کی حدیث بہت ضعیف ہے اور اس کو درجہ صحت میں ماننے کی صورت میں اس کو دل کی تنگی پر محمول کیا جائے گا جو جزع فزع اور بے صبری کا باعث ہو، کیونکہ وہ قضاءِ الٰہی سے ناراضگی اور پروردگار ارض و سماء کی تقسیم سے اعتراض پر آمادہ کرتی ہے۔ اسی لئے آنحضرت ﷺ نے فرمایا: "تونگری ساز و سامان کی زیادتی سے نہیں حاصل ہوتی، تونگری تو صرف دل کا بے نیاز ہو جانا ہے"۔

نے فرمایا: فقراء مہاجرین روز قیامت جنت میں مالداروں سے چالیس سال پہلے جائیں گے۔
(مسلم)

83/6392 حضرت ابوعبدالرحمٰن حُبلیؒ سے روایت ہیکہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا، اُن سے ایک آدمی نے پوچھا کہ کیا ہم فقراء مہاجرین میں سے نہیں ہیں؟ تو اُن سے حضرت عبداللہ نے کہا: کیا تمہاری کوئی بیوی ہے جس کے پاس تم ٹھکانہ کرتے ہو، تو اس نے کہا: ہاں، انہوں نے کہا: کیا تمہارا کوئی گھر ہے جس میں تم رہتے ہو اس نے کہا: ہاں، اُنہوں نے کہا: پھر تم تو مالداروں[1] میں سے ہو، اُس نے کہا: میرے پاس ایک خادم بھی ہے اُنہوں نے کہا: تب تو تم بادشاہوں میں سے ہو۔ عبدالرحمٰنؒ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عمرو کے پاس اور تین آدمی حاضر ہوئے، جبکہ میں اُن کے پاس تھا، اور اُنہوں نے کہا: اے ابومحمد! اللہ کی قسم ہم کسی چیز کی قدرت نہیں رکھتے ہیں، نہ نفقہ کی، نہ چوپایہ اور نہ سازوسامان کی، تو آپ نے اُن لوگوں سے فرمایا: تم جو چاہتے ہو اگر تم چاہو تو ہمارے پاس پھر آؤ تو ہم تم کو اللہ تمہارے لئے جو میسر فرمایا دینگے، اور اگر تم چاہو تو تمہارا معاملہ سلطان سے ذکر کریں گے، اور اگر چاہو تو صبر کرو، کیونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مہاجرین فقراء روز قیامت مالداروں سے چالیس سال پہلے جنت میں چلے جائیں گے۔ اُنہوں نے کہا: تب تو ہم صبر کریں گے، کچھ نہ مانگیں گے۔ (مسلم)

---

1 قولہ: فقراء المهاجرين يسبقون الأغنياء (فقراء مہاجرین مالداروں سے چالیس سال پہلے جنت میں جائیں گے) یعنی وہ دیگر مہاجرین سے پہلے اور غیر مہاجرین سے تو بطریق اولی پہلے داخل ہوں گے۔ اسی لئے لفظِ ''الأغنياء'' کو مطلق فرمایا، اور اسی لئے اپنے اپنے زماں و مکاں کے ہر طبقہ کے فقراء کو ان کے دور کے مالداروں پر قیاس کیا جائے گا۔ (مرقات)

2 قولہ: فأنت من الأغنياء (تم تو مالداروں میں سے ہو)۔ مرقات میں ہے: یعنی مہاجرین

84/6393﴿ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے اس دوران کہ میں مسجد میں بیٹھا ہوا تھا اور فقراء مہاجرین کا ایک حلقہ بھی بیٹھا ہوا تھا کہ یکا یک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ان کے پاس بیٹھ گئے، تو میں اُٹھ کر اُن کے پاس گیا، پس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فقراء مہاجرین خوش ہو جائیں ایسی چیز سے جو ان کے چہروں کو کھلا دے گی، کیونکہ وہ لوگ مالداروں سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہو جائیں گے۔ راوی نے کہا: پھر میں نے دیکھا کہ اُن کے رنگ کھل گئے تھے عبداللہ بن عمرو نے کہا: یہاں تک کہ میں تمنا کیا کہ ان کے ساتھ ہو جاؤں یا ان میں سے ہو جاؤں۔ (دارمی)

85/6394﴿ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فقراء جنت میں مالداروں سے پانچ سو سال پہلے جائیں[1] گے جو قیامت کا آدھا دن ہے۔

(ترمذی)

---

ہیں مالداروں میں سے ہو۔ کیونکہ اُن میں کے فقراء کے پاس کوئی بیوی تھی نہ کوئی گھر ورنہ درحقیقت وہ تمام (مہاجرین) مالدار ہی نہیں تھے، اسلئے کہ صاحب "ردّ المختار" نے "البدائع" سے نقل کیا ہیکہ امام کرخی نے اپنی کتاب "المختصر" میں بیان کیا جس شخص کے پاس گھر ہو اور وہ ساز و سامان ہو جس کے ذریعہ وہ اپنی گھریلو زندگی میں فارغ البال اور خوش و خرم رہ سکے، اور اس کے پاس کوئی خادم اور گھوڑا ہو، اور ہتھیار اور بدن کے کپڑے ہوں، اور اگر وہ اہل علم میں سے ہو تو اس کے پاس کتابیں ہوں ایسے شخص کو زکوۃ دینے میں کوئی حرج نہیں پھر اب اگر اس کے پاس اس سے زائد اتنا مال ہو جس کی قیمت دوسو (۲۰۰) درہم ہوتی ہے تو اس پر صدقہ لینا حرام ہے۔

2﴿ **قوله: يدخل الفقراء الجنة قبل الأغنياء بخمسمأة عام** (فقراء مالداروں سے پانچ سو سال پہلے جنت میں جائیں گے) محدث اشرفؒ کہتے ہیں: اگر تم یہ کہو کہ اس حدیث میں اور "چالیس

86/6395 ﴿ سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں جنت کے دروازے پر کھڑا ہوا، تو اُس میں جو لوگ داخل ہوئے ہیں وہ اکثر مساکین ہیں، اور دولتمند لوگ روک دیئے گئے ہیں، سوائے اس کے کہ دوزخیوں کو دوزخ میں لیجائے جانے کا حکم دے دیا گیا ہے، اور میں دوزخ کے دروازے پر کھڑا ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ اس میں داخل ہونے والے زیادہ تر عورتیں ہیں۔ (متفق علیہ)

87/6396 ﴿ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں جنت میں جھانکا تو اس میں اکثر فقراء کو دیکھا، اور دوزخ میں جھانکا تو اس میں اکثر عورتوں کو دیکھا۔ (مسلم، بخاری: عن عمران بن حصین)

---

سال، کے ارشاد والی گذشتہ حدیث میں تطبیق کیسے ہوگی تو میں کہتا ہوں کہ یہ ممکن ہیکہ پہلی حدیث میں ''اغنیاء'' سے مہاجرین میں کے مالدار مراد ہیں، مطلب یہ ہیکہ مہاجرین میں کے فقراء چالیس سال پہلے جنت میں جائیں گے اور دوسری حدیث میں ''اغنیاء'' سے وہ مالدار مراد ہیں جو مہاجرین میں سے نہیں ہیں۔ پس دونوں حدیثوں کے درمیان کوئی تناقض نہیں ہے۔ انتہی۔

اور اس میں یہ بھی ہے کہ یہ صرف اس وقت ہوسکتا ہے جبکہ فقراء سے خاص فقراء اور اغنیاء سے عام اغنیاء مراد ہوں، لیکن اس سے غیر مہاجرین فقراء کا حکم سمجھ میں نہیں آئے گا۔ لہذا حدیث کو ایسے معنی پر محمول کریں جس سے عمومی حکم سمجھ میں آسکے، یہ زیادہ مناسب ہے۔ وہ اس طرح سے کہ ہر دو عددوں سے محض تکثیر مراد لیجائے نہ کہ تحدید، چنانچہ کلام کے مختلف پیرایوں کو اختیار کرتے ہوئے کبھی ایک لفظ سے تعبیر کیا گیا اور کبھی کسی دوسرے لفظ سے، اور دونوں کا مقصد ایک ہی ہے۔

یا پھر یہ ہیکہ آنحضرت ﷺ نے وحی کی بناء پر ابتداء چالیس سال کی خبر دی۔ پھر آپ نے اپنی برکت سے فقراء کو مزید سرفراز کرتے ہوئے پانچ سو سال کی خبر دی۔

88/6397 ﴾ سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ اپنے صاحب ایمان، غریب، پاکدامن بال بچوں والے بندہ کو محبوب رکھتا ہے۔ (ابن ماجہ)

89/6398 ﴾ سیدنا قتادہ بن نعمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ جب کسی بندہ سے محبت فرماتا ہے تو اس کو دنیا سے بچالیتا ہے، جس طرح کہ تم میں کا کوئی اپنے بیمار کو پانی سے بچاتا ہے۔ (احمد، ترمذی)

90/6399 ﴾ سیدنا عبداللہ بن مغفل رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میں آپ سے محبت رکھتا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا: دیکھو تم کیا کہہ رہے ہو، تو اس نے تین مرتبہ کہا: اللہ کی قسم میں آپ سے محبت[1] رکھتا ہوں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اگر تم سچے ہو تو فقر کیلئے ایک زرہ[2] بکتر تیار کرلو، واقعی فقر سیلاب کے اپنے انتہائی مقام کو پہنچنے سے زیادہ تیز اُس شخص کی طرف دوڑتا ہے جو مجھ سے محبت رکھتا ہے۔

امام ترمذی نے اس کو روایت کیا اور کہا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

---

یا یہ اختلاف صبر و رضا اور شکر گزاری میں فقراء کے مراتب مختلف ہونے کی وجہ سے ہے۔ اور یہی بات راجح ہے۔ (مرقات)

2﴾ **قولہ: أني أحبك** (میں آپ سے محبت رکھتا ہوں) یعنی بیحد محبت رکھتا ہوں، ورنہ یوں تو ہر مؤمن آپ سے محبت رکھتا ہے۔ (مرقات)

2﴾ **قولہ: تجفافا** (زرہ بکتر) "تجفاف" تاء کے کسرہ کے سکون کے ساتھ ہے۔ جس سے زرہ اور ڈھال مراد ہے۔ چنانچہ "المغرب" میں ہے وہ ایسی چیز ہوتی ہے جو جنگ کے وقت گھوڑے کو پہنائی جاتی ہے، گویا وہ ایک قسم کی زرہ ہے۔ پس حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ اگر تو دعوے میں سچا اور مقصد میں برحق ہے تو

91/6400﴾ سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہیکہ مجھے میرے خلیل نے سات باتوں کا حکم دیا: آپ ﷺ نے مجھے غرباء اور ناداروں سے محبت کرنے اور ان سے قریب رہنے کا حکم دیا، اور آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں اس شخص کو دیکھوں جو مجھ سے کم ہے اور اس شخص کو نہ دیکھوں جو مجھ سے اوپر ہے، اور مجھے حکم دیا کہ میں رشتہ داری کو جوڑ کر رکھوں، اگر چیکہ وہ پیٹھ پھیرلیں، اور حکم فرمایا کہ میں کسی سے کوئی چیز نہ مانگوں، اور فرمایا کہ میں حق بات کہوں اگر چیکہ وہ کڑوی ہو، اور حکم فرمایا کہ میں اللہ کے بارے میں کسی ملامت کرونے والے کی ملامت سے خوف نہ کروں، اور فرمایا کہ میں کثرت سے ''لاحول ولاقوۃ الا باللہ'' کہا کروں، کیونکہ یہ عرش کے نیچے کے خزانہ میں ہیں۔(احمد)

92/6401﴾ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے راویت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں کا کوئی شخص کسی ایسے شخص کو دیکھے جس کو مال اور شکل وصورت میں اس سے برتری دی گئی ہے تو چاہئے کہ وہ اپنے سے کم تر کو بھی دیکھے۔(متفق علیہ)

93/6402﴾ اور مسلم کی ایک روایت میں ہے آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تم اس شخص کو دیکھو جو تم

---

تو ایسا کوئی آلہ تیار کرلے آزمائش کے وقت فائدہ دے سکے۔ کیونکہ آزمائش اور محبت دونوں لازم وملزوم ہیں، خواہ خلوت میں ہو یا جلوت میں۔

حاصل کلام یہ ہیکہ تم فقر پر صبر کیلئے کمربستہ ہوجاؤ تاکہ تم جزع فزع، عدم قناعت اور قسمت پر ناگراضگی کی کیفیات کو جو دین کے منافی ہیں ختم کرکے اپنی قوت یقین سے دین کی حفاظت ومدافعت کرسکو اور "**تجفاف**" (زرہ بکتر) صبر سے کنایہ ہے کیونکہ وہ غربت وفقر کو ایسا ہی چھپادیتا ہے جس طرح کہ زرہ بکتر بدن کو ضرر سے بچائے رکھتا ہے۔(مرقات)

سے نیچے ہے اور اُس شخص پر نظر مت رکھو جو تم سے برتر ہے، کیونکہ یہ اس بات کا باعث ہے کہ تم اللہ کی جو نعمت تم پر ہے، اس کو حقیر نہ سمجھو۔ (مسلم)

94/6403 سیدنا عمرو بن شعیب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو خصلتیں ایسی ہیں کہ وہ جس میں ہوں تو اللہ اُسے شاکر صابر لکھ دیتا ہے: جو اپنے دین میں خود سے برتر پر نظر رکھے اور اس کے نقش قدم پر چلے۔ اور اپنی دنیا کے بارے میں خود سے کمتر پر نظر رکھے اور اللہ کی عطا کردہ فضیلت پر وہ اس کی تعریف کرے تو اللہ اس کو شکر گزار صابر لکھ دیتا ہے۔ اور جو شخص اپنے دین میں خود سے کمتر کو دیکھے اور اپنی دنیا کے بارے میں برتر کو دیکھے اور افسوس کرے اُس چیز پر جو اس سے چھوٹ گئی ہے تو اللہ اس کو نہ شکر گزار لکھتا ہے اور نہ صابر۔ (ترمذی)

95/6404 سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دنیا مومن[1] کا قید خانہ اور اس کی خشک سالی ہے، اور جب وہ دنیا سے جدا ہوتا ہے تو قید خانہ اور خشک سالی سے نکل جاتا ہے۔ (بغوی: شرح السنہ)

---

1 **قولہ: الدنیا سجن المؤمن الخ** (دنیا مومن کا قید خانہ ہے) امام حافظ ابوالقاسم وراق فرماتے ہیں کہ اگر یہ کہا جائے کہ ہم کبھی مومن کو خوشحال زندگی میں اور کافر کو معیشت کی تنگی اور تنگدستی میں بھی دیکھتے ہیں تو ایسی صورت میں اس حدیث کا کیا مطلب ہوگا؟ تو ہم اس کا جواب دو طرح سے دیں گے۔ (۱) پہلا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آخرت میں کافر کیلئے جو عذاب تیار کر رکھا ہے اُس کے مقابلہ میں دنیا کافر کیلئے جنت ہے اور اللہ تعالیٰ نے آخرت میں مومن کیلئے جس ثواب اور نعمت کا وعدہ کیا ہے اُس کی بہ نسبت دنیا مومن کیلئے قید خانہ کی طرح ہے اسلئے کہ کافر دنیا میں رہنا پسند کرتا ہے اور اُس سے جدائی کو ناپسند کرتا ہے اور مومن اُس دنیا سے نکل

96/6405 ﴾سیدنا محمود بن لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: دو چیزیں ایسی ہیں جنہیں انسان ناپسند کرتا ہے: وہ موت کو ناپسند کرتا ہے حالانکہ موت مومن کیلئے فتنہ سے بہتر ہے، اور وہ مال کی کمی کو ناپسند کرتا ہے حالانکہ مال کی کمی حساب کی کمی کا باعث ہے۔ (احمد)

97/6406 ﴾سیدنا علی کرم اللہ وجہ سے روایت ہیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اللہ سے تھوڑے سے رزق پر[1] راضی رہتا ہے تو اللہ اس سے تھوڑے عمل پر راضی ہو جاتا ہے۔

(بیہقی: شعب الایمان)

---

جانے کا شوق رکھتا ہے اور اسکی آفتوں سے چھٹکارہ کا طلبگار رہتا ہے جس طرح کہ قیدی اپنی رہائی کا خواہشمند رہتا ہے۔

(۲) دوسرا جواب یہ ہیکہ یہ اس مؤمن کامل کی صفت ہے جو اپنے نفس کو دنیا کی لذتوں اور اس کی خواہشات سے دور رکھا ہو تو دنیا اس پر تنگی اور سختی کی وجہ سے قید خانہ کے درجہ میں ہوگئی۔ اب رہا کافر تو وہ اپنے نفس کو بے لگام چھوڑے رکھا ہے اور لذت طلبی اور شہوت پرستی میں اس کو عیش پسند بنایا ہوا ہے تو اس کے لئے دنیا کشادگی اور لطف اندوزی میں جنت کی طرح ہے۔ (مرقات)

1﴾ **قولہ: من رضی من اللہ بالیسیر الخ** (جو شخص اللہ سے تھوڑے رزق پر راضی رہے) پس اگر تو کہے کہ یہ حدیث اس بات کو بتارہی ہیکہ بندہ کی رضا مقدم ہے، حالانکہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے ارشاد ﴿**رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ**﴾ میں اس بات کا اشارہ ہیکہ بندہ کی رضا متاخر ہے تو میں کہوں گا کہ یہ ہیکہ بندہ کی رضا اللہ کی دو رضاؤں سے گھری ہے (۱) ایک رضاء ازلی جس سے اسکا علم اوّلی وابستہ ہے۔ (۲) یہ دوسری رضاء ابدی ہے جس کا تعلق بندہ کے عمل سے ہے جس پر اُخروی جزاء مرتب ہوتی ہے اور درحقیقت بندہ کی رضاء وہ تو صرف ابتداءً اللہ کی رضا کا اثر ہے۔

اب رہی بات اللہ تعالیٰ کی بعد کی رضاء تو وہ اللہ کا احسان اور انعام ہے۔ اور یہی بات اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد میں بھی ہے **یحبہم ویحبونہ** اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد **قل ان کنتم تحبون اللہ**

98/6407 ﴿ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اُنہیں یمن کو روانہ فرمایا تو ارشاد فرمایا: تم اپنے آپ کو عیش پسندی سے بچائے رکھنا، کیونکہ اللہ کے بندے عیش پسند نہیں ہوتے ہیں۔ (احمد)

99/6408 ﴿ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے اصحابِ صفہ میں کے ستر ایسے حضرات کو دیکھا ہے جن میں سے کسی کے پاس بھی ایک چادر نہیں تھی، یا تو تہبند تھی، یا کمبل تھی، جس کو وہ اپنی گردنوں پر باندھے ہوئے تھے، اور اُن میں سے بعض چادریں ایسی تھیں جو آدھی پنڈلیوں تک پہنچتی اور بعض ایسی ہیں جو ٹخنوں تک پہنچتی تھیں، وہ اس کو اپنے ہاتھ سے یکجا کئے رکھتا اس بات کو ناپسند کرتے ہوئے کہ کہیں ان کا ستر دکھائی دے۔ (بخاری)

100/6409 ﴿ سیدتنا عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا: محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر والے لگا تار دو روز بھی جو کی روٹی سے شکم سیر[1] نہ ہوئے، یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصال فرمائے۔ (متفق علیہ)

---

فاتبعوني يحببكم الله ۔ (مرقات)

1 ﴿ قوله: ما شبع آل محمد الخ (محمد ﷺ کے گھر والے کبھی پیٹ بھر نہیں کھائے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عمل میں غرباء و مساکین کیلئے بڑی تسلی ہے اور اس میں اُن لوگوں کا جواب ہے جو اس بات کے قائل ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اخیر عمر میں دولتمند بن گئے۔ ہاں یہ صحیح ہیکہ آپ کے قبضہ میں بہت زیادہ مال آیا مگر آپ نے اس کو جمع کر کے نہیں رکھا بلکہ اس کو اپنے رب تعالی کی خوشنودی کی راہ میں خرچ کر دیا اور رب تعالی کی بے نیازی کو اپناتے ہوئے آپ کا دل ہمیشہ بے نیاز رہا۔ (مرقات)

101/6410 ﴿ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا: ہم کھجور سے شکم سیر نہیں ہوئے، یہاں تک کہ ہم نے خیبر کو فتح کیا۔ (بخاری)

102/6411 ﴿ حضرت سعید مقبری سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ ایک قوم کے پاس سے گزرے، جن کے سامنے بھنی ہوئے بکری تھی، پس وہ لوگ انہیں بلائے تو آپ نے کھانے سے انکار کیا اور کہا: حضرت نبی اکرم ﷺ دنیا سے اس حال میں تشریف لے گئے کہ آپ ﷺ سیر ہو کہ جو کی روٹی بھی تناول نہیں فرمائے۔ (بخاری)

103/6412 ﴿ سیدنا انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ وہ جو کی روٹی اور بودار چربی لیکر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں پہنچے، اور نبی اکرم ﷺ مدینہ میں ایک یہودی کے پاس اپنی زرہ رہن رکھے تھے اور اس سے اپنے اہل وعیال کے لئے تھوڑی جو لئے تھے اور میں نے آپ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آلِ محمد ﷺ کے پاس کبھی رات میں ایک صاع جو یا ایک صاع کوئی اور غلہ نہیں رہا، حالانکہ آپ کے پاس نو 9 ازواج تھیں۔ (بخاری)

104/6413 ﴿ اور انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بلا شبہ مجھے اللہ کی راہ میں اس قدر ڈرایا گیا کہ کسی کو اس طرح خوفزدہ نہیں کیا جاتا اور اللہ کی راہ میں مجھے اس قدر تکلیف دی گئی کہ کسی کو نہیں دی جاتی، اور مجھ پر تیس راتیں اور دن اس حال میں گذرے ہیں جبکہ میرے اور بلال کے پاس کھانے کی ایسی کوئی[1] چیز نہ تھی جس کو کوئی جگر والا (جاندار) کھاتا ہو، سوائے اُس

---

1﴿ **قولہ: وما لی ولبلال طعام** (جبکہ میرے اور بلال کے پاس کھانے کی کوئی چیز نہ تھی.......الخ) آپ کے اس ارشاد گرامی سے یہ بات معلوم ہوئی کہ یہ واقعہ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کے سفر کا نہیں ہے۔ کیونکہ بوقت ہجرت آپ کے ہمراہ حضرت بلالؓ نہ تھے۔ لھذا ہو سکتا ہےکہ اس سے وہ سفر مراد ہو جو آپ نے بعثت

چیز کے جو بلال کے بغل چھپاتی تھی۔

امام ترمذی نے اسکی روایت کی اور فرمایا: اور اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ اس وقت کی بات ہے جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے خفیہ طور پر روانہ ہوئے اور اُس وقت آپ کے ہمراہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے، سیدنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ کھانے کی بس اتنی مقدار تھی جس کو وہ اپنے بغل میں اٹھائے ہوئے تھے۔ (ترمذی)

105/6414 ﴿ سیدتنا عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا کی تین چیزیں پسند تھیں: طعام، عورتیں، خوشبو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دو کو اختیار فرمایا اور ایک کو نہیں، عورتوں اور خوشبو کو اختیار فرمایا اور کھانے کو اختیار نہیں فرمایا۔ (احمد)

106/6415 ﴿ سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس خوشبو اور عورتیں محبوب بنادی گئی ہیں اور میرے آنکھ کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔

احمد، نسائی۔ اور ابن جوزیؒ نے حضور کے ارشاد "حبب الی" کے بعد "من الدنیا" (دنیا میں سے) کا اضافہ کیا ہے۔

---

کے ابتدائی زمانہ میں مکہ مکرمہ سے طائف کیجانب فرمایا تھا کہ کفار مکہ کے مقابلہ میں اہل طائف کا سردار عبد کلال آپکی نصرت وحمایت کرے اور تاکہ آپ اپنے رب کا پیغام پہنچائیں پس اُس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر بچوں کو مسلط کردیا تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سنگباری کی یہاں تک کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ٹخنوں کو پتھر مارے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے اور انکو شدید پیاس لگی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک بارش والا بادل بھیجا گیا اور جبرئیل علیہ السلام پہاڑوں کے فرشتہ کو لیکر نازل ہوئے تاکہ قوم کو ہلاک کرنے کی آپ انہیں اجازت دیں پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں! کیونکہ مجھے امید ہے کہ انکی پشتوں سے ایسی نسل نکلے گی جو اللہ کی توحید کو بیان کریگی اور اس کا ایک تفصیلی واقعہ ہے۔ (لمعات)

107/6416 ﴿ سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کھجور کی چٹائی پر لیٹے ہوئے ہیں آپ کے اور اُس کے درمیان کوئی بستر بھی نہیں ہے آپ کے پہلو پر چٹائی کے نشان پڑ گئے ہیں، اور آپ چمڑے کے ایک تکیہ پر ٹیک لگائے ہوئے ہیں اس میں بھری ہوئی چیز کھجور کی چھال تھی، میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ اللہ سے دعا فرمایئے کہ وہ آپ کی امت پر فراخی وکشادگی کردے، کیونکہ فارس وروم پر فراخی اور خوشحالی کی گئی ہے، حالانکہ وہ اللہ کی عبادت بھی نہیں کرتے۔ تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اے ابن الخطاب! کیا تم اسی خیال میں ہو؟ یہ وہ قوم ہے کہ ان کو ان کی نعمتیں دنیاوی زندگی میں ہی دیدی گئیں، 108/6417 ﴿ اور ایک روایت میں ہے: کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ اُن کے لئے دنیا ہو اور ہمارے لئے آخرت۔ (متفق علیہ)

108/6418 ﴿ سیدنا زید بن اسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: ایک روز سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پانی طلب فرمائے تو آپ کے پاس شہد ملایا ہوا پانی لایا گیا، تو آپ نے کہا: کہ یہ بہت اچھا تو ہے لیکن میں سنتا ہو کہ اللہ عزوجل نے لوگوں پر اُن کے نفسانی خواہشات کو عیب[1] قرار دیا اور فرمایا: ﴿ أذهبتم طيباتكم في حياتكم الدنيا واستمتعتم بها ﴾ "تم اپنے حصہ کی نعمتیں اپنی دنیوی زندگی میں لے چکے اور اُن سے فائدہ اٹھا چکے"، لھذا مجھے اس بات کا اندیشہ ہیکہ ہماری نیکیاں ہمیں (دنیا ہی میں) جلد دے دی جارہی ہوں، پھر آپ نے اُس کو نوش نہیں فرمایا۔ (رزین)

[1] ﴿ قوله: نعى أي عاب "نعی" کے معنی عیب لگانے کے ہیں۔ (مرقات)

110/6419 ﴿ سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھوک کی شکایت کی، پس ہم نے اپنے پیٹ پر باندھے ہوئے پتھر[1] سے کپڑا اٹھایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے شکم مبارک پر باندھے ہوئے دو پتھروں سے کپڑا اٹھا کر دکھایا۔ (ترمذی)

111/6420 ﴿ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک مرتبہ) صحابہ کو بھوک لگی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ایک ایک کھجور عطا فرمایا۔ (ترمذی)

1﴿ **قولہ: فرفعنا عن بطوننا عن حجر حجر الخ** (ہم اپنے پیٹ پر باندھے ہوئے پتھر پتھر سے کپڑا اٹھائے) اس سے متعلق کہا گیا شکم پر پتھر باندھنے کا فائدہ یہ ہیکہ اس سے خالی آنتوں میں ہوا داخل نہیں ہوتی اور یہ کہ آنتوں کو باندھے رکھنا خود پیٹھ کو مضبوط رکھنے میں مددگار ہے۔ اور کہا گیا ہیکہ پیٹ پر پتھر اس لئے باندھا تا کہ کہیں پیٹ ڈھیلا نہ پڑ جائے اور آنت اتر جائے تو حرکت کرنا دشوار ہو جائے گا۔ جب آدمی اپنے پیٹ پر پتھر باندھتا ہے تو اس کا پیٹ اور پیٹھ مضبوط ہو جاتی ہے تو وہ آسانی سے حرکت کرتا ہے اور جب بھوک شدت پکڑ لیتی ہے تو وہ دو پتھر باندھ لیتے ہیں چونکہ ان سب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھوک کی شدت زیادہ تھی اور آپ سب سے بڑھ کر ریاضت ومحنت کرتے تھے اس لئے آپ اپنے شکم مبارک پر دو پتھر باندھے تھے۔

علامہ مظہرؒ نے کہا: اہل ریاضت افراد کی یہی عادت ہے اور حافظ ابن حجرؒ کہتے ہیں کہ یہ عرب کی یا اہل مدینہ کی عادت ہے۔ اور صاحب ''الازھار'' کہتے ہیں کہ شکم پر پتھر باندھنے کے متعلق چند اقوال ہیں:

ایک یہ کہ مدینہ منورہ میں کچھ پتھر ہوتے ہیں جن کا نام ''مشبعۃ'' (بھوک مٹانے والے) ہے۔ اہل مدینہ میں جب کوئی بھوکے ہوجاتے تو اس قسم کا کوئی پتھر اپنے پیٹ پر باندھ لیتے اور اللہ تعالیٰ اس میں ایسی ٹھنڈک کو رکھا ہے جو بھوک اور حرارت کو تھما دیتی۔

اور بعض کہتے ہیں کہ جس آدمی کو صبر کا حکم دینا ہوتا اُس سے کہا جاتا ہے "اربط عل قلبك

112/6421 ﴿ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو آدمی [1] بھوکا ہو جائے یا ضرورتمند ہو جائے اور وہ اس کو لوگوں سے چھپائے رکھے تو اللہ بزرگ

وبرتر پر یہ حق کرم ہیکہ وہ اُسے ایک سال کی حلال روزی عطا فرمائے گا۔ (بیہقی: شعب الایمان)

113/6422 ﴿ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہرگز تم کسی بدکار پر کسی نعمت کی وجہ سے رشک نہ کرنا کیونکہ تم نہیں جانتے کہ وہ اپنی موت کے بعد کیا چیز پانے والا ہے، دیکھو! اللہ کے پاس اس کے لئے ایک قاتل ہے جو کبھی نہیں مرے گا یعنی آگ۔ (شرح السنہ)

---

حجراً (تم اپنے دل پر پتھر باندھ لو) تو گویا حضور ﷺ کو صبر کا حکم دیا گیا اور آپ نے اپنی امت کو اپنے قال وحال سے صبر کا حکم دیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم (مرقات)

1 ﴿ **قولہ: من جاع الخ** (جو شخص بھوکا ہو جائے) بھوک سے وہ بھوک مراد ہے جو قابل برداشت ہو اور جس کو چھپائے رکھنا جائز ہو ورنہ علماء نے تو اس بات کی صراحت کی ہیکہ اگر کوئی شخص اپنے کو بھوکا رکھ کر مر جائے اور کسی سے سوال بھی نہ کرے اور کچھ نہ کھائے اگرچہ مردار کا گوشت ہی کیوں نہ ہو تو وہ گنہگار مرے گا۔ (مرقات)

❁ ❁ ❁

# بسم الله الرحمن الرحيم

## 2/127 باب في الأمل والحرص

## امید اور حرص کا بیان

114/6423 ﴿سیدنا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مربع خط[1] کھینچا اور درمیان میں اس مربع خط سے باہر نکلا ہوا ایک خط کھینچا اور

---

1﴾ **قوله: خط النبی ﷺ الخ** (نبی اکرم ﷺ نے ایک مربع خط کھینچا)

### خط کا نقشہ یہ ہے

(اطراف سے چوکور لکیر موت ہے اور اس کے اندر کی سیدھی لکیر انسان ہے اور چوکور کے باہر انسان کی لکیر سے لگی ہوئی اور انسان کو لگی لکیریں آفتیں اور حوادث ہیں باہر کی لکیر اس کی امیدیں ہیں)

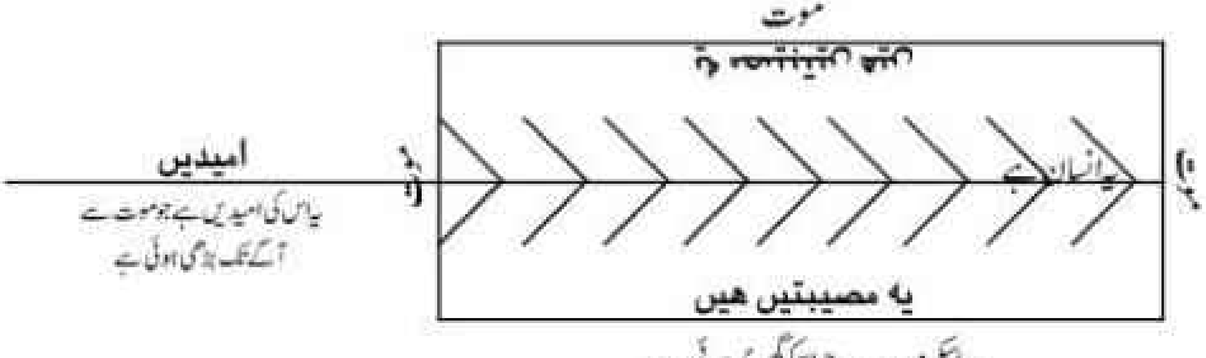


یہ اس کی موت ہے جو اسکو گھیری ہوئی ہے

اور یہ ترکیب میں **هذا الانسان** مبتدا خبر ہے، جو درمیان میں ہے انسان ہے، یہ بطور مثال ہے اور یہ اس کی موت ہے یعنی مربع لکیر درمیانی لکیر کو گھیری ہوئی اس کی موت ہے اور چھوٹی لکیریں باری باری آنے والی انسان کی بیماریاں، پریشانیاں اور اس کی موت کے اسباب ہیں اور جو لکیر چودیواری سے نکلی ہے وہ اس کی امید ہے۔ (ماخوذ از شروح بخاری)

علامہ کرمانی نے کہا: اگر تم کہو لکیریں تین ہیں کیونکہ تمام چھوٹی لکیریں ایک کے حکم میں ہیں اور اشارہ

درمیان میں جو خط تھا اس کی طرف چھوٹے چھوٹے خطوط اس طرف سے کھینچے جس کے بیچ میں یہ تھا اور فرمایا: یہ انسان ہے اور یہ اس کی موت ہے جو اس کو گھیری ہوئی ہے اور یہ نکلی ہوئی لکیر اُس کی آرزو ہے[1] اور یہ چھوٹی لکیریں پیش آنے والے حادثات ہیں اگر یہ اس سے چوک جائے تو یہ اس کو ڈس لے اور اگر یہ اس سے چوک جائے تو یہ اس کو ڈس لیگا۔ (بخاری)

115/6424 سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: نبی اکرم ﷺ نے چند خطوط کھینچے اور فرمایا: یہ آرزو ہے اور یہ اس کی موت ہے، وہ اسی حالت میں رہتا ہے کہ اچانک قریب ترین خط اس کے پاس آجاتا ہے۔ (بخاری)

---

کی ہوئی لکیریں چار ہیں، تو میں کہتا ہوں اندرونی لکیر کے اعتبار ہیں کیونکہ آدھی لکیر اندر ہے اور آدھی لکیر مثلاً باہر ہے، تو لکیر کی اندرونی مقدار بطور فرض انسان ہے اور بیرونی لکیر اس کی امید ہے اور اعراض یعنی انسان کو پیش آنے والی مصیبتیں ہیں اور آپ کا یہ ارشاد کہ تو اگر یہ چوک جائے یعنی اگر یہ مصیبت سے ٹل جائے تو دوسری مصیبت اس کو ڈس لیتی ہے اور اگر یہ اس سے ٹل جائیں یعنی یہ ہلاکت خیز بیماریاں تمام آفتیں اس سے گزر جائیں تو موت اس کو ڈس لیتی ہے یعنی اگر وہ اس دوسری طرح کی موت سے نہ مرے تو فطری موت سے ضرور مریگا، حاصل یہ ہے کہ انسان امید میں منہمک رہتا ہے اور موت اس کو امید سے پہلے پکڑ لیتی ہے۔ (انتہی)

1 **قوله: هذا الذی هو خارج امله** (یہ جو نکلی ہوئی لکیر ہے اس کی امید ہے) یہاں امید سے مراد موت کی تیاری اور آخرت کے توشہ سے غافل رہ کر دنیا کے معاملہ میں لمبی آرزوئیں کرنا ہے، اب رہا علم حاصل کرنے اور عمل کرنے میں لمبی امید کرنا تو وہ بالاتفاق قابل تعریف اور پسندیدہ ہے۔ (مرقات)

2 **قوله: خطوطا** (چند خطوط) علامہ کرمانی نے کہا: اگر تم کہو اجمال میں انہوں نے خطوط (جمع کا صیغہ) چند لکیریں کہا اور اس کے بعد تفصیل میں دو لکیروں کو ذکر کیا، تو میں کہوں گا اس میں طویل بات کا اختصار

116/6425 انہی سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: یہ انسان[1] ہے اور یہ اسکی موت ہے اور آپ نے اپنا دست مبارک اپنی گدی کے پاس رکھا پھر پھیلایا اور فرمایا: وہاں اس کی آرزو ہے۔

(ترمذی)

ہے دوسری لکیر انسان ہے اور (چھوٹی) لکیریں آفتیں ہیں اور قریب ترین لکیر سے مراد موت ہے کیونکہ اس میں شک نہیں کہ گھیری ہوئی لکیر بیرونی لکیر (امید کی لکیر) سے قریب ہے، شارحین حدیث کہتے ہیں: لمبی امید تمام لوگوں کے لئے مذموم ہے سوائے علماء کے اس لئے کہ اُن کی امیدیں اور اُس کی درازی نہ ہوتی تو وہ تصنیف وتالیف نہ کرتے۔

1 **قوله: هذا ابن آدم** (یہ انسان ہے) ظاہر ہے کہ یہ معنوی صورت کی طرف حسی اشارہ ہے اسی طرح آپ کا ارشاد "**هذا اجله**" بھی ہے اور اس کی تشریح یہ ہے کہ حضور پاک ﷺ نے اپنے دست مبارک سے اپنے سامنے سطح زمین پر یا فضاء میں لمبائی یا چوڑائی میں اشارہ فرمایا اور فرمایا: یہ انسان ہے پھر آپ نے دست مبارک کو پیچھے کیا اور قریب میں روک دیا اور فرمایا یہ اس کی موت ہے اور اپنے دست مبارک کو رکھ دیا، یہ فرماتے وقت کہ یہ انسان ہے اور یہ اُس کی موت ہے اور اپنی گدی کے پاس سے مراد اس جگہ کے پیچھے رکھا جہاں آپ نے موت کی طرف اشارہ فرمایا پھر آپ نے دست مبارک کو پھیلایا اس سے مراد اپنی ہتھیلی اور انگلیوں کو کھلا رکھ کر اشارہ کرتے ہوئے اپنے دست مبارک کو پھیلایا، یا پھیلانے سے مراد یہ ہے کہ" آپ نے اس کی جگہ جس جگہ سے آپ نے موت کی طرف اشارہ کیا، وہاں سے آگے تک پھیلایا پھر فرمایا: **وثمّ ثاء** کے زبر اور میم کی تشدید سے یعنی'' وہاں'' اور آپ نے اس کی دوری کی طرف اشارہ فرمایا، **امله** (اس کی امید) مراد امید کی چیزیں اس کا خلاصہ یہ ہے کہ (یہ ارشاد) دراصل سخت غفلت کی نیند سے متنبہ کرنے والا معنوی اشارہ کہ آدمی کی موت اس کی امیدوں سے زیادہ اُس کے قریب ہے اور اُس کی امید اس کی موت سے زیادہ لمبی ہے۔ (مرقات)

صاحب کوکب دری نے کہا: ظاہر یہ ہے کہ اس سے مراد موت کی ہاتھ سے مثال دی گئی ہے، جو ہاتھ

117/6426 ﴿ سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لکڑی اپنے سامنے نصب فرمائی اور ایک لکڑی اس سے دور نصب فرمائی پھر فرمایا: کیا تم جانتے ہو یہ کیا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا: اللہ اور اُس کے رسول بہتر جانتے ہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ انسان[1] ہے اور یہ موت ہے میں سمجھتا ہوں آپ نے فرمایا اور یہ اُس کی آرزو ہے اور انسان آرزو کرتے رہتا ہے۔ اور موت اُس کی آرزو سے پہلے اس کے پاس پہنچ جاتی ہے۔ (بغوی: شرح السنہ)

گدی پر رکھا ہوا ہے تو گویا موت آدمی کو ایسا پکڑتی ہے جیسا ہاتھ گدی کو پکڑتا ہے اور انسان کی طرف اشارہ اور وضاحت کی ضرورت نہیں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا گردن کو پکڑنا اشارہ مرکبہ ہے تو گویا گردن انسان ہے اور اس کو پکڑنے والا ہاتھ اس کی موت ہے تو اس توجیہ کے اعتبار سے انسان کے تمام جسم کے بجائے صرف گردن کو پکڑنے سے خاص کیا گیا باوجودیکہ انسان کے اجزاء میں انسانیت کسی ایک جز سے خاص نہیں تو اُس کی وجہ یہ ہے کہ گردن کو تمام اعضاء کے مقابل زائد خصوصیت حاصل ہے کیونکہ کسی شخص (کی گردن) کو پکڑا جائے تو وہ پکڑنے والے سے چھوٹ نہیں سکتا برخلاف دوسرے اعضاء کو پکڑنے والے کے (وہ چھوٹ جاسکتا ہے) اور اس وجہ سے بھی کہ گردن سے تمام (جسم) تعبیر کیا جاتا ہے، اس کے علاوہ اور توجیہات بھی ہیں۔

1﴿ **قولہ: هذا انسان** (یہ انسان ہے) پہلی لکڑی انسان کی مثال ہے اور **هذا الاجل** (یہ موت ہے) یعنی اس کے بازو سے متصل یہ دوسری لکڑی اس کی موت ہے یعنی اُس کی عمر کی انتہاء اور اُس کے عمل کا اختتام ہے اور **هذا الامل** (یہ امید ہے) یعنی یہ دور والی لکڑی اُس کی دراز امید ہے۔ (مرقات)

118/6427 ﴿ سیدنا سفیان ثوری سے روایت ہے انہوں نے کہا: زہد دنیا میں موٹا اور کھردرا کپڑا پہننے سوکھی روٹی کھانے میں نہیں ہے، یقیناً دنیا میں زہد تو آرزوؤں کو کم رکھنے سے ہے (بغوی، شرح السنہ)

119/6428 ﴿ سیدنا زید بن حسین سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے امام مالک سے سنا جبکہ آپ سے دریافت کیا گیا تھا دنیا میں زہد کیا چیز ہے۔ آپ نے فرمایا: پاکیزہ کمائی[1] اور مختصر امید۔

(بیہقی: شعب الایمان)

120/6429 ﴿ سیدنا عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ اُن کے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: اس امت کی پہلی درستگی یقین[2] اور زہد ہے اور اس کا پہلا بگاڑ بخل اور اُمید ہے

(بیہقی: شعب الایمان)

---

1﴿ **قوله: طیب الکسب وقصر الامل** (پاکیزہ کمائی اور مختصر امید) اگر تم کہو: زہد میں اچھی کمائی کا کیا دخل ہے؟ تو میں کہتا ہوں، یہ ان لوگوں کا جواب ہے جنہوں نے گمان کیا کہ زہد صرف دنیا کو چھوڑنے کُھردرا لباس پہننے اور بے مزہ موٹی غذا کھانے میں ہے یعنی زہد کی حقیقت وہ نہیں جو تمہارا زعم ہے بلکہ حقیقت زہد یہ ہے کہ تم حلال کھاؤ، حلال پہنو، بقدر ضرورت قناعت کرو اور امیدوں کو کم کرو اور اسی معنی میں حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے، زہد سے مراد حلال کو حرام کرنا نہیں ہے اور نہ مال کو ضائع کرنا ہے لیکن زہد اور دنیا سے بے رغبتی یہ ہے کہ تو اپنی ملکیت سے زیادہ لوگوں کی ملکیت پر بھروسہ نہ کرے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد امام محمد سے کہا گیا آپ نے تصوف میں تصنیف کیوں نہیں کی تو امام محمد نے کہا: میں نے اس کی تصنیف کی ہے تو کہا گیا کونسی کتاب ہے تو آپ نے کہا کتاب البیع یعنی خرید وفروخت کے احکام کیونکہ جو شخص خرید وفروخت کے صحت وفساد کو نہیں جانتا وہ حرام کھائے گا اور جو حرام کھائے گا اس کا حال کبھی ٹھیک نہیں ہوسکتا۔ (مرقات)

2﴿ **قوله: الیقین** (یقین) اس سے مراد آخرت کے معاملہ کا یقین ہے اور زھد سے مراد دنیا کے معاملہ

121/6430 ﴿ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: بوڑھے کا دل دو چیزوں میں ہمیشہ جوان رہتا ہے دنیا کی محبت[1] میں اور لمبی امید میں۔ (متفق علیہ)

122/6431 ﴿ سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: آدمی بوڑھا ہوتا ہے اور اس کی دو چیزیں جوان ہوتی ہیں: مال کی حرص، اور عمر کی حرص۔ (متفق علیہ)

123/6432 ﴿ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اگر انسان کیلئے مال کی دو وادیاں ہوں تو وہ تیسری وادی چاہے گا اور انسان کے پیٹ کو مٹی کے سوا کوئی چیز بھر نہیں سکتی اور جو توبہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرلیتا ہے[2]۔ (متفق علیہ)

---

میں بے رغبتی ہے۔ (مرقات)

1 ﴿ قوله: فی حب الدنيا (دنیا کی محبت میں) اس سے موت کو ناپسند کرنا لازم آتا ہے **وطول الامل** (لمبی امید) یہ عمل میں تاخیر کا سبب بنتی ہے۔ (مرقات)

2 ﴿ قوله: ويتوب الله على من تاب (اور اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے کی توبہ قبول فرماتا ہے) علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اس کے معنی کے بارے میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ تمام انسان مال سے محبت کرنے، اور اس کی طلب میں کوشش کرنے کی فطرت پر پیدا کئے گئے ہیں اور وہ اس سے سیر نہیں ہوتے، سوائے اُن کے جن کو اللہ تعالیٰ نے بچایا اور جن کو اپنے نفس سے اس خصلت کو دور کرنے کی توفیق دی، اور وہ بہت کم لوگ ہیں اور حضور پاک ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی عصمت و توفیق کی جگہ توبہ کو رکھا یہ بتانے کے لئے کہ انسان میں موجود یہ خصلت ناپسندیدہ ہے اور گناہ کے درجہ میں ہے اور اس کو دور کرنا ممکن ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی توفیق اور ہدایت سے۔ (مرقات)

124/6433 ﴿ سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہیں انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے جسم کے بعض حصہ کو پکڑ کر ارشاد فرمایا: تم دنیا میں ایسے رہو گویا تم مسافر یا راہ گزر ہو اور اپنے آپ کو قبور والوں میں شمار کرو۔ (بخاری)

125/6434 ﴿ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس سے گزرے اس وقت میں اور میری والدہ کسی چیز کو مٹی سے لیپ رہے تھے تو آپ نے ارشاد فرمایا: اے عبداللہ! یہ کیا ہے؟ میں نے عرض کیا: ایک چیز ہے جس کو ہم درست کر رہے ہیں، آپ نے فرمایا: اللہ کا حکم اس سے بھی[1] جلد آنے والا ہے۔ (احمد، ترمذی)

126/6435 ﴿ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حاجت سے[2] فارغ ہوتے اور مٹی سے تیمم کر لیتے، تو میں عرض کرتا یا رسول اللہ! پانی آپ کے قریب ہی ہے، آپ فرماتے: کیا معلوم شاید میں اس تک نہ پہنچ سکوں۔

(بغوی: شرح السنہ، ابن جوزی: کتاب الوفاء)

127/6436 ﴿ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے

---

1﴿ قولہ : **الامر اسرع من ذلک** (اللہ کا حکم یعنی موت اس سے بھی جلدی آسکتی ہے) ظاہر ہے کہ اس کی مرمت ضروری نہیں تھی بلکہ اس کو مضبوط کرنے کی امید سے یا اس کو مزین کرنے کی خواہش سے کیا گیا تھا۔ (مرقات)

2﴿ قولہ: **کان یھریق الماء** یعنی پانی بہاتے تھے، یہ قضائے حاجت سے کنایہ ہے تو اس کے معنی یہ ہے کہ کبھی آپ حاجت سے فارغ ہوتے۔ (مرقات)

فرمایا: میری امت کی عمر ساٹھ سے ستر[1] سال تک ہے اور ان میں کم لوگ ہیں جو اس سے آگے بڑھیں[2] گے۔ (ترمذی)

128/6437﴿ انہی سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری امت کی عمریں ساٹھ ستر سال کے درمیان ہیں اور ان میں کم لوگ ہیں جو اس سے آگے بڑھیں گے۔

(ترمذی، ابن ماجہ)

129/6438﴿ انہی سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اس شخص کا عذر ختم کردیتا[3] ہے جس کی موت کو مؤخر کرکے اس کو ساٹھ سال تک پہونچاتا ہے۔ (بخاری)

---

1﴿ **قولہ : من ستين سنة الى سبعين** (ساٹھ سے ستر سال تک ہے) یہ اکثریت پر محمول ہے (مرقات)

2﴿ **قولہ : واقلهم من يجوز ذلك** (اور ان میں کم لوگ ہیں جو اس کے آگے بڑھیں گے) یعنی ستر سے تجاوز کریں گے اور سو اور اس کے اوپر تک پہنچیں گے۔ (مرقات)

3﴿ **قولہ : اعذر الله** (اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے عذر کا موقعہ ختم کردیا) ہمزہ سلب ماخذ کے لئے ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے عذر کو دور کردیا "بَلَّغَهُ" لام کو تشدید کے ساتھ یعنی اس کو ساٹھ سال تک پہونچایا یعنی اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے عذر پیش کرنے کا کوئی موقع نہیں رکھا کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کو اتنی دراز مدت تک مہلت دیا اور وہ عبرت حاصل نہیں کیا، اپنے گناہوں سے توبہ نہیں کیا، اپنے عیوب کی اصلاح نہیں کیا، اور خیر کو شر پر غلبہ نہیں تو اب وہ اُن لوگوں میں ہوجائے گا جن کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے اطاعت وفرمانبرداری کو چھوڑنے اور ضائع کرنے کا کوئی عذر باقی نہیں رکھا کیونکہ نوجوان کہتا ہے جب بوڑھا ہوجاؤں گا تو توبہ کرلوں گا اور بوڑھا کیا کہے گا۔ (ماخوذ از مرقات ولمعات)

❁ ❁ ❁

# بسم اللہ الرحمن الرحیم

## 3/128 باب استحباب المال و العمر للطاعۃ

## اطاعت کے لئے مال اور عمر کا پسندیدہ ہونے کا بیان

130/6439 ﴿ سیدنا سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ایسے بندہ کو جو پرہیزگار، بے نیاز اور پوشیدہ رہنے والا ہے [1] پسند کرتا ہے۔ (مسلم)

---

1 ﴿ **قولہ : یحب العبد التقی الغنی الخفی** (اللہ تعالیٰ ایسے بندہ کو جو پرہیزگار، بے نیاز اور پوشیدہ رہنے والا ہے پسند کرتا ہے) استحباب للطاعۃ کے بیان میں اس حدیث شریف کو لانے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ غنی سے دولت کی تونگری یا انسان کو بے نیاز کرنے والی دوسری تمام چیزیں بھی مراد ہیں اور متن حدیث میں غناء کی نسبت سے حفی (ح بغیر نقطہ کے ساتھ) زیادہ مناسب ہے یعنی جو مالدار ہو اور مہرباں ہو جیسا کہ ایک دوسری روایت میں ہے یعنی وہ خرچ کرنے والا ہو۔

محدثین کرام نے کہا ہیکہ صحیح روایت خفی (خ کے نقطہ کے ساتھ) ہی ہے۔ اس سے مراد **المعتزل للعبادۃ** یعنی جو عبادت کے لئے لوگوں سے دور رہنے والا۔ اور اس لفظ کو قلب کی بے نیازی کے لئے زیادہ مناسبت ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ غنی سے شکر گزار غنی مراد ہے اور کبھی اس سے استدلال کیا جاتا ہے کہ فقیر صابر سے شکر گزار تونگر افضل ہے لیکن معتمد علیہ بات اس کے برخلاف ہے (یعنی فقیر صابر افضل ہے) اس کا بیان اور اس کی دلیل گزر چکی ہے۔ اور لفظ خفی (نقطہ والے خ کے ساتھ) یعنی پوشیدہ رہنے والا، اس میں ان حضرات کی دلیل ہے جو اختلاط کے مقابلہ میں گوشہ نشینی کو افضل قرار دیتے ہیں اور جو حضرات اختلاط کو افضل قرار دیتے ہیں وہ اسکی تاویل میں کہتے ہیں کہ گوشہ نشینی کی افضلیت فتنہ کے وقت میں ہے میں کہتا ہوں یا اسکو غلط لوگوں

131/6440 سیدنا ابو کبشہ انماری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے میں تین باتوں پر قسم کھاتا ہوں اور تم کو ایک حدیث سناتا ہوں اس کو تم یاد رکھو۔ اب رہی وہ چیزیں جس پر میں قسم کھاتا ہوں وہ یہ ہیں: (1) صدقہ دینے سے بندہ کا مال کم نہیں ہوتا۔ (2) کسی بندہ پر اس کے کسی حق میں ظلم نہیں کیا گیا اور وہ اس پر صبر کرے مگر اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کی عزت بڑھا دیتا ہے۔ (3) اور کوئی بندہ مانگنے کا دروازہ[1] نہیں کھولتا مگر اللہ تعالیٰ

اس پر تنگدستی کا دروازہ کھول دیتا ہے۔

رہی جو حدیث میں بیان کروں گا اور تم اس کو یاد رکھو وہ یہ ہے آپ نے فرمایا: اس کے سوا نہیں دنیا تو چار قسم کے افراد کے لئے ہے: (۱) ایک وہ بندہ جس کو اللہ نے مال اور علم دیا اور وہ اس میں اپنے رب سے ڈرتا ہے اور رشتہ داری کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے اور اللہ کے لئے اس کے حق کے مطابق اس میں کام کرتا ہے تو یہ شخص سب سے بڑے مرتبہ والا ہے۔ (۲) ایک وہ بندہ جس کو اللہ نے علم دیا اور مال نہیں دیا اور وہ سچی نیت والا ہے اور کہتا ہے کہ اگر میرے لئے بھی مال ہوتا تو میں فلاں کے جیسا عمل کرتا تو ان دونوں کا ثواب برابر ہے۔ (۳) اور ایک وہ بندہ ہے، اللہ تعالیٰ اس کو مال دیا علم نہیں دیا تو وہ علم نہ ہونے کی وجہ سے اپنے مال میں غلط سلط کام کرتا ہے اس میں اپنے رب سے ڈرتا بھی نہیں ہے، رشتہ داری کے ساتھ حسن سلوک بھی نہیں کرتا اور اس میں حق کے مطابق کام نہیں کرتا تو یہ سب سے زیادہ خراب درجے کا ہے۔ (۴) اور ایک وہ بندہ جس کو اللہ نے

سے اختلاط و میل جول پر محمول کیا جائے گا۔ (ماخوذ از لمعات، مرقات)

1 قولہ : **باب مسئلة** (مانگنے کا دروازہ) یعنی لوگوں سے مانگنا اور سوال کرنا، کسی اور حاجت وضرورت کی وجہ سے نہیں بلکہ مالدار بننے اور مال زیادہ کرنے کے لئے ہو۔ (مرقات)

نہ مال دیا نہ علم دیا اور وہ یہ کہتا ہے کہ اگر میرے لئے مال ہوتا تو میں فلاں شخص کے عمل کی طرح[1] عمل کرتا تو وہ اپنی نیت کے ساتھ ہوگا اور ان دونوں کا گناہ برابر[2] ہے۔ (ترمذی)

اور امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن وصحیح کہا ہے۔

132/6441 ﴾ نبی اکرم ﷺ کے صحابہ میں سے ایک صحابی سے روایت ہے انہوں نے کہا: ہم ایک مجلس میں تھے پس رسول اللہ ﷺ نمودار ہوئے اور آپ کے سر پر پانی کا اثر تھا تو ہم عرض کئے: یا رسول اللہ! ہم آپ کو بہت خوش دل دیکھ رہے ہیں، آپ نے فرمایا: ہاں! راوی نے کہا: پھر قوم مالداری کا ذکر کرنے میں لگ گئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مالداری میں کوئی حرج نہیں ہے اس شخص کے لئے جو اللہ بزرگ وبرتر سے ڈرتا ہے اور تندرستی اس شخص کے لئے جو پرہیزگاری کو اختیار کرے مالداری سے بہتر ہے اور دل کی خوشی نعمتوں میں سے ہے۔ (احمد)

---

1﴾ **قوله : لعملت فيه بعمل فلان** (تو میں فلاں شخص کے عمل کی طرح عمل کرتا) یعنی برے لوگوں میں سے فلاں کی طرح۔ (مرقات)

2﴾ **قوله : وَوِزرهما سواء** (اور ان دونوں کا گناہ برابر ہے) علامہ ابن ملک رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث اُس حدیث شریف کے خلاف نہیں ہے جس میں یہ ہے کہ اللہ تعالی نے میری امت سے ان کے دلوں میں آنے والے وسوسے جب تک اس پر عمل نہ کیا گیا ہو معاف کردیا ہے۔ اس لئے کہ جس پر گرفت ہے وہ زبان سے بولی ہوئی بات ہوتی ہے اور جس کو معاف کردیا گیا ہے وہ نفس میں آنے والی بات ہے۔ انتھی۔

اور اس میں اعتماد کی بات وہ ہے جس کو علماء محققین نے کہا ہے کہ یہ اس وقت ہے جب کہ یہ شخص اس کو اپنے نفس میں جاگزیں نہیں کیا اور اس کا دل اس کام کو کرنے کا فیصلہ نہیں کیا ہو اور اگر وہ پختہ ارادہ کرلیا اور فیصلہ کرلیا تو ایک گناہ لکھ دیا جائے گا اگرچیکہ اس پر عمل نہ کرے اور اس کی بات بھی نہ کیا ہو۔ اور اس کی بحث

133/6442 ﴿سیدنا سفیان ثوری رحمہ اللہ نے فرمایا: گزشتہ زمانہ میں مال ناپسند تھا لیکن آج وہ مومن کی ڈھال ہے اور فرمایا: اگر یہ اشرفیاں نہ ہوتیں تو یہ بادشاہ لوگ ہم کو دستی بنا لیتے اور فرمایا: جس شخص کے ہاتھ میں اس مال میں سے کچھ ہو تو اس کو ٹھیک رکھے کیونکہ یہ ایسا زمانہ ہے اگر کوئی محتاج ہو جائے تو پہلی چیز جس کو وہ خرچ کرے گا اس کا دین ہوگا اور فرمایا: حلال میں اسراف کا احتمال نہیں ہوتا۔ (امام بغوی: شرح السنۃ)

134/6443 ﴿سیدنا ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے ایک صاحب نے کہا: یارسول اللہ! کون سا شخص بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا: وہ شخص جس کی عمر طویل ہو اور عمل اسکا اچھا ہو تو اس نے کہا: کونسا آدمی برا ہے؟ تو آپ نے فرمایا: جس کی عمر طویل ہو اور عمل اس کا برا ہو۔ (احمد، ترمذی، دارمی)

135/6444 ﴿سیدنا عبید بن خالد رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے دو اصحاب کے درمیان بھائی چارہ کرایا تو ان میں ایک صاحب اللہ کے راستہ میں شہید کئے گئے دوسرے صاحب ان سے ایک جمعہ کے بعد یا اس کے قریب انتقال کر گئے لوگوں نے ان کی نماز جنازہ پڑھی تب نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم نے کیا کہا؟ تو انہوں نے کہا: ہم نے اللہ سے دعا کی کہ وہ ان کو بخش دے، ان پر رحم فرمائے اور ان کو ان کے ساتھی کے ساتھ ملا دے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تو شہادت پانے والے کی نمازوں کے بعد والی ان کی نمازیں اور اس کے عمل کے بعد کا ان کا عمل کہاں گیا یا آپ ﷺ نے فرمایا: اس کے روزوں کے بعد والے اس کے روزے کہاں گئے؟

---

گزر چکی ہے۔ واللہ تعالی اعلم (مرقات)

کیونکہ ان دونوں کے درمیان اس سے بھی زیادہ فاصلہ[1] ہے جو زمین و آسمان کے درمیان ہے۔

136/6445 سیدنا عبداللہ بن شداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ بنو عذرہ کے تین آدمی نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے، حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری طرف سے کون ان کی ذمہ داری قبول کرے گا طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: ''میں'' پس وہ لوگ انہی کے پاس رہے، نبی اکرم ﷺ نے ایک لشکر روانہ کیا تو ان

---

1 **قولہ : لما بینھما** ( کیونکہ ان دونوں کے درمیان ) ان دونوں کے درمیان جو فرق ہے وہ زمین و آسمان کے درمیان دوری سے بھی زیادہ اور بڑا ہے، اس میں یہ اشکال ہے کہ ایک ہفتہ میں بغیر شہادت کے ان کا عمل اپنے ساتھی کی شہادت کے ساتھ کے عمل سے فضیلت والا کیسا ہوگا؟ کیونکہ ثواب کے اعتبار سے کوئی عمل اس شہادت سے زیادہ نہیں جو اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے اور اس کے دین کو غلبہ دینے کے لئے ہو خصوصاً ابتدائے اسلام اور مددگاروں کی کمی کے وقت۔ اس کا جواب دیا گیا کہ یہ صاحب بھی اللہ تعالیٰ کی راہ میں لشکر کے ساتھ پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے تو ان کو ان کی نیت کا بدلہ دیا گیا، اور یہ ایک احتمال کی بات ہے اور حدیث شریف میں ذکر نہیں کی گئی ہے اللہ بہتر جاننے والا ہے۔ باوجود یہ کہ حضرت عبداللہ بن شداد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کردہ آنے والی حدیث شریف کے ظاہری الفاظ اس کی تائید نہیں کرتے اور یہ جواب بھی ہے کہ نبی اکرم ﷺ جانتے تھے کہ ان صاحب کا عمل بغیر شہاد کے بھی ان کے اخلاص، عقل اور معرفت کے سبب ساتھی کی شہادت کے ساتھ عمل کے برابر ہے۔ پھر انہوں نے اس کے بعد جو زیادہ عمل کیا تو اس سے وہ بڑھ گئے کیونکہ شہید ہونے والا ہر شخص مطلق دوسروں سے زیادہ فضیلت والا نہیں ہوتا بلکہ کبھی دوسرے ان سے زیادہ فضیلت والے ہوتے ہیں اور اس سلسلہ میں حضرت ابوبکر صدیق اور دوسرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا حال کافی ہے۔ ( لمعات )

میں سے ایک صاحب اس میں چلے اور شہید ہو گئے پھر آپ ﷺ نے ایک لشکر روانہ کیا تو اس میں دوسرے صاحب چلے اور شہید ہو گئے پھر تیسرے صاحب اپنے بستر پر وفات پائے۔ راوی کہتے ہیں حضرت طلحہ نے فرمایا: میں نے ان تینوں کو جنت میں دیکھا اور بستر پر انتقال کرنے والے صاحب کو ان سب کے سامنے دیکھا، بعد میں شہید ہونے والے صاحب کو ان کے قریب اور ان میں کے پہلے صاحب کو ان کے قریب دیکھا تو میرے دل میں اُس سے متعلق کچھ خیال آیا تو میں نے اس کو نبی پاک ﷺ کی خدمت میں ذکر کیا تو آپ نے فرمایا: تم نے اس میں سے کس چیز پر تعجب کیا اللہ تعالیٰ کے پاس کوئی شخص اس مومن سے زیادہ فضیلت والا نہیں جس کو اسلام میں اُس کی تسبیح تکبیر اور تہلیل کی وجہ سے بڑی عمر دی جائے۔ (احمد)

137/6446 ﴾ سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن ایک ندا دینے والا ندا دے گا ساٹھ (۶۰) سال والے لوگ کہاں ہیں؟ اور یہ وہ عمر ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اور کیا ہم نے تم کو اتنی عمر نہیں دی جس میں نصیحت حاصل کرنے والا نصیحت حاصل کرلے اور تمہارے پاس آگاہ کرنے والا آئے۔

(بیہقی: شعب الایمان)

138/6447 ﴾ سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: عقل مند آدمی وہ ہے جو اپنے نفس کا حساب لے اور موت کے بعد کے لئے عمل کرے۔ اور عاجز[1] وہ شخص ہے جو اپنے نفس کو اس کی خواہش کے پیچھے لگادے اور اللہ پر آرزوئیں رکھے۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

---

1﴾ **قولہ : ولعاجز الخ** (عاجز) علامہ طیبی رحمہ اللہ کہتے ہیں عاجز وہ شخص ہے جس پر اس کا نفس غالب آجائے اور وہ کام کرے جو اس کا نفس حکم دیتا ہے تو وہ اپنے نفس کے سامنے عاجز ہو گیا اور اپنے

139/6448 ﴾ سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ بھلائی چاہتا ہے تو اس سے کام لیتا ہے تو عرض کیا گیا: یارسول اللہ! وہ کیسے کام[1] لیتا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ اس کو اس کے انتقال سے پہلے نیک کام کی توفیق دیتا ہے۔ (ترمذی)

140/6449 ﴾ سیدنا محمد ابن ابی عمیرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے اور یہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ میں سے ہیں، حضور ﷺ نے فرمایا: اگر کوئی بندہ جس دن پیدا ہوا ہے اس وقت سے بوڑھا ہو کر انتقال کرنے تک اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں اپنے چہرہ کے بل گر پڑے تو بھی اس دن اس (عبادت) کو حقیر سمجھے گا اور تمنا کریگا کہ اس کو دنیا میں لوٹایا جائے تاکہ اجر و ثواب اور زیادہ کرے۔ (احمد)

---

نفس کو اس کی خواہشات کے پیچھے کر دیا اور نفس کو جو وہ چاہا دے دیا۔ یہاں ''عاجز'' کو کیس کا مقابل لایا گیا ہے۔ اور کیس (عقلمند) کا حقیقی مقابل سفیہ الرای بیوقوف ہے اور عاجز کا حقیقی مقابل قادر (قدرت والا) ہے۔ اس میں یعنی کیس کا مقابل عاجز میں اس بات کا اعلان ہے کیس عقل مند ہی قدرت والا ہے اور جو عاجز ہے اور وہی بیوقوف ہے۔

اور اللہ پر آرزوئیں رکھے یعنی گناہ کرے، اور توبہ و استغفار کے بغیر جنت کی تمنا رکھے۔ (مرقات)

1﴾ قوله : وكيف يستعمله يا رسول الله (یارسول اللہ! وہ کیسے کام لیتا ہے) یعنی جب کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہی اس سے کام لیتا ہے۔ (مرقات)

❁❁❁

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# 4/129 باب التوکل والصبر

## توکل اور صبر کا بیان

اللہ بزرگ و برتر کا فرمان ہے: ﴿ ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ ان اللہ یحب المتوکلین ﴾ اور جو شخص اللہ پر بھروسہ کرتا ہے وہ اس کے لئے کافی ہے بیشک اللہ توکل کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿ واصبر وما صبرہ الا باللہ، ان اللہ مع الصابرین ﴾ اور آپ صبر کریں اور آپ کا صبر کرنا نہیں ہے مگر اللہ کی مدد سے، بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

141/6450 ﴾ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری امت میں سے ستر ہزار بغیر حساب کے جنت میں[1] جائیں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو منتر نہیں[2] کرتے، فال نہیں نکالتے اور اپنے رب پر ہی بھروسہ[3] کرتے ہیں۔ (متفق علیہ)

---

1﴾ قولہ : یدخل الجنۃ من امتی سبعون الفا بغیر حساب (میری امت کے ستر ہزار لوگ بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے) یہ ان کی مستقل تعداد ہے اس میں ان کے متبعین کا شمار نہیں ہے اور یہ اس حدیث کے منافی نہیں جس میں آیا ہے کہ ان میں کے ہر ایک کے ساتھ ستر ہزار ہوں گے۔ (مرقات)

علامہ کرمانی نے فرمایا: اگر تم یہ کہو کہ وہ اس عدد کے ساتھ خاص نہیں ہیں تو میں کہتا ہوں کہ اللہ ہی اس تعداد کو زیادہ جانتا ہے کیونکہ اس میں احتمال ہے کہ لفظ "سبعین" سے کثیر تعداد مراد ہو۔

2﴾ قولہ : لا یسترقون (وہ منتر نہیں کرتے) علامہ ابوالحسن قابسی نے کہا ہے استرقاء سے مراد وہ تعویذ یا

142/6451 انہی سے روایت ہے ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمائے: میرے سامنے امتیں پیش کی گئیں، پس ایک نبی گزرنے لگے تو ان کے ساتھ ایک ہی شخص تھا اور ایک نبی جن کے ساتھ دو شخص تھے اور ایک نبی ان کے ساتھ ایک جماعت اور ایک نبی ان کے ساتھ ایک شخص بھی نہیں تھا اور میں ایک اس قدر بڑی جماعت کو دیکھا جو فضا کے کنارے کو بھر دی تھی تو میں امید[1] کیا کہ وہ میری امت ہوگی تو کہا گیا یہ موسی علیہ السلام اپنی قوم کے ساتھ ہیں پھر مجھ سے

---

منتر ہے جسے وہ زمانہ جاہلیت میں کیا کرتے تھے۔ اب رہا کتاب اللہ کے ذریعہ تعویذ لینا تو حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے اسے کیا ہے اور اس کے کرنے کا حکم فرمایا ہے تو یہ توکل سے خارج کرنے والا نہیں ہے۔

قولہ: **لا یتطیرون** (وہ بدشگونی نہیں لیتے) یعنی پرندوں وغیرہ سے بدشگونی نہیں لیتے جیسا کہ اسلام لانے سے پہلے ان کی عادت تھی "طیرہ" شر کا شگون ہے اور "**فال**" خیر کا شگون ہے اور حضور علیہ الصلوۃ والسلام فال (خیر کے شگون) کو پسند فرماتے تھے۔

قولہ: **لا یکتوون** (نہ وہ داغ لیتے ہیں) یعنی وہ یہ اعتقاد نہیں رکھتے ہیں کہ داغ سے شفا ہوتی ہے جیسا کہ اہل جاہلیت کا اعتقاد تھا۔ اور توکل مسببات کو اسباب پر ترتیب دے کر معاملہ کو اللہ کے سپرد کرنے کا نام ہے۔ (عمدۃ القاری)

3 **قولہ : وعلی ربهم یتوکلون** (وہ اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں) صاحب مرقات نے فرمایا: کسی پر توکل کرنا یہ ہے کہ آدمی کسی کو اپنا وکیل بنالے جو اس کے کام انجام دینے والا ہو اور جو اس کے اندازہ کے مطابق اس کی حالت کی درستگی کا کفیل ہو۔ علامہ ابن ملک نے کہا ہے: توکل سے مراد یہ ہے کہ آدمی یہ یقین رکھے کہ اللہ نے جو کچھ اس کیلئے نفع وضرر سے لکھا ہے اس کے سوا اس کو کچھ نہیں پہنچے گا۔

1 **قولہ : فرجوت ان یکون امتی** (تو میں امید کیا کہ وہ میری امت ہو) علامہ اسماعیلی نے

کہا گیا دیکھئے! تو میں اس قدر بڑی جماعت کو دیکھا جو فضا کے کناروں کو بھردی ہے پھر مجھ سے کہا گیا ادھر اور ادھر دیکھئے! تو میں اس قدر بڑی جماعت دیکھا جو فضاء کے کناروں کو بھردی تھی تو کہا گیا یہ آپ کی امت ہے اور ان کے ساتھ ان کے سامنے ستر ہزار وہ لوگ ہیں جو بغیر حساب جنت میں جائیں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو فال نہیں [1] نکالتے، منتر نہیں کرتے، داغ نہیں لیتے اور اپنے رب پر

---

اشکال ظاہر کیا کہ کیا حضورﷺ اپنی امت کو نہیں پہچانے یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت کو اپنی امت سمجھے جبکہ حدیثِ ابوہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ وہ وضو کے اثر سے امت کے چہرے، ہاتھ اور پاؤں روشن ہوں گے اور خود اس اشکال کا جواب دیا ہے کہ حضورﷺ نے جن لوگوں کو افق میں دیکھا ان سے حضورﷺ نے اشخاص کو ملاحظہ نہیں فرمایا بلکہ صرف کثرت تعداد کو ملاحظہ فرمایا۔ اب رہا ابوہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی حدیث میں جو مذکور ہے وہ اس وقت ہے جب لوگ حضورﷺ کے قریب سامنے ہوں۔ (فتح الباری)

1 **قولہ : الذین لا یتطیرون** (جو بدفالی نہیں لیتے) یعنی وہ پرندوں وغیرہ سے بدشگونی نہیں لیتے جیسا کہ اسلام سے پہلے بدشگونی لینے کی ان کی عادت تھی ''طیرۃ'' شر میں ہوتا ہے اور ''فال'' خیر میں ہوتا ہے۔ حضورﷺ فال پسند فرماتے تھے۔ (کرمانی)

**ولا یسترقون** (وہ رقیہ و منتر نہیں کرتے) یعنی قرآن اور حدیث کے علاوہ دوسری شئی سے تعویذ نہیں لیتے۔ اور بعض نے بذاتِ خود تعویذ کرنے اور دوسروں سے تعویذ کرانے میں فرق کیا ہے۔ اور یہ کہ نبی اکرمﷺ بذاتِ خود اپنے لئے تعویذ کرتے تھے اور دوسرے سے تعویذ نہیں کرائے اگرچیکہ دوسروں نے اس کو کیا ہے تو یہ دوسرا عمل توکل کے منافی ہے اور پہلا عمل توکل کے منافی نہیں ہے۔ کیونکہ پہلے میں اللہ سبحانہ تعالیٰ کی جناب میں التجا کرنا ہے اور دوسرے میں غیر سے التجاء ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضورﷺ کو تعویذ کیں تھیں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے تعویذ نہیں کراتے تھے۔ (الخیر الجاری)

ہی بھروسہ کرتے ہیں تو حضرت عکاسہ بن محصن رضی اللہ تعالی عنہ کھڑے ہوگئے اور عرض کیا: آپ

صاحب مجمع نے کہا ہے کہ رقی (تعویذ کرنے) کا ذکر تکرار کے ساتھ آیا ہے اور آخر میں **لا یسترقون** (تعویذ کراتا) راء کے جزم اور قاف کے ضمہ کے ساتھ ہے اور احادیث دونوں قسموں کے بارے میں کثرت سے ہیں۔ ان میں مطابقت اس طور پر ہے کہ جو تعویذ غیر عربی زبان میں یا کلام اللہ کے سوا ہو اور جو اللہ تعالی کے ان اسماء وصفات (جو نازل کردہ کتابوں میں بیان کئے گئے) کے سوا ہو یا یہ اعتقاد رکھنا کہ تعویذ قطعی طور پر فائدہ پہنچاتی ہے اور اسی پر بھروسہ کرنا تو یہ مکروہ ہے اور حضور ﷺ کے ارشاد **ما توکل من استرقی** (جو تعویذ کرایا وہ توکل نہیں کیا) سے یہی مراد ہے اور اس کے سوا جو تعویذ ہے وہ مکروہ نہیں ہے۔

**ولا یکتوون** (وہ داغ نہیں لیتے) علامہ کرمانی نے کہا ہے: اگر تم یہ کہو کہ رسول اللہ ﷺ نے سعد بن معاذ اور دوسروں کو داغ دیا ہے اور جنت میں جانے والوں میں سب سے پہلے ہیں تو میں کہتا ہوں اس کی غرض یہ ہے کہ وہ یہ اعتقاد نہیں رکھتے ہیں کہ شفا داغ سے ہوتی ہے جیسا کہ کفار کا اعتقاد ہے اور توکل مسببات کو اسباب پر ترتیب دینے میں معاملہ کو اللہ کے حوالے کرنا ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ توکل اس چیز میں کوشش کا ترک کرنا ہے جس میں طاقت بشری کی گنجائش نہیں ہے تو آدمی سبب کو اختیار کرتا ہے اور وہ یہ اعتقاد نہیں رکھتا کہ اس سے مسبب وجود میں آتا ہے بلکہ یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ اس پر مسبب کی ترتیب اس کا وجود اللہ کی خلق اور ایجاد پیدا کرنے سے ہے۔ اسی لئے حضور ﷺ نے فرمایا: سواری کو باندھ اور توکل کر۔ جنگ احد کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے دو زرہ پہنے تھے حالانکہ رسول اللہ ﷺ اللہ تعالی کی تمام خلائق میں توکل کے ایک ایسے مقام پر ہیں کہ وہاں تک مخلوق میں کسی کی رسائی نہیں ہوسکتی۔ صاحب مجمع نے کہا ہے اب رہی حدیث "**لا یسترقون ولا یکتوون**" تو یہ ان اولیاء کرام کی صفت ہے جو اسباب سے دور رہتے ہیں اور علائق میں کسی کی طرف التفات نہیں کرتے ہیں یہ خواص کا درجہ ہے اور عوام کے لئے علاج ومعالجہ کی اجازت ہے اور جو مصیبت پر صبر کرتا ہے اور اللہ

اللہ تعالی سے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے ان میں سے کردے تو آپ نے فرمایا: اے اللہ! تو ان کو اُن میں سے کردے۔ پھر ایک دوسرے صاحب کھڑے ہوئے اور عرض کئے: آپ دعا فرمائیں اللہ تعالی سے کہ مجھے ان میں سے کردے، آپ نے فرمایا: اس دعا میں عکاشہ تم پر[1] سبقت لے گئے۔

(متفق علیہ)

143/6452 ﴿ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے ایک شخص اپنے گھر والوں کے پاس آیا اور جب ان کی محتاجی کو دیکھا تو جنگل کی طرف چلا گیا، جب اس کی بیوی یہ دیکھی تو چکی کی طرف اٹھی[2] اور اس کو رکھی اور تنور کی طرف گئی اور اس کو سلگائی پھر کہی: اے اللہ! تو ہم کو رزق عطا کر تو وہ دیکھی

---

کی جناب میں دعاء کرتے ہوئے راحت کا انتظار کرتا ہے تو وہ خواص میں سے ہے اور جو صبر نہ کرے تو اس کیلئے تعویذ اور علاج و معالجہ کی اجازت ہے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ آنحضور ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ سے ان کا تمام مال قبول فرمایا اور ان کے علاوہ دوسرے سے ایک کبوتر کے انڈے کے مثل سونا لینے سے انکار فرمایا۔ اب رہا حضور ﷺ کا فعل مبارک تو وہ بیان جواز کے لئے ہے۔

1 ﴿ **قولہ : سبقک بھا عکاشة** (عکاشہ تم پر اس دعا میں سبقت لے گئے) علامہ ابن ملک رحمہ اللہ نے کہا ہے اس مجلس میں حضور ﷺ کو کسی ایک کیلئے دعا کی اجازت دی گئی تھی اور اس میں نیک کاموں کی طرف صالحین سے دعاء کرانے میں سبقت کرنے کی ترغیب ہے کیونکہ دیر کرنے میں آفتیں ہیں۔ (مرقات)

2 ﴿ **قولہ : قامت الی الرحی الخ** (وہ چکی کی طرف اٹھی) اس میں اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ بندہ (جب تک وقت ہے اور اس کے حالات کا تقاضا کرتی ہے) طلب حلال میں کوشش کرتا رہے، پھر اپنے مقصد کو حاصل کرنے میں ملک عظمت و شان والے شہنشاہ حقیقی سے دعاء کرکے مدد چاہے مثلاً **اللھم ارزقنا**۔ (مرقات)

کہ چکی کے نیچے کے کپڑے[1] کا گھیرا ابھر گیا ہے۔اور راوی نے کہا: وہ تنور کی طرف گئی تو اس کو بھرا ہوا پائی۔ راوی نے کہا: شوہر واپس آیا اور بولا کیا تم نے میرے بعد کسی چیز کو پایا اس کی بیوی نے کہا: ہاں ہمارے پروردگار کی طرف سے اور وہ شخص چکی کی طرف اٹھا اور اس نے نبی کریمؐ سے اس کا ذکر کیا تو آپؐ نے فرمایا سنو! اگر وہ شخص اس کو نہ اٹھاتا تو وہ ہمیشہ قیامت کے دن تک مسلسل پھرتی رہتی تھی۔(احمد)

145/6453 ﴿ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہوں اگر تم اللہ تعالیٰ پر توکل کرو گے جس طرح اس کے توکل کا حق ہے تو وہ تم کو اس طرح رزق دے گا جس طرح پرندوں کو دیتا ہے، وہ صبح بھوکے[2] پیٹ نکلتے ہیں اور شام میں پیٹ بھرے ہوئے آتے ہیں۔(ترمذی، ابن ماجہ)

1﴿ **قولہ : فاذا الجفنة** (چکی کے نیچے کا کپڑا) کے معنی پیالہ کے ہے جیسا کہ قاموس میں ہے یا اس کے معنی بڑا پیالہ ہے جیسا کہ خلاصۃ اللغت میں ہے یہاں پر وہ چیز مراد ہے جو چکی کے نیچے رکھا جاتا ہے تاکہ اس میں آٹا جمع ہو جائے۔

2﴿ **قولہ : تغدو** (وہ صبح نکلتے ہیں) شیخ ابوحامد رحمہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے: یہ جو خیال کیا جاتا ہے کہ توکل کے معنی جوارح سے کسب کو چھوڑنا اور قلب سے تدبیر کو ترک کرنا ہے اور پھینکی ہوئی کپڑے کی دھجی، یا تیخ پر رکھے ہوئے گوشت کی طرح زمین پر پڑے رہنا ہے تو یہ جاہلوں کا خیال ہے اور یہ شریعت میں حرام ہے جبکہ شرع شریف نے متوکلین کی تعریف وتوصیف کی ہے تو دین میں سربلندی کا حصول ان چیزوں کے ذریعہ کیسے ہوسکتا ہے جو بجائے خود دین میں ممنوع و ناجائز ہیں ہم اس معاملہ میں حق پرسے پردہ ہٹاتے ہیں اور کہتے ہیں اسکے سوا نہیں کہ توکل کا اثر بندہ کی اپنے مقاصد کے حصول کی خاطر نقل وحرکت اور اسکی سعی وکوشش میں ظاہر

145/6454 سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے رب بزرگ و برتر کا ارشاد ہے: اگر میرے بندے میری اطاعت کریں تو میں ان کے لئے رات میں سیرابی کی بارش برساؤں گا، دن میں ان پر سورج نکالوں گا اور ان کو کڑک بجلی کی آواز بھی نہیں سناؤں گا۔ (احمد)

146/6455 سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں ایک ایسی آیت جانتا ہوں اگر لوگ اس کو اختیار کریں گے تو وہ ان کے لئے کافی ہو جائیگی۔ "**ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من حیث لا یحتسب**" جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے تو اللہ اس کے لئے راستہ بنا دیتا ہے اور اس کو روزی ایسی جگہ سے دیتا ہے جس کا وہ گمان نہیں کرسکتا۔ (احمد، ابن ماجہ، دارمی)

147/6456 سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ

---

ہوتا ہے ابوالقاسم القشیری نے کہا ہے: جان لو کہ توکل کا محل قلب ہے۔ اب رہی ظاہر بدن سے حرکت تو یہ توکل بالقلب کے منافی نہیں ہے۔ بندے کے اس اعتقاد کے بعد کہ بندے کا رزق اللہ کی جانب سے ہے پس اگر کوئی مشکل آن پڑی ہے تو بھی وہ اسی کی تقدیر سے ہے اور اگر کوئی آسانی پیدا ہوگئی ہے تو اس کے آسان کرنے سے ہے۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے ارشاد "**تغدو**" میں اشارہ ہے کہ اچھی طرح سے سعی کرنا ملکِ متعال (خدائے تعالیٰ) پر اعتماد کے منافی نہیں ہے۔ اور حدیث شریف میں بھی تنبیہ ہے اس بات پر کہ معیشت کے لئے کسب کرنا رازق نہیں ہے بلکہ رازق تو اللہ تعالیٰ ہے اور توکل کسب سے روکنے کے لئے نہیں ہے کیونکہ توکل کا محل قلب ہے جبکہ اعضاء وجوارح سے کسب کرنا اس کے منافی نہیں ہے۔

(ماخوذ از مرقات)

علیہ وسلم کے زمانہ میں دو بھائی تھے ان میں سے ایک نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور دوسرا کسب معاش کرتا تھا۔ تو کسب کرنے والے نے اپنے بھائی کی نبی اکرم ﷺ سے شکایت کی تو آپ نے فرمایا: شاید تجھ کو اسی کی وجہ سے رزق دیا جارہا ہو۔ (ترمذی)

اور امام ترمذی نے کہا یہ حدیث صحیح غریب ہے۔

148/6457 سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے لوگو! نہیں ہے ایسی کوئی چیز جو تم کو جنت سے قریب لے جائے اور دوزخ سے دور کردے مگر میں تم کو اس کا حکم دے چکا۔ اور نہیں ہے ایسی کوئی چیز جو تم کو دوزخ کے قریب لے جاتی ہے اور جنت سے دور کرتی ہے مگر میں تم کو اس سے منع کر چکا ہوں۔ اور یہ کہ روح الامین اور ایک روایت میں ہے کہ روح القدس نے میرے دل میں یہ بات ڈالی ہے کہ کوئی انسان اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک کہ وہ اپنا رزق مکمل حاصل نہ کرلے۔ یاد رکھو! تم اللہ سے ڈرتے رہو اور رزق کو حاصل کرنے میں میانہ[1] روی کو اختیار کرو اور رزق میں تاخیر کا ہونا تم کو اس بات پر نہ اکسائے کہ تم اس کو اللہ کی نافرمانیوں سے حاصل کرو کیونکہ جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اس کو اس کی فرمانبرداری کے ذریعہ حاصل[2] کیا جاتا ہے۔ (امام بغوی: شرح السنہ۔ بیہقی: شعب الایمان)

امام بیہقی کی روایت میں **وان روح القدس** کا ذکر نہیں ہے۔

---

1 **قولہ : واجملوا فی الطلب** (اور رزق کو حاصل کرنے میں اعتدال اختیار کرو) **اجمل فی الطلب** کا مفہوم طلب میں میانہ روی اختیار کیا اور زیادتی نہ کیا اور وہ مشروع طریقہ پر اور آداب دعا کے حقوق میں کوتاہی کے بغیر ہو جیسے حرص و بے چینی نہ ہو۔ (لمعات)

2 **قولہ : لا یدرک ما عند اللہ الا بطاعۃ** (جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اس کو اس کی فرمانبرداری

149/6458 ﴿ سیدنا ابو درداء رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: رزق انسان کو اس طرح تلاش کرتا ہے جس طرح اس کی موت اس کو تلاش کرتی رہتی ہے۔

(ابونعیم: حلیہ)

150/6459 ﴿ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ آیت پڑھائی "انی انا الرزاق ذالقوۃ المتین" میں ہی روزی دینے والا، قوت والا اور مضبوط ہوں۔ (ابوداود، ترمذی)

اور امام ترمذی نے فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

151/6460 ﴿ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت[1] ہے انہوں نے کہا: میں ایک دن

---

کے ذریعہ حاصل کیا جاتا ہے) اس میں یہ بتلانا مقصود ہے کہ رزق مقدار اور مقسوم ہے بندہ تک اس کا پہنچنا یقینی ہے لیکن بندہ جب اسے جائز طریقے سے طلب کرتا ہے تو وہ حلال کہلاتا ہے اور جب ناجائز طریقے سے اسے طلب کرتا ہے تو وہ حرام ہے۔ پس حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے ارشاد "ما عند اللہ" میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ رزق تمام کا تمام اللہ کے پاس سے ہے چاہے وہ حلال ہو یا حرام تو اس میں اہل سنت کی واضح دلیل ہے کہ حلال وحرام دونوں رزق کہلاتے ہیں اور تمام رزق اللہ کی جانب سے ہے۔ معتزلہ اس کے خلاف ہیں۔ (ماخوذ از مرقات)

1﴿ **قولہ : عن ابن عباس الخ** (سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے......) قطب ربانی غوث صمدانی حضرت سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ فتوحات الغیب میں فرماتے ہیں کہ ہر مومن اس حدیث شریف کو اپنے قلب کا اور اپنے ظاہر و باطن کا اور اپنی بات چیت کا آئینہ بنالے یہاں تک کہ اس حدیث شریف سے اپنے جملہ حرکات وسکنات میں معمول بنالے تو وہ دنیا و آخرت میں سلامت رہتا ہے اور اللہ کی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھا تو آپ نے فرمایا: اے لڑکے! تم اللہ کے احکام کی حفاظت[1] کرو[2] اللہ تمہاری حفاظت کریگا، تم اللہ کا مراقبہ کرو تو اللہ کو تم اپنے سامنے پاؤ گے اور جب تم مانگو تو اللہ سے مانگو، جب تم مدد مانگو تو اللہ سے مدد مانگو اور تم یقین رکھو اس بات کا کہ اگر ساری امت اس بات پر اتفاق کرے کہ تم کو کچھ فائدہ پہنچائے تو وہ تم کو کچھ فائدہ نہیں پہنچا سکتی مگر اس چیز کا جس کو اللہ نے تمہارے لئے لکھ دیا ہے اور اگر ساری امت اس بات پر اتفاق کرے کہ تم کو کچھ نقصان پہنچائے تو وہ تم کو نقصان نہیں پہنچا سکتی مگر اس چیز کا جس کو اللہ نے تمہارے اوپر لکھ دیا ہے۔ قلم اٹھالئے گئے ہیں اور دفتر خشک ہو چکے ہیں۔ (احمد، ترمذی)

امام ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے جیسا کہ امام نووی نے کہا ہے

---

رحمت کے صدقہ ان میں باعزت رہتا ہے۔ (مرقات)

1﴾ **قوله : احفظ الله** یعنی اس کے اوامر ونہی کا پاس ولحاظ رکھ اور حضور ﷺ کا ارشاد **یحفظك** یعنی تجھ کو بھرپور بدلہ دیتے ہوئے دنیا میں آفتوں اور تکالیف سے اور آخرت میں قسم قسم کی سزاؤں اور مشکلات سے تیری حفاظت کرے گا کیونکہ جو اللہ کا ہو جاتا ہے اللہ اس کا ہو جاتا ہے۔ **قوله احفظ الله** یعنی دوام ذکر، تمام فکر اور قیام شکر کے ذریعہ اس کے حقوق کی حفاظت کر **قوله تجاهك** تاء کے ساتھ یعنی تم اس کو اپنے سامنے پاؤ گے۔ اور معنی یہ ہیں کہ تم اس کو اس وقت ایسے پاؤ گے گویا کہ وہ تمہارے سامنے موجود وجلوہ گر ہے اور تم اپنے احسان وایقان کمال ایمان کے مقام پر پہنچ کر اس کا مشاہدہ کر رہے ہو۔ اس طور پر کہ اس کے ماسوا ہر چیز کے مشاہدہ سے انقطاع کر کے بالکلیہ اسی میں فنا ہو کر گویا تم اسی کو دیکھ رہے ہو۔

2﴾ قوله: **فاسئل الله** (اللہ سے مانگ) کیونکہ عطاء کے خزانے اسی کے پاس ہیں اور بخشش وفضائل کے کنجیاں سب کے اسی کے ہاتھ میں ہیں۔ اور کسی دوسرے سے سوال مت کر کیونکہ کوئی بھی دوسرا

152/6461 ﴿سیدنا سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدمی کی نیک بختی سے ہے اس کا اس بات پر راضی رہنا کہ جس کا اللہ نے اس کے لئے فیصلہ کردیا۔ اور آدمی کی بدبختی سے ہے اس کا اللہ سے خیر طلب کرنے کو چھوڑ دینا اور آدمی کی بدبختی سے ہے اس کا اس بات سے ناراض ہونا جس کا اللہ نے اس کے لئے فیصلہ کردیا ہے۔ (احمد، ترمذی)

153/6462 ﴿سیدنا عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انسان کے دل کی ہر وادی میں ایک گھاٹی ہے اور جو شخص ساری وادیوں میں اپنا دل لگادیا تو اللہ تعالیٰ پرواہ نہیں کرتا کس وادی میں وہ ہلاک ہوا اور جو اللہ پر بھروسہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو تمام گھاٹیوں سے بچائے گا۔ (ابن ماجہ)

154/6463 ﴿سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نجد کی جانب جہاد کیا، جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس ہوئے تو وہ بھی آپ کے ساتھ واپس ہوئے تو ایک ایسی وادی میں جس میں کانٹوں کے درخت بہت تھے قیلولہ کا وقت آگیا اور رسول اللہ ﷺ اتر گئے اور لوگ درختوں سے سایہ لینے کے لئے الگ الگ ہوگئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایک ببول کے درخت کے نیچے اترے اور اس سے اپنی تلوار لٹکادی اور ہم ایک نیند سوئے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو آواز دینے لگے اور آپ کے پاس ایک دیہاتی تھا اور آپ نے فرمایا: اس نے میرے اوپر تلوار سونت لیا اور میں سو رہا تھا پس میں اٹھ گیا اور وہ تلوار اس کے ہاتھ میں برہنہ تھی اور کہا: آپ کو مجھ سے کون بچائے گا تو میں نے: تین مرتبہ کہا ''اللہ'' اور آپ ﷺ نے اس سے بدلہ نہیں لیا اور وہ بیٹھ گیا۔ (متفق علیہ)

دینے، روکنے، تکلیف دور کرنے اور فائدہ پہونچانے پر قدرت نہیں رکھتا

155/6464 اور صحیح ابوبکر اسماعیلی کی روایت میں یہ ہے کہ اس نے کہا: آپ کو مجھ سے کون بچائے گا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ، تو تلوار اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار کو لے لیا اور فرمایا: تجھ کو مجھ سے کون بچائے گا تو اس نے کہا: آپ بہترین مواخذہ کرنے[1] والے بن جایئے۔ تو آپ نے فرمایا: تو گواہی دیتا ہے ''لا الہ الا اللہ'' کی اور اس بات کی کہ میں اللہ کا رسول ہوں، اس نے کہا: نہیں اور لیکن میں آپ سے عہد کرتا ہوں اس بات کا کہ نہ آپ سے لڑوں گا اور نہ ایسی قوم کے ساتھ رہوں گا جو آپ سے لڑتی ہے تو آپ نے اس کا راستہ چھوڑ دیا تو وہ اپنے ساتھیوں کے پاس آیا اور کہا: میں تمہارے پاس سارے انسانوں کی بہترین ہستی کے پاس سے آرہا ہوں۔ (کتاب الحمیدی، ریاض نووی)

---

کیونکہ مخلوق خود اپنے نفس کے لئے نفع وضر کی مالک نہیں اور موت وحیات کی بھی مالک نہیں۔ بعض اللہ کی نازل کردہ کتابوں میں ہے میرے عزت وجلال کی قسم جو شخص میرے غیر سے امید لگائے رکھتا ہے تو میں ضرور اس کو کاٹ دوں گا اور لوگوں کے پاس ذلت کا لباس پہناؤں گا۔ اور اپنے قرب سے اس کو ہٹادوں گا اور اپنے وصال سے اس کو دور کردوں گا اور اس کو ضرور حیران بنا کر فکروں میں ڈال دوں گا۔ وہ سختیوں میں میرے غیر سے امید لگائے رکھتا ہے، سختیاں میرے ہاتھ میں ہیں اور میں ہی حی وقیوم ہوں اور وہ فکر کے ذریعہ میرے غیر کے دروازوں کو کھٹکھٹاتا ہے حالانکہ دروازوں کی کنجیاں میرے ہاتھ میں ہیں اور دروازے سب بند ہیں اور میرا دروازہ اس کے لئے کھلا ہوا ہے جو مجھ سے دعا کرتا ہے۔ (ماخوذ از مرقات)

1 قولہ : کن خیر آخذ (آپ بہترین مواخذہ فرمایئے) یہاں آخذ کے معنی مؤاخذہ کے ہیں۔

(مرقات)

156/6465 ﴿ سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: دنیا میں زہد حلال کو حرام کر لینے اور مال کو ضائع کر دینے سے نہیں ہے لیکن زہد دنیا میں یہ ہے کہ تم اللہ کے پاس جو ہے اس کے مقابلہ میں اپنے ہاتھ میں جو کچھ ہے اس پر بھروسہ مت کرو اور تم مصیبت کے ثواب میں زیادہ رغبت رکھنے والے ہو جاؤ جب وہ تم پر آ جائے اگر وہ تمہارے پر باقی رکھی جائے تو اس کے ثواب میں راغب رہو۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

157/6466 ﴿ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: طاقتور مسلمان بہتر ہے اور زیادہ پسند ہے اللہ کو اس مسلمان سے جو کمزور ہے۔ اور ہر مسلمان میں بھلائی ہے[1]۔ تم حرص کرو اس چیز کی جو تم کو نفع دے، اللہ سے مدد مانگو تھکو مت، اگر تم کو کوئی مصیبت پہنچے تو یہ مت کہو کہ اگر میں وہ کرتا تو ایسا ایسا ہوتا لیکن کہو اللہ نے مقدر کیا تھا اور وہ جو چاہا کیا۔ کیونکہ اگر، مگر کا لفظ شیطان[2] کے عمل کو کھولتا ہے۔ (مسلم)

---

1﴿ **قولہ : وفی کل خیر** (ہر مسلمان میں بھلائی ہے) یعنی ان دونوں میں سے ہر ایک میں اصل خیر موجود ہے۔ (مرقات)

2﴿ **قولہ : فان لو تفتح عمل الخ** (اگر، مگر کا لفظ شیطان کے عمل کو کھولتا ہے) یعنی اگر مگر یہ تقدیر کے خلاف بحث کا دروازہ کھولتا ہے اور وسوسے پیدا کرتا ہے اور یہ اس وقت ہوتا ہے جب اگر مگر کے ذریعہ تقدیر کے خلاف بحث کرتا ہے اور طاقت وقوت کی نسبت اپنی طرف کرتا ہے اور اس کا اعتقاد بھی کر لیتا ہے، ورنہ کلمہ "لو" (اگر) کا استعمال رسول اللہ ﷺ سے حج کے موقعہ پر ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا: **لو استقبلت من امری ما استدبرت** (اس معاملہ میں جو چیز بعد میں ظاہر ہوتی وہ میرے سامنے اگر پہلے آتی) اور حضور پاک ﷺ کا یہ فرمان مبارک صحابہ رضی اللہ عنہم کے قلوب میں مسرت پیدا کرنے کے لئے ہے۔ (لمعات)

158/6467 ﴿ سیدنا صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان کا معاملہ تعجب کا ہے، اس کا سارا معاملہ اس کے لئے[1] خیر ہے اور ایسا مومن کے سوا کسی کو حاصل نہیں ہے۔ اگر اس کو خوشی ملتی ہے تو اس پر شکر ادا کرتا ہے اور یہ اس کے لئے بہتر ہے اور اگر اس کو تکلیف پہونچتی ہے تو صبر کرتا ہے اور یہ بھی اس کے لئے بہتر ہے۔ (مسلم)

159/6468 ﴿ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے گویا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ رہا ہوں آپ نبیوں میں سے ایک نبی کا واقعہ بیان فرما[2] رہے تھے جن کو ان کی قوم نے مارا اور خون آلود کر دیا تھا اور وہ اپنے چہرے سے خون پونچھتے جاتے اور کہتے جاتے تھے اے اللہ! تو میری قوم کی مغفرت کر دے کیونکہ وہ نہیں جانتے ہیں۔ (متفق علیہ)

---

1 ﴿ **قوله : واصابته ضراء صبر** (اور اگر اس کو تکلیف پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے) اور صبر کے چند درجے ہیں (۱) نفس کو منع کردہ چیزوں سے روکنا۔ (۲) اور اس کو خواہشات ولہو ولعب سے روکنا۔ (۳) عبادت کی ادائیگی میں مشقت برداشت کرنے اس کو خوگر بنایا۔ (۴) مصیبتوں اور بلاؤں کے وقت کڑوے گھونٹ پینے کا عادی بنانا۔ (مرقات)

2 ﴿ **قوله : یحکی نبیا** ۔ شیخ ابن حجر رحمہ اللہ نے فرمایا اس نبی کے تعین پر مجھے کوئی صراحت نہیں ملی۔ اس میں احتمال ہیکہ یہ حضرت نوح علیہ السلام ہوں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم کی ذات اقدس کریمہ مراد ہو آپ نے اس میں ابہام (پوشیدہ) رکھ کر بیان فرمایا ہے۔ (لمعات)

❁❁❁

# بسم اللہ الرحمن الرحیم

## باب الریاء والسمعة

## ریاکاری اور شہرت کا بیان

160/6469 سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کی جانب گئے تو انہوں نے معاذ بن جبلؓ کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مزار اقدس کے پاس بیٹھے روتے ہوئے پایا، تو انہوں نے کہا: کیا چیز تمہیں رلا رہی ہے؟ انہوں نے کہا: ایک چیز مجھے رلا رہی ہے، جس کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ تھوڑی سی[1] ریاکاری (بھی) شرک[2] ہے اور جو کوئی اللہ کے کسی ولی

---

1 **قولہ : ان یسیر الریاء شرک** (تھوڑی سی ریاکاری ''بھی'' شرک ہے) دین میں قوی حضرات ہی اُس سے بہت کم محفوظ رہتے ہیں تو کمزوروں کا کیسا ہوگا!! پس وہ رونے کے منجملہ اسباب میں سے ہے اور اس کا ایک دوسرا سبب اولیاء کو ایذاء پہونچانا ہے اور ان میں کے اکثر پوشیدہ ہیں، جیسا کہ حدیث قدسی میں ہے: ''میرے اولیاء میری قباء کے نیچے ہیں، اُنہیں میرے سوا کوئی نہیں پہچانتا'' اور انسان دوست واحباب کے ساتھ اُس بدزبانی سے محفوظ نہیں رہتا ہے جو معصیت کی طرف لے جاتی ہے۔ گویا آنحضرت کے ارشاد ''من عادیٰ الخ'' (جو میرے کسی ولی سے دشمنی کرے) سے یہی معنی مراد ہے۔

2 **قولہ : الریاء** (ریاکاری) تحقیق یہ ہے کہ ریاء رویئت سے مشتق ہے۔ پس وہ ایسا عمل ہے جو اس لئے کیا جاتا ہے کہ لوگ اسکو دیکھیں اور اس میں اللہ سبحانہ تعالیٰ کے دیکھنے پر اکتفاء نہیں کیا جاتا۔ اور ''سمعۃ'' ضمہ کے ساتھ سَمعٌ سے مشتق ہے پس وہ ایسا عمل ہے جو کیا جاتا یا کہا جاتا ہو تاکہ لوگ سنیں اور اُس میں اللہ تعالیٰ

سے دشمنی کرے تو اس نے اللہ سے اعلان[1] جنگ کیا، بے شک اللہ ایسے نیک پرہیزگار اور پوشیدہ

کے سننے پر اکتفاء نہیں کیا جائے، پھر اُن دونوں میں سے ہر ایک دوسرے کی جگہ استعمال ہوتا ہے۔ اور کبھی دونوں کی تاکید کیلئے یا تفصیل دونوں معنی کی حقیقت مراد لینے کیلئے لایا جاتا ہے۔ اور نجات کے ارادہ سے اللہ تعالٰی کیلئے عمل میں اخلاص پیدا کرنا ان دونوں کی ضد ہے۔ (مرقات)

1 ﴿قولہ : ولیا (دوست) ولی کی تعریف میں علماء کا اختلاف ہے۔ چنانچہ متکلمین نے کہا: ولی وہ شخص ہے جو دلیل پر مبنی صحیح عقیدہ اور اسی طرح اعمال شرعیہ پر کاربند ہو اور اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے جسے بعض بزرگوں نے کہا ہیکہ اگر علماء اولیاء نہ ہوں تو اللہ کا کوئی ولی ہی نہیں اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ولی وہ ہے جس پر بعض مغیبات کا انکشاف ہو جائے مگر اُسے لوگوں کی اصلاح کا حکم نہ دیا گیا ہو۔

اور یہ دونوں قابل غور ہیں، کیونکہ اکثر اولیاء خصوصاً سلفِ صالحین پر کرامت اور کشف حال کا ظہور نہیں ہوا، برخلاف بعض خلف متاخرین بزرگوں کے، لھذا اس کے معنی میں فہم سے قریب ترین بات وہ ہے جس کو امام قشیری علیہ الرحمہ نے بیان کیا کہ ''ولی'' بر وزن ''فعیل'' یا تو مفعول کے معنی میں ہے، یعنی وہ شخص جس کی مسلسل حفاظت ونگہداشت کا اللہ نے ذمہ لیا ہے، یا فاعل کے معنی میں ہے یعنی وہ شخص جو اللہ کی عبادت وطاعت کی ذمہ داری لیا ہو اور کسی معصیت کی خلل اندازی کے بغیر اس پر مسلسل کاربند ہے، اور یہ دونوں وصف ولایت میں شرط ہیں۔ انتھی کلامہ۔

اور اس میں اس بات کی آگاہی ہے کہ لفظِ ''اَوْ'' بیان نوعیت کیلئے ہے، اور معنی اول میں ''مجذوب سالک'' کی جانب اشارہ ہے، جس کو ''مراد'' سے تعبیر کیا جاتا ہے اور معنی ثانی میں ''سالکِ مجذوب'' کی طرف اشارہ ہے، جسکو مرید سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اور اللہ سبحانہ وتعالٰی نے اپنے فرمان ﴿**اللہ یجتبی الیہ من یشاء ویھدی الیہ من ینیب**﴾ ترجمہ: (اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی طرف برگزیدہ کر لیتا ہے اور جو اسکی طرف رجوع کرے اسے اپنے تک رسائی دیتا ہے) میں دونوں کی طرف اشارہ کیا۔ (مرقات)

رہنے والے لوگوں سے محبت کرتا ہے کہ جب وہ غائب ہوں تو وہ ڈھونڈے نہیں جاتے، اور اگر وہ حاضر رہیں تو بلائے نہیں جاتے اور انہیں قریب نہیں کیا جاتا، اُنکے دل ہدایت کے چراغ ہیں، وہ ہر تاریک زمین[1] سے نکلتے ہیں۔ (ابن ماجہ، بیہقی، شعب الایمان)

161/6470 ﴿ سیدنا شداد بن اُوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہیکہ وہ روئے تو اُن سے کہا گیا: تمہیں کیا چیز رلا رہی ہے: اُنہوں نے کہا: ایک چیز مجھے یاد آئی جسکو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہوئے سنا تھا، پس اُس نے مجھے رُلایا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: میں اپنی امت پر شرک اور پوشیدہ شہوت کا اندیشہ کرتا ہوں، وہ کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا آپ کے بعد آپ کی امت شرک کریگی؟ آنحضرت نے فرمایا: ہاں، یاد رکھو کہ وہ لوگ نہ سورج کی پرستش کرینگے نہ چاند کی، نہ پتھر کی اور نہ بُت کی، مگر وہ اپنے اعمال سے ریاکاری کرینگے، اور پوشیدہ شہوت یہ ہے کہ اُن میں کا کوئی شخص روزہ رکھ کر صبح کرے گا، پھر اُس کی نفسانی خواہشات میں سے کوئی خواہش اُس کے[2] سامنے آئیگی تو وہ اپنے روزہ کو ترک کرے گا۔

(احمد، شعب الایمان)

---

1 ﴿ **قوله : من كل غبراء مظلمة** (ہر تاریک زمین سے) یعنی ہر مشکل مسئلہ کی ذمہ داری یا ہر پیچیدہ آزمائش سے، اور علامہ طیبیؒ نے فرمایا: اس میں ان کے مکانات کی حقارت سے کنایہ ہے اور اس بات کا کنایہ ہیکہ روشنی اور صفائی کے آلات کی عدم دستیابی کی وجہ سے وہ تاریک اور غبار آلود ہوں گے۔ (مرقات)

2 ﴿ **قوله : فتعرض له شهوة من شهواته** (خواہشات میں سے کوئی خواہش اس کے سامنے آئیگی) یعنی جیسے کھانا، جماع کرنا اور ان کے علاوہ، اس کو علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا اور زیادہ واضح بات یہ ہیکہ پوشیدہ شہوت سے مراد اس کی خواہشات میں سے، خاص اور نادر الوجود خواہش ہو جو اس کے تمام اوقات

162/6471 ﴿ سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اس حال میں کہ ہم مسیح دجال کا ذکر کر رہے تھے، تو آپ نے فرمایا: کیا میں تمہیں وہ چیز نہ[1] بتلاؤں جو میرے نزدیک تم پر کانے دجال سے زیادہ خوفناک ہے؟ تو ہم نے عرض کیا: کیوں نہیں یارسول اللہ! آپ نے فرمایا: پوشیدہ طور پر شرک کرنا (اس طرح سے) کہ آدمی کھڑا ہو کر نماز پڑھے، پھر کسی آدمی کے دیکھنے کو دیکھ لینے کی وجہ سے اپنی نماز کو طویل کرے۔

(ابن ماجہ)

163/6472 ﴿ سیدنا محمود بن لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جن چیزوں کا میں تم پر اندیشہ کرتا ہوں اُن میں سب سے زیادہ خوفناک چیز شرک اصغر ہے، انہوں (صحابہ) نے عرض کیا: یارسول اللہ! شرکِ اصغر کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: ریاء۔

---

میں نہیں پائی جاتی تو وہ طبعاً اس کی طرف مائل ہو جاتا ہے اور شریعت کی خلاف ورزی کا لحاظ نہیں کرتا چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "**ولا تبطلوا اعمالکم** "تم اپنے اعمال کو ضائع مت کرو اور نفل کام شروع کرنے سے لازم ہو جاتا ہے تو اس کو پورا کرنا واجب ہے اور آپ کا فرمان "تو وہ روزہ چھوڑ دیتا ہے" یعنی روزہ چھوڑنا کسی ایسی ضرورت کے بغیر جو اس کی داعی ہو، اس پر حرام ہے علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: یعنی جب آدمی اللہ تعالیٰ کی اطاعتوں میں سے کسی اطاعت میں رہے اور اس کے نفس کی خواہشوں میں سے کوئی خواہش اُس کے درپیش ہو جائے تو وہ نفس کے میلان کو اللہ تعالیٰ کی مرضی پر ترجیح دیتا ہے۔ خواہش نفس کی اتباع کرتا ہے تو یہ چیز اس کو ہلاکت اور بربادی کی طرف لے جاتی ہے۔ (مرقات)

[1] ﴿ **قولہ : ألا اخبرکم** (کیا میں تمہیں وہ چیز نہ بتلاؤں) علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: لفظ "**الا**" متنبہ کرنے کے لئے نہیں بلکہ وہ لائے نافیہ ہے جس پر ہمزۂ استفہام داخل ہوا ہے یعنی اس قرینہ کی وجہ سے کہ (صحابۂ کرام) کے جواب میں لفظ "**بلٰی**" آیا ہے۔ اور معنی یہ ہے "کیا میں تم کو نہ بتلاؤں"۔ (مرقات)

164/6473 ﴿ اور امام بیہقی نے شعب الایمان میں یہ زیادہ کیا ہیکہ: جس دن بندوں کو انکے اعمال کا بدلہ دیا جائیگا اللہ تعالیٰ اُن سے فرمائیگا: جاؤتم اُن لوگوں کے پاس جن کے لئے تم دنیا میں دکھاوا کرتے تھے، پس تم دیکھو کہ آیا تمھیں اُن کے ہاں کوئی جزاء یا نیکی ملتی ہے۔ (شعب الایمان)

165/6474 ﴿ سیدنا ابوسعد بن ابی فضالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب اللہ قیامت کے دن لوگوں کو جمع کریگا اس دن جس میں کوئی شبہ نہیں تو ایک ندا دینے والا ندا دیگا جو شخص کسی ایسے عمل میں کسی کو شریک کرے جس کو اللہ کے لئے کرنا چاہئے تو اس کا ثواب غیر اللہ سے طلب کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ سارے شرکاء میں شرک سے بالکل بے نیاز ہے۔ (احمد)

166/6475 ﴿ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں سب شریکوں سے زیادہ شرک سے[1] بے نیاز ہوں جس نے کوئی ایسا

---

1﴿ **قولہ: قال اللہ تعالی انا اغنی الشرکاء عن الشریک** (میں سب شریکوں سے زیادہ شرک سے بے نیاز ہوں) امام حجۃ الاسلام نے فرمایا ہے کہ ریاکاری کے درجات کی چار قسمیں ہیں: (۱) پہلی قسم جو سب سے زیادہ سخت اور بری ہے وہ یہ کہ ثواب کی نیت بالکل نہ ہو مثلاً کوئی شخص لوگوں کے سامنے تو نماز پڑھتا ہے اور اگر وہ تنہا ہوتا تو نہ پڑھتا بلکہ بعض دفعہ وہ بغیر طہارت کے بھی لوگوں کے ساتھ پڑھ لیتا ہے تو ایسے شخص نے اپنا مقصود صرف ریاکاری بنالیا ہے تو اس شخص پر اللہ کی ناراضگی ہے۔

(۲) دوسرا درجہ یہ ہیکہ اسکا ارادہ ثواب کا بھی ہو، لیکن وہ ارادہ ضعیف ہو کہ اگر وہ تنہائی میں ہوتا تو وہ ہرگز یہ عمل نہ کرتا، اور نہ یہ ارادہ اس کو اس عمل پر آمادہ کرتا، پس اس قسم کے ثواب کا ارادہ اس سے اللہ کی ناراضگی کو ختم نہیں کرتا۔

عمل کرے جس میں میرے ساتھ میرے غیر کو شریک[1] کیا میں اس کو اور اس کے شرک کے ساتھ چھوڑ دوں گا اور ایک روایت میں ہے میں اس سے بری ہوں اور وہ عمل اسی کے لئے ہے جس کے لئے اس نے کیا۔ (مسلم)

(۳) ثواب اور ریاکاری کا ارادہ دونوں برابر ہوں اس طرح سے دونوں میں سے کوئی ایک بھی نہ ہو تو دوسرا اس کو کام پر آمادہ نہ کرے اور جب وہ دونوں جمع ہو جائیں تو کام کی رغبت پیدا ہو جائے۔

(۴) چوتھا درجہ یہ ہیکہ اس کے نیک عمل سے لوگوں کی واقفیت اس کے کام میں نشاط کے لئے ترجیح اور تقویت پیدا کرتا ہے اور اگر لوگوں کو اطلاع نہ بھی ہو تو عبادت کو نہیں چھوڑتا اور اگر صرف ریاکاری کا ارادہ ہو تو وہ اس کام کے لئے آگے نہ بڑھتا اس کے بارے میں ہم جو سمجھتے ہیں وہ اور ہے حقیقی علم تو اللہ کے پاس ہے کہ اس کا اصل ثواب ضائع نہیں ہوگا لیکن اس میں کمی ہو سکتی ہے یا ریاکاری کے ارادہ کے بقدر اس کو سزا دی جائے گی اور ثواب کی نیت کے بقدر ثواب ملے گا۔ اب رہا آپ کی حدیث میں یہ جو آیا ہے کہ "انا اغنی الشرکاء" (میں سب شریکوں سے بے نیاز ہوں) پس یہ ایسی صورت پر محمول ہے جب کہ ثواب کا اور ریاکاری کا ارادہ دونوں برابر ہوں یا ریاکاری کا ارادہ غالب ہو۔ (مرقات)

1 قولہ: **اشرك فيه معي غيري** یعنی مخلوقات میں سے کسی کو میرے ساتھ شریک کرے۔ اب رہا اس میں جنت اور اس کے متعلقات کا قصد و نیت تو اس سے کوئی ضرر نہیں ہوگا۔ کیونکہ یہ اللہ سبحانہ وتعالی کے پسندیدہ اور خوشنودی کی چیزوں میں سے ہے۔ اگرچیکہ کمال درجہ کا مرتبہ تو یہ ہیکہ اس کی عبادت نہ جنت کی طمع میں کرے نہ ماردوزخ کے خوف سے کرے۔ اور بعض عارفین کے پاس اس کو کفر میں شمار کیا گیا ہے۔ لیکن اس مسئلہ میں تحقیق یہ ہے کہ یہ شخص اگر جنت و دوزخ نہ ہوتے تو عبادت نہیں کرتا تھا تو ایسی صورت میں کافر ہو جائیگا کیونکہ ذات خداوندی ہر حالت میں عبادت کی مستحق ہے اور اسی لئے حضرت صہیب رومی کی تعریف کی گئی ان کے حق میں روایت ہے کہ صہیب کتنے اچھے بندے ہیں اگر ان کو اللہ سے ڈرایا نہ جاتا تو بھی

167/6476 ﴾ سیدنا شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جو شخص ریا کاری کرتے ہوئے نماز پڑھا اس نے شرک کیا، اور جو دکھاوا کرتے ہوئے روزہ رکھا یقیناً اس نے شرک کیا اور جو ریا کاری کرتے ہوئے صدقہ وخیرات کیا یقیناً اس نے شرک کیا۔ (احمد)

168/6477 ﴾ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بندہ جب علانیہ نماز پڑھتا ہے تو بھی اچھی طرح پڑھتا ہے اور پوشیدہ نماز ادا کرتا ہے تو بھی اچھی طرح ادا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ حقیقت میں میرا بندہ ہے۔ (ابن ماجہ)

169/6478 ﴾ سیدنا جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص شہرت [1] چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اسکی یہ بات سنا دیتا ہے اور جو شخص دکھاوا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا دکھاوا کرا دیتا ہے۔ (متفق علیہ)

---

وہ اللہ کی نافرمانی نہیں کرتے۔ (مرقات)

1 ﴾ **قولہ: من سمع الخ** (جو شخص شہرت چاہتا ہے) حضرت شیخ ابو حامد نے فرمایا: ریاء کا لفظ ''رویت'' سے مشتق ہے اور سمعہ کا لفظ ''سماع'' سے مشتق ہے اور اصل ریاء یہ ہیکہ آدمی کی یہ خواہش کہ لوگوں کو اپنے اچھے کام دکھا کر ان کے دلوں میں مرتبہ اور قدر حاصل کرے۔ ریا کاری کی تعریف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے ذریعہ اپنی عبادت لوگوں کو دکھانا۔ **مُرائی**، عابد ہوتا ہے اور **مُرائی لہ** وہ لوگ ہوتے ہیں جن کے لئے وہ ریا کاری کرتا ہے اور **مُرائی بہ** وہ خصال حمیدہ یا اچھے کام جو دکھانے کے لئے کرتا ہے اور ریاء اس کا وہ ارادہ اور نیت ہے جو اپنے اچھے کام لوگوں کو دکھانے کے لئے کرے۔ (مرقات)

170/6479 ﴿ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: جو شخص اپنا عمل لوگوں کو سنائے اللہ تعالیٰ اس کا عمل اپنی مخلوق کے کانوں کو سنا دیتا ہے اور اس کو حقیر و ذلیل کرتا ہے۔ (بیہقی: شعب الایمان)

171/6480 ﴿ سیدنا ابو تمیمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے حضرت صفوان اور اُن کے شاگردوں کو دیکھا جبکہ حضرت جندب اُن کو وصیت کر رہے تھے تو ان لوگوں نے کہا: کیا آپ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ سنا؟ انہوں نے فرمایا: میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہوئے سنا: جو شخص شہرت چاہے گا اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن مشہور کردے گا اور جو شخص مشقت میں ڈالے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس پر مشقت ڈالے گا، انہوں نے کہا: ہمیں وصیت فرمایئے، تو حضرت جندب نے فرمایا کہ انسان کا سب سے پہلے بدبودار ہونے والا حصہ اُس کا پیٹ ہے تو جو شخص استطاعت رکھتا ہو پاکیزہ چیز کے سوا نہ کھائے تو چاہئے کہ وہ ایسا ہی کرے، اور جو شخص استطاعت رکھتا ہو کہ اُس کے درمیان اور جنت کے درمیان مٹھی بھر خون بھی حائل نہ ہو جس کو بہائے تو وہ ضرور ایسا کرے۔

172/6481 ﴿ سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کی نیت آخرت کو طلب کرنا ہو اللہ تعالیٰ اس کی غنی و بے نیازی اُس کے دل میں ڈال دیتا ہے اور اُس کیلئے اُسکے متفرق امور کو جمع کرتا ہے اور دنیا اُسکے پاس ذلیل ہو کر آتی ہے اور جس کی نیت دنیا طلب کرنا ہو اللہ تعالیٰ اُسکے آنکھوں کے سامنے کر دیتا ہے اور اس پر اُسکے معاملہ کو پراگندہ

کرتا ہے اور دنیا سے اسکے پاس اتنا ہی آتا ہے جتنا اُسکے لئے لکھ دیا گیا۔

ترمذی، احمد اور دارمی نے سیدنا ابان سے وہ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا

173/6482 ﴾ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: آخری زمانہ میں ایسے لوگ ہونگے جو ظاہر میں بھائی بھائی اور باطن میں دشمن ہونگے تو عرض کیا گیا یارسول اللہ! وہ کس طرح ہوگا؟ آپ نے فرمایا: وہ بعض لوگوں کا بعض [1] سے رغبت اور بعض کا بعض سے ڈرنے کی وجہ سے۔ (احمد)

174/6483 ﴾ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آخری زمانہ میں ایسے لوگ ہونگے جو دنیا کو دین سے دھوکہ دینگے، وہ لوگوں کی خاطر نرمی کے لئے بھیڑ کے کھال پہنیں گے، ان کی زبانیں شکر سے زیادہ شیریں ہونگی اور انکے دل بھیڑیوں کے دل ہونگے، اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا وہ مجھ سے دھوکہ کھا رہے ہیں یا مجھ پر جرأت و جسارت کر رہے ہیں، تو میں میری اپنی قسم ہے کہ ضرور انہیں میں سے اُن پر ایک فتنہ بھیجوں گا جو ان میں بردبار کو بھی حیران بنا کر چھوڑے گا۔ (ترمذی)

---

1 ﴾ **قولہ: برغبة بعضهم الى بعض الخ** (بعض کی بعض سے رغبت کی وجہ سے) خلاصہ یہ ہے کہ ایسے لوگ نہ اللہ کے لئے محبت کرنے والے ہیں نہ اللہ کے لئے دشمنی کرنے والے ہیں بلکہ ان کے کاموں کے اغراض برے اور ان کے مقاصد غلط ہیں وہ اپنے اغراض کی بناء پر کبھی کسی قوم سے رغبت کرتے اور ان سے اپنی دوستی کا اظہار کرتے ہیں اور کسی دوسری وجوہات سے کبھی کسی قوم کو ناپسند کرتے ہیں اور دشمنی کا اظہار کرتے ہیں مختصر یہ کہ مخلوق سے ان کی دوستی اور دشمنی کا کوئی اعتبار نہیں کیونکہ یہ دونوں چیزیں ان کی خواہش پر مبنی ہوتی ہیں۔ (مرقات)

175/6484 ﴿ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں، آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا: میں نے ایسی مخلوق پیدا کی ہے جن کی زبانیں شکر سے زیادہ شریں اور ان کے دل ایلوے سے زیادہ کڑوے ہیں، تو میری اپنی قسم میں ان پر ایک ایسا فتنہ مسلط کروں گا جو اُن میں بردبار کو حیران بنا کر چھوڑ دے گا۔ تو وہ مجھ سے دھوکہ کھا رہے ہیں یا مجھ پر جرأت کر رہے ہیں۔ (ترمذی)

176/6485 ﴿ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے اموال کو نہیں دیکھتا لیکن وہ تمہارے دل اور تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے۔ (مسلم)

177/6486 ﴿ سیدنا مہاجر بن حبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں حکیم آدمی کے تمام کلام کو قبول نہیں کرتا۔ لیکن میں اس کا ارادہ اور اس کی خواہش کو قبول کرتا ہوں[1] تو اگر اس کا ارادہ اور اس کی خواہش اطاعت وفرمانبرداری میں ہو تو میں اُس کی خاموشی کو میری حمد بنا دیتا ہوں اور وقار بنا دیتا ہوں اگرچہ وہ کوئی بات نہ کرے۔ (دارمی)

178/6487 ﴿ سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ حضرت نبی اکرم ﷺ

---

1﴿ **قولہ: اتقبل همه** (میں اس کے ارادہ کو قبول کرتا ہوں) یعنی اُسکی نیت، اگر وہ خیالات کے ابتدائی درجے میں ہو، **وھواہ** (اور اسکی خواہش کو) یعنی اسکا ارادہ جو انتہائی درجوں میں ہو کیونکہ مومن کی نیت اس کے عمل سے بہتر ہے۔ (مرقات)

روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا: میں اس امت پر ہر ایسے منافق سے خوف کرتا ہوں جو بات حکمت کی کریگا اور کام ظلم کے کرے گا۔ (بیہقی، شعب الایمان)

179/6488 ﴿ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر چیز کی پھرتی[1] ہے اور ہر پھرتی کی سستی ہے تو اگر پھرتی والا درست کام کرے اور میانہ روی اختیار کرے تو تم اس کی کامیابی کی امید رکھو اور اگر انگلیوں سے اسکی طرف اشارہ کیا جائے تو تم اس کو شمار مت کرو۔ (ترمذی)

180/6489 ﴿ سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا: آدمی کو شر کے[1] لئے کافی ہے کہ دین میں یا دنیا میں انگلیوں سے اسکی طرف اشارہ کیا جائے سوائے ان کے جن کو اللہ تعالیٰ بچائے۔ (بیہقی، شعب الایمان)

---

1﴿ **قولہ: ان لکل شئی شرۃ الخ** (بیشک ہر چیز کی پھرتی ہے) اسکی وضاحت یہ ہے کہ انسان ابتداء میں بہت حرص اور بڑے مبالغہ کے ساتھ بہت سی چیزوں میں مشغول ہو جاتا ہے پھر اس پھرتی ونشاط کے پیچھے سستی وکمزوری آتی ہے تو اگر وہ میانہ رَو، اور افراط وتفریط کے دونوں جانب سے بچنے والا ہو اور سیدھے راستہ پر چلنے والا ہو تو اس میں اُس کے کاملین وکامیاب لوگوں میں ہونے کی امید ہے اور اگر وہ افراط وزیادتی کے راستہ پر چلا یہاں تک کہ انگلیوں سے اُس کی طرف اشارہ کیا جائے تو تم اُس کی طرف متوجہ مت ہونا اور اس پر بھروسہ بھی مت کرو کیونکہ وہ بعض دفعہ ہلاک ہونے والوں میں سے ہو جاتا ہے لیکن تم یہ بھی یقین مت کرلو کہ وہ نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گیا ہے اور نہ اُس کو اُن میں شمار کرو لیکن تم اُس کی کامیابی کی ایسی اُمید مت رکھو جیسا تم نے میانہ رَو کی امید کی ہے۔ (مرقات)

2﴿ **قولہ: بحسب امرئ من الشر ان یشار الیہ بالا صابع الخ** (آدمی کو شر کے لئے

کافی ہے کہ (دین و دنیا میں) انگلیوں سے اُسکی طرف اشارہ کیا جائے) اُسکی توضیح یہ ہے جسکو علامہ طیبی رحمتہ اللہ علیہ نے خوبصورت عبارت مزین اشارہ کے ساتھ ذکر کیا اور فرمایا اور اس طرح کہا اور حال بیان کیا یعنی لوگوں کے دلوں میں ریاست وحکومت اور جاہ وحشمت کی محبت یہ نفس کی خطرناک چال اور اسکے مکر وفریب کے جال وتدبیروں میں سے ہے جس سے علماء عبادت گذار اور آخرت کے راستہ پر چلنے کیلئے جانفشانیاں اور کوشش کرنے والے زاہد حضرات آزمائے جاتے ہیں کیونکہ وہ لوگ جب اپنے نفوس پر قابو پاتے ہیں، انکو خواہشات سے روکتے ہیں، شبہات سے بھی انکی حفاظت کرتے ہیں اور قہر وغلبہ سے انکو مختلف عبادتوں میں مشغول کرتے ہیں تو ان کا نفس اعضاء وجوارح سے ہونے والی ظاہری معصیتوں میں خواہش سے عاجز آجاتی ہیں اور نیکی کا مظاہرہ کرنے اور علم وعمل کا مظاہرہ کرنے راحت کی خواہش کرتے ہیں۔ اور مخلوق کے پاس قبولیت کی لذت سے مجاہدہ کی مشقت چھوڑ دیتے ہیں اور خالق کے مطلع ہونے پر اکتفا نہیں کرتے، لوگوں کی تعریف وتوصیف پر خوش ہوتے ہیں، اللہ وحدہ کی تعریف پر قناعت نہیں کرتے، اور وہ لوگوں کی تعریف کو اور لوگوں کا اسکو دیکھکر برکت حاصل کرنے، اسکی خدمت کرنے، اسکی عزت کرنے اور محفلوں میں اسکو آگے بڑھانے سے تبرک سمجھنے کو پسند کرتا اور اس سے خوش ہوتا ہے اور نفس اس میں بڑی لذت اور سب سے زیادہ لذت دار شہوت پاتا ہے جب کہ وہ گمان کرتا ہیکہ اسکی زندگی اسکی عبادتیں اللہ کیلئے ہیں حالانکہ اسکی زندگی تو صرف ان پوشیدہ خواہشات سے ہے جن کا ادراک صرف پرکھنے والی عقلوں کے سوا کوئی نہیں کرسکتا، اسکا نام اللہ تعالی کے پاس منافقوں میں لکھدیا جاتا ہے اور وہ گمان کرتا ہے کہ وہ اللہ تعالی کے پاس اسکے مقرب بندوں میں سے ہے، اور یہ اسکے نفس کا دھوکہ ومکر ہے جس سے مخلصین میں سے صدیقین ہی محفوظ رہتے ہیں، اسی لئے کہا گیا صدیقین کے ذہنوں سے سب سے آخر میں جو چیز نکلتی ہے وہ ریاست کی محبت ہے اور شیطانوں کا سب سے بڑا جال ہے اسی لئے قابل تعریف وہی ہے جو پوشیدہ صاف دل ہے سوائے ان حضرات کے جن

181/6490 ﴿ سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا: آپ کیا فرماتے ہیں اس شخص کے بارے میں جو اچھا عمل کرتا ہے[1] اور لوگ اس عمل پر اسکی تعریف کرتے ہیں اور ایک روایت میں ہے لوگ اس عمل کی وجہ اس سے محبت کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا وہ مؤمن کے لئے فوری خوشخبری ہے۔ (مسلم)

182/6491 ﴿ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اس اثنا میں کہ میں اپنے گھر میں اپنے مصلے پر تھا اچانک ایک صاحب میرے پاس آئے تو جس حالت میں اس نے مجھ کو دیکھا یہ حالت[2] مجھے پسند آئی، تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تم پر رحم کرے، اے ابو ہریرہ تمہارے لئے دو اجر ہیں پوشیدہ عبادت کا ثواب اور علانیہ کا ثواب۔ (ترمذی)

---

کو اللہ تعالیٰ نے دین کی اشاعت کی وجہ سے ان کی جانب سے کسی تکلف کے بغیر ہی مشہور و معروف کر دیا جیسے انبیاء و مرسلین، خلفاء راشدین، علماء محققین اور سلف صالحین اور تمام تعریف اللہ رب العالمین کے لئے ہیں۔ (مرقات)

1﴿ **قولہ: من الخیر** خیر عمل کا بیان ہے اور یہ معلوم ہے (یعنی عمل) کہ ریا کاری کے لئے کئے ہوئے عمل میں کوئی خیر نہیں اس لئے اسکا عمل خالص ہونا چاہئے اور علامہ مظہر نے کہا یعنی حضور اکرم ﷺ نے ہمیں ایسے شخص کی حالت بتلائی جو اللہ تعالیٰ کے لئے نیک عمل کرتا ہے وہ لوگوں کے لئے نہیں کرتا مگر لوگ اسکی تعریف کرتے ہیں تو کیا اس کا ثواب ختم ہو جائیگا تو آپ ﷺ نے فرمایا: وہ مؤمن کی فوری خوشخبری ہے یعنی وہ اپنے عمل میں ریا کار نہیں تو اللہ تعالیٰ اس کو اس عمل کی وجہ سے دو ثواب دے گا، دنیا میں وہ اس طرح کہ لوگ اسکی تعریف کریں گے اور آخرت میں جو اللہ نے اس کے لئے تیار رکھا ہے۔ (مرقات)

2﴿ **قولہ: فاعجبنی الحال الخ** (تو یہ حالت مجھ کو پسند آئی) یہ بات ظاہر ہے کہ ان کو یہ حالت کا پسند آنا فطری اور مطابق شریعت ہے مؤمن کو یہ بات پسند آتی ہے کہ کوئی اس کو اچھی حالت میں دیکھے اور وہ اس بات کو ناپسند کرتا ہے کہ کوئی اس کو بری حالت میں دیکھے۔ قطع نظر اس بات کے اس میں ریا کاری یا شہرت

193/6492 سیدنا ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر کوئی شخص کسی چٹان میں کوئی عمل کیا جس کا نہ دروازہ ہو نہ سوراخ ہو، تو اس کا عمل لوگوں[1] تک آجائے گا، وہ جو بھی عمل ہو۔ (بیہقی، شعب الایمان)

194/6493 سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کسی شخص کی کوئی بھی سیرت ہو اچھی ہو یا بری ہو اللہ تعالیٰ اسکی ایک رداء (علامت) ظاہر کردیتا[2] ہے جس کی وجہ وہ شخص پہچانا جاتا ہے۔ (بیہقی، شعب الایمان)

---

ہوتی ہے۔ پس یہ حضور پاک ﷺ کے اس ارشاد کے قبیل سے ہے جسکو امام طبرانی نے ابو موسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے "**من سرته حسنة وساء ته سيئة فهو مومن** جس شخص کو کوئی نیکی خوش کرتی ہے اور کوئی برائی اسکو بری لگتی ہے تو وہ مسلمان ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "**قل بفضل الله وبرحمته فبذالك فليفرحوا هو خير مما يجمعون**" پس مسلمان اعمال خیر کی توفیق سے خوش ہوتا ہے جس طرح غیر مسلم مال کی زیادتی سے خوش ہوتا ہے۔ (مرقات)

1 **قولہ: كائنا** (آجائیگا) یعنی وہ منجملہ اعمال کے کچھ بھی ہو اور لفظ "کائنا" کو زبر ہے حال ہونے کی بناء پر ہے یعنی وہ کام کسی بھی قسم کا ہو خواہ اچھا ہو یا برا ہو، اقوال میں سے ہو یا افعال میں سے ہو، خواہ وہ اس کام کو ظاہر کرنے کا ارادہ کیا ہو یا اس کا ارادہ نہ کیا ہو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "**والله مخرج ماكنتم تكتمون**" اور اللہ نکالنے والا ہے اس کو جو تم چھپاتے ہو۔ (مرقات)

2 **قولہ: رداء** (خاص قسم کی چادر) اس سے مراد شکل وصورت کے اندر کوئی علامت۔ اور آپ کا ارشاد "**يعرف**" بہ سے مراد یہ ہے کہ وہ اس کے ذریعہ دوسروں سے ممتاز ہوتا ہے جس طرح "رداء" سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص بڑی شخصیتوں میں سے ہے یا یہ کہ دوسرے جن پر رداء نہیں وہ اعوان وخدام میں سے ہیں۔ (مرقات)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# باب البکاء والخوف

## رونے اور ڈرنے کا بیان

185/6494 سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اگر تم جانتے جو میں جانتا ہوں تو زیادہ[1] روتے اور کم ہنستے۔ (بخاری)

186/6495 سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیشک میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے، آسمان چرچرا رہا ہے اور اس کا حق ہے کہ وہ چرچرائے، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس میں چار انگشت برابر جگہ نہیں ہے مگر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ایک فرشتہ سجدہ کرتے ہوئے اپنی پیشانی رکھا ہوا ہے۔ بخدا اگر تم جانتے ہو جو میں جانتا ہوں تو کم ہنستے اور زیادہ روتے اور بستروں پر بیویوں سے لذت حاصل نہ کرتے، اللہ کی پناہ لیتے ہوئے جنگل و بیابان کی طرف نکل جاتے حضرت ابوذر نے کہا: اے کاش میں ایک درخت ہوتا جسے کاٹ دیا جاتا۔

---

1 **قولہ: لبکیتم کثیرا ولضحکتم قلیل ا** (ضرور زیادہ روتے اور کم ہنستے) کیونکہ رونا اس زندہ دل کے درخت حیات کا پھل ہے جو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اور اس کی عظمت و بڑائی اور ہیبت وجلال کے شعور واحساس سے زندہ ہے۔

اور ہنسی ان چیزوں سے غافل قلب کا نتیجہ ہے، درحقیقت اس ارشاد سے مخلوق کو زندہ قلب کی تلاش

187/6496 ﴾ سیدنا ابو سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضرت نبی اکرم ﷺ نماز کیلئے باہر تشریف لائے اور آپ نے لوگوں کو ملاحظہ فرمایا گویا وہ ہنس رہے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تم لذتوں کو ختم کرنے والی موت کو کثرت[1] سے یاد کرتے تو وہ تم کو اس چیز سے روک دیتی جو میں دیکھ رہا ہوں یعنی موت کو پس لذتوں کو ختم کرنے والی موت کو کثرت سے یاد کرو کیونکہ قبر پر کوئی دن نہیں گذرتا مگر وہ کلام کرتی ہے اور کہتی ہے میں غربت کا گھر ہوں، میں تنہائی کا گھر ہوں، میں مٹی کا گھر ہوں، میں کیڑوں کا گھر ہوں اور جب بندۂ مومن دفن کیا جاتا ہے تو قبر اس سے کہتی ہے مرحبا خوش آمدید۔ سنو! جو لوگ میری پشت پر چلتے ہیں ان میں تم میرے نزدیک سب سے زیادہ محبوب ہو آج جبکہ میں تم پر حاکم بنائی گئی ہوں اور تم میرے پاس لوٹ آئے ہو تو تم اپنے ساتھ میرے سلوک کو دیکھ لوگے، آپ نے فرمایا: پس وہ اس کیلئے حد نظر کشادہ ہو جاتی ہے اور اس کیلئے جنت کی طرف دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔

اور جب کافر بندہ دفن کیا جاتا ہے[2] تو قبر اس سے کہتی ہے نہ تجھے مرحبا اور نہ خوش آمدید، سن لے! تو میری پشت پر چلنے والوں میں میرے پاس سب سے زیادہ مبغوض و ناپسندیدہ تھا آج جبکہ

---

ؤ جستجو اور قلب غافل سے پناہ مانگنے پر ابھارنا ہے۔ (مرقات)

1﴾ **قولہ: الموت** (موت) لفظ "موت" زیر سے پڑھا گیا ہے اس صورت میں یہ **ھادم اللذات** کی تفسیر ہوگی یا اس سے بدل ہوگا جیسا کہ اسکے بعد والے جملہ میں آرہا ہے یا **اعنی** (میرے معنی کے مطابق) پوشیدہ ماننے کی صورت میں نصب کے ساتھ پڑھا جائیگا۔ لفظ موت سے پہلے لفظ **ھو** مقدر ماننے کی صورت میں رفع بھی پڑھا جائیگا۔ (مرقات)

2﴾ **قولہ: العبد الفاجر** (بدکار بندہ) یعنی فسق و فجور کرنے والا اس سے سب سے بڑا فاسق بندہ مراد

میں تجھ پر حاکم مقرر کی گئی ہوں اور تو میری طرف لوٹ آیا ہے پس اپنے ساتھ میرے برتاؤ کو تُو دیکھ لے گا۔ آپ نے فرمایا: وہ اس پر تنگ ہوجاتی ہے یہاں تک کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں راوی نے کہا: حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی انگلیوں[1] سے اشارہ فرمایا۔ تو بعض کو بعض کے اندر[2] داخل کر دیا، فرمایا: اس کیلئے ستر اژدھے مقرر کردئے جاتے ہیں اگر ان میں سے ایک بھی زمین میں پھونک مارے تو وہ رہتی دنیا تک کوئی چیز نہ اُگائے وہ اسے ڈستے

---

ہے اور وہ کافر ہے اس پر قرینہ یہ ہے کہ اس کے بالمقابل اس سے پہلے العبد المومن (بندۂ مومن) کا ذکر آیا ہے اور اسکے بعد یہ آرہا ہے کہ قبر اس سے کہے گی کہ وہ اسکی پشت پر چلنے والوں میں سب سے زیادہ مبغوض تھا اسی سے متعلق اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے **افمن کان مومنا کمن کان فاسقا** بھلا جو مومن ہو کیا وہ اس شخص کی طرح ہوسکتا ہے جو نافرمان ہو؟ (سورہ سجدہ، آیت ۱۸)

اور آپ کا ارشاد **او الکافر** (یا کافر) یہ شک راوی کے بطور ہے نوعیت بیان کرنے کے لئے نہیں دنیا وآخرت کے متعلق دونوں فریق کا حکم بیان کرنا اور گنہگار مومن کی حالت سے سکوت اختیار کرنا کتاب وسنت مبارکہ کا طریقہ رہا ہے یا تو اس کی پردہ پوشی کرنے کے لئے ہے یا اس لئے کہ وہ امید اور خوف کے درمیان رہے دو درجوں کے درمیان کوئی تیسرا درجہ ثابت کرنے کیلئے نہیں ہے جیسا کہ فرقہ معتزلہ کا وہم وخیال ہے۔ (مرقات)

1﴾ **قولہ: وقال رسول الله ﷺ باصابعه** یعنی حضرت رسول اللہ ﷺ نے اپنی انگلیوں سے اشارہ فرمایا۔ (مرقات)

2﴾ **قولہ: فادخل بعضها فی جوف بعض** (تو بعض کو بعض کے اندر داخل کردیا) اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ قبر کا تنگ ہونا اور پسلیوں کا آپس میں ایک دوسرے میں گھس جانا حقیقی طور پر ہے تنگئی حال سے مجاز کے طور پر نہیں۔ اور یہ معنی بھی نہیں کہ پسلیوں کا ملجانا کمال درجہ کی تنگئی حال بتلانے کیلئے بطور

اور نوچتے ہیں یہاں تک کہ اسے حساب کیلئے لیجایا[1] جائے گا۔ راوی کہتے ہیں اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، قبر جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔ (ترمذی)

188/6497 سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب دو تہائی رات[2] گذر گئی تو نبی اکرم ﷺ اٹھے اور ارشاد فرمایا: اے لوگو! اللہ کا ذکر کرو، اللہ کا ذکر کرو، دہلا دینے والی آ پہنچی اس کے پیچھے آنے والی آرہی ہے، موت اپنے تمام مصائب کے ساتھ آ پہنچی، موت اپنے تمام مصائب کے ساتھ آ پہنچی۔ (ترمذی)

---

مبالغہ ہے۔ جیسا کہ بعض ارباب نقصان کو وہم ہوگیا ہے یہاں تک کہ انہوں نے عذاب قبر کو روحانی کیفیت قرار دیا ہے نہ کہ جسمانی، اور درست بات یہ ہے کہ آخرت کا عذاب اور اس کی نعمتیں (جسم وروح) دونوں سے متعلق ہوں گی۔ (مرقات)

1 **قوله: حتى يفضى به الى الحساب** (یہاں تک کہ اسے حساب کیلئے لے جایا جائے گا) اس میں اس بات کی دلیل ہے کہ کافر سے حساب لیا جائے گا برخلاف ان بعض لوگوں کے جو گمان کرتے ہیں کہ کافر بغیر حساب وکتاب کے دوزخ میں داخل کیا جائے گا۔ (دونوں میں تطبیق کیلئے) مگر یہ کہا جائے کہ حساب سے مراد بدلہ ہے، اور آیات کے ظاہری الفاظ حساب لئے جانے کے بارے میں واضح ہیں جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد **: ومن خفت موازينه** ۔ (سورۂ اعراف، آیت۔ ۹) اور جن کے (نیک اعمال کے) وزن اور ہلکے ہوں گے۔ ہاں، ممکن ہے کہ ان میں سے بعض نافرمان وسرکش بغیر حساب وکتاب کے دوزخ میں داخل کئے جائیں گے، جیسا کہ صبر وتوکل میں کمال درجہ پر فائز بعض مومنین بغیر حساب وکتاب کے داخل ہوں گے جیسا کہ سابق میں گذرا۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔ (مرقات)

2 **قوله: اذا ذهب ثلثا الليل قام الخ** (جب دو تہائی رات گذر جاتی تو حضرت نبی اکرم ﷺ

189/6498﴿ سیدنا انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ بزرگ و برتر فرمائے گا اس شخص کو دوزخ سے نکالو جس نے مجھ کو کسی دن یاد کیا یا کسی مقام پر مجھ سے خوف کیا۔ (ترمذی، بیہقی: البعث والنشور)

190/6499﴿ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے دوزخ کی طرح کوئی چیز نہیں دیکھی کہ جس سے بھاگنے والا سو رہا ہو اور نہ جنت کی طرح جس کا طلبگار سو رہا ہو۔ (ترمذی)

190/6499﴿ انہی سے روایت ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو خوف[1] کرتا ہے رات کے اخیر حصہ میں سفر شروع کرتا ہے اور جو رات کے اخیر حصہ میں سفر کرتا ہے وہ منزل مقصود تک پہنچ جاتا ہے۔ سنو! اللہ کا سودا مہنگا ہے سنو! اللہ کا سودا جنت ہے۔ (ترمذی)

191/6500﴿...... سیدتنا عائشہ رضی اللہ تعالی عنھا سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کے بارے میں دریافت کیا "والذین یؤتون

---

اٹھے......) اوقات نماز یاد دلانے والے مؤذن حضرات کا طریقہ اسی سے اخذ کردہ ہے اور ان کا اس کیلئے رات کا دوتہائی حصہ گذرنے سے پہلے اٹھنا مناسب نہیں ہے۔ اور اس میں رات کے اخیر ثلث میں قیام کرنا نہایت ہی مستحب و پسندیدہ ہونے کی طرف اشارہ ہے۔ (مرقات)

1﴿ **قولہ: من خاف الخ** (جو خوف کرتا ہے) علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا یہ نبی اکرم ﷺ نے راہ آخرت پر چلنے والے کیلئے بیان فرمائی ہے کیونکہ شیطان اس کے راستہ پر رہتا ہے اور نفس اور جھوٹی آرزوئیں اسکی معاون و مددگار ہوتی ہیں اگر وہ اپنے راستے میں بیدار ہو گیا اور اپنے عمل میں خلوص نیت رکھا تو وہ شیطان

اٰتوا وقلوبھم وجلۃ[1] "اور جولوگ دیتے ہیں جو کچھ دیں حال یہ کہ ان کے دل اس بات سے ڈرتے ہیں ) کیا یہ وہ لوگ ہیں جو شراب پیتے ہیں اور چوری کرتے ہیں؟ ارشاد فرمایا: نہیں اے صدیق کی صاحبزادی لیکن یہ وہ لوگ ہیں جو روزہ رکھتے ،نماز پڑھتے اور صدقہ کرتے ہیں اور ڈرتے رہتے ہیں (ایسا نہ ہو ) کہ ان کا عمل قبول نہ ہو۔ یہ ایسے لوگ ہیں جو اعمال خیر میں سبقت کرتے ہیں۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

192/6501 سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھ کو میرے رب نے نو چیزوں کا حکم فرمایا اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا پوشیدہ اور علانیہ،عدل وانصاف کی بات کہنے کا ناراضگی ورضامندی میں ،میانہ روی اختیار کرنیکا[2] تنگدستی اور تونگری میں اور یہ کہ میں اسکے ساتھ صلہ رحمی کروں جو مجھ سے قطع تعلق کرے ،اسکو عطا کروں جو مجھ کو محروم

---

اور،اس کے مکروفریب سے اوراس کے معاونین کی ڈاکہ زنی سے محفوظ ہوجاتا ہے، پھر اس بات کی رہبری فرمائی: راہ آخرت پر چلنا مشکل ہے اور آخرت حاصل کرنا انتہائی دشوار ہے جو ادنیٰ سی کوشش سے حاصل نہیں ہوتی ۔(مرقات)

1 قولہ: والذین یؤتون الخ (اور وہ لوگ جو دیتے ہیں......) قرأت سبعہ میں یؤتون ما آتوا، ایتاء سے ہے اور یاتون بھی پڑھا گیا جو اتیان سے ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا سوال اسی قرأت پر مبنی ہے لیکن مصحف کے نسخوں میں جو قرأت آئی ہے وہ پہلی قرأت ہے اور واضح دوسری قرأت ہے۔اور اسکی توجیہ یہ ہوسکتی ہے کہ فاعل اپنے نفس سے عمل کو وجود میں لاکر دیتا ہے اور اسی سے اسکو باہر لاتا ہے تم اس کو سمجھ لو۔ (لمعات)

2 قولہ: والقصد فی الفقر والغنی (تنگدستی وتونگری میں میانہ روی اختیار کرنا) اس میں

رکھے، اور اس کو معاف کروں جو مجھ پر ظلم کرے اور یہ کہ میری خاموشی فکر، میرا بولنا ذکر اور میرا دیکھنا عبرت ہو جائے اور میں نیکی کا حکم دوں اور کہا گیا: اچھی باتوں کا۔ (رزین)

193/6502 ﴾سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی مومن بندہ نہیں ہے کہ جس کی آنکھوں سے اللہ کے خوف کے باعث آنسوں نکلتے ہوں۔ اگر چہ وہ مکھی کے سر کے برابر ہو پھر وہ اس کے چہرہ کے ظاہری حصہ پر پہنچے مگر اللہ تعالی اسے دوزخ پر حرام کر دیتا ہے۔ (ابن ماجہ)

194/6503 ﴾سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ تعالی عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ[1] پر بوڑھاپا ظاہر

---

دو معنی کا احتمال ہے پہلا تنگدستی اور تونگری میں میانہ روی اور اعتدال ہو اس طرح کہ نہ غایت درجہ تنگدستی میں رہے اور نہ حد سے زیادہ تونگری میں کیونکہ پسندیدہ بات یہ ہے کہ کفاف (بقدر ضرورت وسائل اختیار کرنا) افضل ہے۔ ان میں کا دوسرا معنی تنگدستی و تونگری ہر دو حالت میں اعتدال کو ملحوظ رکھنا ہے۔

اور حضور ﷺ کے ارشاد **وَآمر بالعُرفِ** (اور میں نیکی کا حکم دوں) میں لفظ عرف عین کو ضمہ اور راء کو سکون کے ساتھ یہ مذکورہ احکام میں کا دسواں حکم ہے جبکہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا مجھ کو میرے رب نے نو چیزوں کا حکم فرمایا۔ تو اس بارے میں کہا گیا کہ دراصل حساب کے خلاصہ کی طرح یہ مذکورہ احکام کا ایک جامع خلاصہ ہے کیونکہ معروف (نیکی) میں دین کی ہر نیکی و بھلائی شامل ہے۔ (لمعات)

1﴾ **قولہ: قد شبت** (آپ کے بعض موئے مبارک سفید ہوئے) یعنی پیرانہ سالی کے آنے سے پہلے آپ کے بعض موئے مبارک سفید ہوئے اس سے یہ ہرگز مراد نہیں کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے اکثر ریش مبارک سفید ہو گئے ہوں، کیونکہ امام ترمذی سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا: میں رسول اللہ ﷺ کے سر انور اور ڈاڑھی مبارک میں صرف چودہ سفید موئے مبارک شمار کیا۔ (مرقات)

ہوگیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سورہ ھود اور اس جیسی[1] سورتوں نے مجھے بوڑھا کر دیا۔

(ترمذی)

195/6504 ﴾ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے روایت ہے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ! آپ کے بعض موئے مبارک سفید ہو گئے، حضور علیہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: **سورہ ھود، واقعہ، مرسلات، عم یتساء لون اور اذا الشمس کورت** سورتوں نے میرے بعض بالوں کو سفید کر دیا۔ (ترمذی)

196/6505 ﴾ سیدنا ام العلاء انصاریہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم میں (ازخود) نہیں جانتا، اللہ کی قسم میں ازخود نہیں جانتا میرے ساتھ اور تمہارے ساتھ کیا کیا جائے گا، اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ (بخاری)

شیخ تورپشتی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: یہ حدیث شریف کو اور جو اس کے ہم معنی روایات آئی ہیں انکو اس بات پر محمول نہیں کیا جا سکتا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے انجام کار کے بارے میں کوئی تردد رہا ہو۔ اللہ تعالی کے پاس آپ کے بہتر وعمدہ مقامات سے متعلق غیر یقینی کیفیت میں رہے ہوں۔ کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی صحیح احادیث آئی ہیں جن کے پیش نظر اس کے

1 ﴾ **قولہ: واخواتھا** (اور اس جیسی) یعنی اس جیسی سورتیں جن میں قیامت اور عذاب کا ذکر ہے، علامہ تورپشتی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: مطلب یہ ہے کہ ان سورتوں میں مذکور قیامت کی ہولناکیوں اور گذشتہ امتوں پر آئی ہوئی مصیبتوں کے بارے میں میرا متفکر ہونا بالوں کی سفیدی کا سبب بن گیا ہے یہاں تک کہ اپنی امت سے متعلق خوف وفکر کی بناء پر قبل از وقت میرے بال سفید ہوگئے۔ (مرقات)

خلاف جو عذر ہے ختم ہو جاتا ہے اور اس پر اسکو کیسے محمول کیا جاسکتا ہے؟ جبکہ حضور ﷺ ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ خبر دینے والے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو مقام محمود پر فائز فرمائے گا اور آپ اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق میں سب سے زیادہ بزرگ و برتر ہیں اور آپ ہی سب سے پہلے شفاعت فرمائیں گے اور آپ ہی کی شفاعت سب سے پہلے قبول کی جائے گی اور دیگر بشارتیں وغیرہ۔

اور علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اس میں کئی توجیہات ہیں جس میں سے ایک یہ ہے کہ منسوخ ہے اللہ تعالیٰ کے ارشاد سے **لیغفرلك الله ما تقدم من ذنبك وماتأخر**. (تا کہ اللہ تعالیٰ آپکی خاطر آپ کو پہلے اور بعد میں معصوم رکھے) جیسا کہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد: **لا ادری ما یفعل بی ولا بکم**، کی تفسیر میں فرمایا ہے۔

197/6505 سیدنا ابو بردہ بن ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: مجھ سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: کیا آپ جانتے ہیں میرے والد نے آپ کے والد[1] سے کیا کہا؟ ابو بردہ کہتے ہیں: میں نے کہا نہیں، انہوں نے کہا: میرے والد نے آپ کے والد سے کہا: اے ابوموسیٰ کیا یہ بات آپ کو خوش کرتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں ہمارا اسلام لانا، ہجرت کرنا، جہاد کرنا اور آپ کے ساتھ کا ہمارا ہر عمل ہمارے لئے ثابت رہے اور ہر وہ کام جس کو ہم نے حضور اکرم ﷺ کے بعد انجام دیا اس سے ہم برابر سرابر نجات پائیں تو آپ کے والد نے میرے والد سے کہا: نہیں اللہ کی قسم ہم نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جہاد

---

1 **قوله: ما قال ابی لابیك** (میرے والد نے آپ کے والد سے کیا کہا تھا؟) یعنی خوف کے غلبہ کے بارے میں جس نام سے باب کا عنوان ہے اور انکا قول بَرَدَ ثابت ہوا کے معنی میں ہے، عرب کے اس قول سے ماخوذ ہے **برد لنا علی فلان حق** یعنی فلاں پر ہمارا حق ثابت ہوا۔ (ماخوذ از مرقات)

کیا، نمازیں ادا کیں، روزے رکھے اور بہت سارے کار خیر انجام دیئے اور ہمارے ہاتھوں پر بہت سارے لوگ اسلام قبول کئے اور یقیناً ہم اس کی بھی امید رکھتے ہیں، میرے والد نے کہا: قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں عمر کی جان ہے میں یہی چاہتا ہوں کہ وہ ہمارے لئے ثابت[1] رہیں اور ہر وہ کام جو ہم نے حضور ﷺ کے بعد انجام دیا اس سے ہم برابر سرا بر چھوٹ جائیں، میں نے کہا: اللہ کی قسم یقیناً آپ کے والد میرے والد سے بہتر تھے۔ (بخاری)

198/6507 ﴿ سیدنا انس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ تم ایسے اعمال کرتے ہو جو تمہاری آنکھوں میں بال سے بھی باریک تھے[2] ہیں۔ ہم انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ہلاک کرنے والے کاموں میں شمار کرتے تھے۔ (بخاری)

199/64508 ﴿ سیدتنا عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

1 ﴿ **قولہ: لوددت ان ذلک بردلنا** (میں یہی چاہتا ہوں کہ وہ (اعمال) ہمارے لئے باقی رہیں) یہ جلیل القدر صحابہ اور باعظمت خلفاء کی نسبت سے ہے، اب رہا جو ان کے بعد کے لوگ ہیں تو غرور و تکبر، خود پسندی وریاکاری سے بھرپور انکی اطاعتیں عمومی طور پر نافرمانیوں کے اسباب اور معصیت شعار کی سزاؤں کے ذرائع ہیں مگر یہ کہ اللہ تعالی اپنی رحمت سے نوازے اور اپنی عنایت سے مختص فرما کر گنہگاروں کو نیکوکاروں میں شامل کردے۔ (مرقات)

2 ﴿ **قولہ: ھی ادق فی اعینکم من الشعر الخ** (تم ایسے اعمال کرتے ہو جو تمہاری آنکھوں میں بال سے بھی باریک) اسکے دو معنی ہیں ایک یہ ہے: تم ایسے عمل کرتے تھے جو ہمارے پاس سب سے اچھے اعمال کہلاتے ہیں دوسرا معنی یہ ہے: تم انکی پرواہ نہیں کرتے ہو اور انکو کمتر و حقیر سمجھتے ہو جبکہ ہم ان اعمال کو ہلاکت خیز اعمال میں شمار کرتے تھے، دوسری حدیث میں مذکور آپ کا فرمان ''تم حقیر گناہوں سے بچو''

فرمایا: اے عائشہ معمولی گناہوں سے بھی بچو! کیونکہ اللہ کی طرف سے اس کا مطالبہ کیا جانے والا ہے۔(ابن ماجہ، دارمی، بیہقی: شعب الایمان)

200/6509 ﴿ سیدنا جابر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھ پر دوزخ پیش کی گئی تو میں نے اس میں بنی اسرائیل کی ایک عورت کو دیکھا جسکو اسکی ایک بلی کی وجہ سے عذاب دیا جارہا تھا جس کو اس نے باندھا رکھا تھا، نہ اسے کھلایا اور نہ چھوڑا کہ وہ (بلی) زمین کے کیڑے کھاتی یہاں تک کہ وہ بھوک کی وجہ سے مرگئی میں نے عمرو بن عامر خزاعی کو دیکھا وہ اپنی آنتوں کو دوزخ میں گھسیٹ[1] رہا تھا یہ وہ پہلا شخص تھا جس نے سائبہ کا طریقہ ایجاد کیا۔(مسلم)

201/6510 ﴿ سیدنا ابو عامر رضی اللہ تعالی عنہ یا ابو مالک[2] اشعری رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: میری امت میں ضرور ایسے لوگ ہوں گے جو موٹے اور باریک[3] ریشم، شراب وگانے بجانے کے آلات کو حلال کرلیں

---

دوسرے معنی کی تائید کررہا ہے یعنی جن اعمال کو تم حقیر وکمتر سمجھتے ہو۔(لمعات)

1﴿ **قوله: یجر قصبه فی النار** (وہ اپنی آنتوں کو دوزخ میں گھسیٹ رہا تھا) دوزخ میں جن گناہوں کے سبب عذاب دیا جارہا تھا وہ تمام چیزیں نبی اکرم ﷺ پر منکشف وظاہر کردی گئیں۔(مرقات)

2﴿ **قوله: اوابی مالك الاشعری** (یا ابو مالک اشعری) انکو اشجعی کہا جاتا ہے، اور انکے نام میں اختلاف ہے امام بخاری نے انکی حدیث کو شک کے ساتھ روایت کیا اور کہا: ابو مالک اشعری یا ابو عامر سے روایت ہے۔(مرقات)

3﴿ **قوله: الحریر والخمر والمعازف** (ریشم، شراب، گانے بجانے کے آلات) معازف میم

گے اور ضرور کچھ لوگ ایک پہاڑی کے دامن میں اتریں[1] گے، شام کے وقت ان کے مویشی ان کے پاس آئیں گے، ان کے پاس ایک شخص کسی ضرورت کی وجہ سے آیگا وہ کہیں گے کل ہمارے پاس لوٹ آنا، پس اللہ تعالی رات میں ان کو ہلاک کردے گا اور پہاڑ گرادیگا[2] اور دوسروں کو قیامت[3] تک کے لئے بندروں اور خنزیروں کی شکل میں مسخ کرد[4]ے گا۔ (بخاری)

کے زبر کے ساتھ، یعنی لہو ولعب کے آلات جسکو بجایا جاسکتا ہے جیسے: ستار، سارنگی اور بانسری وغیرہ، معنی یہ ہیکہ لوگ شبہات پیدا کر کے کمزور دلائل سے حرام چیزوں کو حلال شمار کریں گے منجملہ انکے یہ ہے کہ بہت سے امراء اور عوام سے جب کہا جائے: ریشم پہننا حرام ہے تو وہ کہتے ہیں: اگر وہ حرام ہوتا تو قاضی حضرات اور بڑے بڑے علماء اسکونہیں پہنتے، اس طرح وہ حرام کو حلال سمجھنے لگتے ہیں۔ (مرقات)

1﴾ **قوله: ولينزلن اقوام الخ** (اور ضرور کچھ لوگ ایک پہاڑی کے دامن میں اتریں گے) یعنی انہیں میں سے، جیسا کہ انکا مستحق عذاب ہونے سے ظاہر ہے۔ (مرقات)

2﴾ **قوله: ويضع العلم** (اوران پر پہاڑ گرادیگا) یعنی ان میں سے بعض لوگوں پر پہاڑ گرادیگا جیسا کہ آپکا فرمان "اور دوسروں کے چہرے مسخ کردیگا" اس پر دلالت کرتا ہے۔ (مرقات)

3﴾ **قوله: الى يوم القيامة** (روز قیامت تک کے لئے) یہ اس طرف اشارہ ہے کہ ان کی صورتیں مرنے تک بدلی ہوئی ہونگی اور جو شخص مرگیا یقیناً اسکی قیامت قائم ہوگئی اور ممکن ہے کہ انکا حشر بھی اُن صورتوں پر ہوگا۔ (مرقات)

4﴾ **قوله: ويمسخ اٰخرين** (اور دوسروں کو مسخ کردیگا) اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ آخری زمانہ میں فتنے آئیں گے اور چہرے مسخ ہوں گے تو گنہگار مؤمن کو (گناہوں سے) بچنا چاہئے تا کہ وہ عذاب اور چہروں کے مسخ ہونے میں مبتلا نہ ہو، علامہ خطابی نے کہا: اس میں یہ بیان ہے کہ اس امت میں کبھی مسخ ہوگا

اور اس میں لفظ حر[1] بغیر نقطوں والی حاء اور راء کے ساتھ ہے اور یہی درست ہے، شیخ تورپشتی اور صاحب مفاتیح نے اسکی صراحت کی ہے اور سنن ابوداؤد میں اسی طرح ہے اور اس میں یروح علیهم رجل بسارحته لهم (کہ شام میں ان کے پاس ایک آدمی اپنے مویشی لے کر آئے گا) کے الفاظ ہیں امام مسلم نے اپنی کتاب میں اسی طرح روایت کی۔

اسی طرح زمین میں دھنسا دیا جانا بھی ہوگا جیسا یہ دونوں چیزیں باقی تمام امتوں میں تھیں برخلاف ان لوگوں کی بات کے جنکا یہ خیال ہیکہ چہرے نہیں بدلیں گے البتہ دل بدل جائیں گے، میں کہتا ہوں: احادیث میں اسکی جو نفی آئی ہے وہ یا تو امت کے ابتدائی زمانہ پر محمول کی جائیگی، اس صورت میں وہ عام ہے جس سے اس حدیث شریف کے ذریعہ آخری زمانہ خاص کرلیا گیا ہے، یا وہ تمام امت کی صورتیں بدلنے اور زمین میں دھنسا دیئے جانے پر محمول کی جائیگی، اور جو مسخ اور خسف حدیث شریف میں ثابت ہے وہ امت کے کچھ لوگوں کے لئے واقع ہوگا اور اللہ تعالی بہتر جاننے والا ہے۔ (مرقات)

1 **قوله: وفيه الحر** (اور اس میں لفظ حر) علامہ تورپشتی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: حر راء کی تخفیف کے ساتھ ہے، یعنی شرمگاہ، اور کتاب المصابیح میں اس لفظ میں غلطی ہوگئی اسی طرح سے محدثین اور بعض راویوں نے اس لفظ پر نقطے لگادیئے ہیں اور اسکو "خـز" گمان کیا نقطہ والی خاء اور زاء کے ساتھ، اور خز (ریشم) حرام نہیں ہے کہ اس کو حلال کیا جائے۔ اھ

اسکی تائید اس سے ہوتی ہے جو صاحب مفاتیح نے مصابیح کے شارحین سے ذکر کیا کہ "حر" بلا نقطہ زیر والی حاء اور بلا نقطہ بغیر تشدید والی راء کے ساتھ، اسکی اصل، "حرح" ہے تو دوسری حاء کو حذف کیا گیا اور اسکی جمع احراح ہے اور "حر" کے معنی شرمگاہ ہے یعنی آخری زمانہ میں کچھ لوگ ایسے ہونگے جو زنا کریں گے اور یہ سمجھیں گے کہ جب مرد وعورت راضی ہوں تو عورت سے تمام قسم کے فائدے اٹھانا جائز ہے اور کہیں گے: عورت باغ کی مانند ہے تو جس طرح باغ کے مالک کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنے باغ کا پھل جسکے لئے

202/6511 ﴾ سیدتنا زینب بنت جحش رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم متفکر حالت میں ان کے پاس تشریف لائے۔ اور فرمارہے تھے لا الہ الا اللہ عرب کی خرابی ہے اس شر سے جو قریب آپہنچا آج یاجوج ماجوج کی دیوار سے اس کے برابر حصہ[1] کھل گیا اور حضور علیہ السلام نے اپنے انگوٹھے اور اس سے متصل انگشت مبارک سے حلقہ بنایا، حضرت زینبؓ نے کہا: یارسول اللہ! تو کیا ہم ہلاک ہوجائیں گے، حالانکہ ہم میں نیک لوگ ہوں گے فرمایا: ہاں، جبکہ خباثت بڑھ جائے گی۔ (متفق علیہ)

203/6512 ﴾ سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب اللہ تعالیٰ کسی قوم پر عذاب نازل فرماتا ہے تو وہ عذاب ان میں موجود تمام افراد پر آتا ہے پھر وہ اپنے اپنے اعمال کے مطابق اٹھائے جائیں گے۔ (متفق علیہ)

204/6513 ﴾ سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر بندہ کو اس حالت پر اٹھایا جائے گا جس پر اسکا انتقال ہوا۔ (مسلم)

---

چاہے مباح قرار دے تو اسی طرح شوہر کے لئے جائز ہیکہ وہ اپنی بیوی کو جس شخص کے لئے چاہے مباح کردے اور جن لوگوں کا یہ عقیدہ ہے وہ دراصل مذہب حق سے منحرف، ملحد و بے دین لوگ ہیں، اب رہا ریشم پہننا تو وہ مردوں پر حرام ہے اور جو اس کو حلال سمجھا وہ کافر ہے۔ (مرقات)

1 ﴾ **قولہ: فتح الیوم من ردم یاجوج وماجوج الخ** (آج یاجوج وماجوج کی دیوار سے اتنا حصہ کھل گیا) اس سے مراد یہ ہے کہ اس دیوار میں آج تک کوئی شگاف نہیں تھا اور اس میں (شگاف) پڑ گیا ہے کیونکہ اس کا کھلنا قرب قیامت کی علامتوں میں سے ہے اور جب وہ (شگاف) کشادہ ہوگا تو وہ نکلیں گے اور یہ خروج دجال کے بعد ہوگا جیسا اسکا بیان آگے آرہا ہے، اور یاجوج ماجوج بنی آدم کی دو جنس اور ترک کی دو کافر جماعتیں ہیں۔ (مرقات)

❁ ❁ ❁

# بسم اللہ الرحمن الرحیم

## 7/132 باب تغیر الناس

## لوگوں کے بدل[1] جانے کا بیان

205/6514 سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس کے سوا نہیں لوگ ایسے سو اونٹوں کی مانند ہیں جن میں تم ایک کو بھی سواری کے قابل[2] نہیں پاؤ گے۔ (متفق علیہ)

206/6515 سیدنا مرداس اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نیک لوگ چلے جائینگے اور بھوسے رہ جائینگے جیسے جو یا کھجور کا بھوسہ اللہ تعالیٰ ان کی کچھ پرواہ نہیں کریگا۔ (بخاری)

---

1 قولہ: تغیر الناس (لوگوں کی تبدیلی) اس سے زمانہ بدل جانا مراد ہے اور یہ بات اس باب کی اکثر احادیث مضمون کے موافق یہی بات سمجھ میں آتی ہے یا تغیر سے مراد لوگوں کے احوال' ان کے مراتب اور ان کے درجات وغیرہ کا زمانہ کے بدلنے کے ساتھ بدلنا ہے' تم غور کرو تو پہلی حدیث شریف سے یہی بات ظاہر ہے۔

2 قولہ: لا تکاد تجد فیھا راحلۃ (جسمیں تم ایک کو بھی سواری کے قابل نہیں پاؤ گے) یعنی ایک بھی ایسی جوان' طاقتور سواری کے قابل اونٹنی نہیں پاؤ گے جو سوار ہونے کے قابل ہو تو اسی طرح تم سو آدمیوں میں ایسے شخص کو نہیں پاؤ گے جو دوستی اور محبت ومودت رکھنے کے قابل ہو کہ وہ اپنے دوست کی مدد کرے اور اس کیلئے اپنا پہلو نرم رکھے کیونکہ باعمل وبا اخلاص عالم کا وجود کیمیا کی قبیل سے ہے یا عنقاء کے نام کی طرح

207/6516 سیدنا ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قریب ہیکہ قومیں ایک دوسرے کوتمہارے خلاف[1] بلائیں، جیسا کھانے والے آپس میں ایک دوسرے کو اپنے پیالہ کی طرف بلاتے ہیں کسی کہنے والے نے عرض کیا: کیا اس دن ہم کم ہونے کی وجہ سے ایسا ہوگا۔ آپ نے فرمایا: بلکہ تم اس دن بہت ہونگے لیکن تم سیلاب کے کچرے کی طرح کچرہ ہوں گے اور ضرور اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کے سینوں سے تمہاری ہیبت نکال دیگا اور تمہارے دلوں میں وھن ڈال دیگا' کسی کہنے والے نے عرض کیا: یارسول اللہ! وہن کیا چیز ہے؟ فرمایا: دنیا سے محبت اور موت سے کراہیت۔ (ابوداؤد، بیہقی: دلائل النبوۃ)

ہے۔ سو (۱۰۰) کا ذکر کثرت کو بتانے کے لئے ہے کسی خاص عدد کیلئے نہیں۔ (ماخوذ از: مرقات)

1 قولہ: **ان تداعی علیکم** (تمہارے خلاف ایک دوسرے کو بلائیں گے) اس طرح کہ قومیں تم سے جنگ وجدال کرنے تمہاری شوکت وعظمت کوختم کرنے اور تمہارے املاک اور تمہارے اموال ودولت جسکے تم مالک ہو چھیننے کے لئے ایک دوسرے کو بلائیں گے' اور **"کما تداعی الاکلۃ" آکلۃ** مد کے ساتھ ہے' اور اس روایت میں یہ لفظ **"فئۃ"** **"جماعۃ"** یا اس جیسے لفظ کی صفت ہے' سنن ابوداؤد سے اسی طرح روایت کی گئی اور یہ حدیث شریف امام ابوداؤد کے افراد سے ہے۔

علامہ طیبی رحمہ اللہ نے اس کا ذکر کیا' اور اگر اسکو "اکلۃ" ک اور لام دونوں کو زبر کے ساتھ پڑھا جائے تو اس کی ایک اچھی توجیہ ہو سکتی ہے اور یہ اس صورت میں "اکل" اسم فاعل کی جمع ہے، جس طرح کھانا کھانے والے کھانے کی لگن کی طرح جس میں وہ کھاتے ہیں بلا روک ٹوک ایک دوسرے کو بلاتے ہیں اور بہ آسانی وہ پورا کھا جاتے ہیں اسی طرح قومیں تمہاری ساری املاک پر قبضہ کرلیں گے نہ اس میں ان کو کوئی مشقت ہوگی اور نہ کوئی تکلیف پہنچے گی اور نہ کوئی طاقت ان کو روکے گی

208/6517 سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے فرمایا: کسی قوم میں خیانت[1] ظاہر نہیں ہوئی مگر اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا' کسی قوم میں زنا عام نہیں ہوا مگر ان میں موت زیادہ[2] ہوئی کسی قوم نے ناپ تول میں کمی نہیں کی مگر ان سے رزق کم کر دیا گیا' کسی قوم نے حق کے خلاف[3] فیصلہ نہیں کیا مگر ان میں خون پھیل گیا اور کوئی قوم عہد شکنی نہیں کی مگر ان پر دشمن مسلط کیا گیا۔ (مالک)

209/6518 سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تمہارے حکام تم میں کے بہترین لوگ ہوں' تمہارے مالدار تم میں سخی لوگ ہوں' اور تمہارے کام تمہارے درمیان مشورہ سے ہوں تو زمین کی پشت تمہارے لئے اس کے پیٹ سے

قولہ **ولکنکم غثاء** (لیکن تم سیلاب کے کچرے اور میل کی طرح ہوں گے) یہ انکی بہادری کی کمی' اور کم عقلی کی وجہ سے ہوگا' خلاصہ یہ ہے: لیکن تم الگ الگ اور کمزور حال اور کم سمجھ ہو جاؤ گے۔

(ماخوذ از مرقات)

---

1۔ قولہ: **ما ظهر الغلول فی قوم** (نہیں ظاہر ہوتی خیانت کسی قوم میں مگر............) ظاہر حدیث یہ ہے کہ ان مذکورہ چیزوں پر جو جزاء اور بدلہ مرتب ہوا ہے وہ ان کے خواص کے اعتبار سے ہے اور اس میں جو راز ہے وہ شارع علیہ السلام کے علم کے حوالے سے ہے اور وجوہات اور مناسبتیں ان میں نکالی جاسکتی ہیں۔ (لمعات)

2۔ قولہ: **کثیر فیهم الموت** (ان میں موت زیادہ ہوتی) یعنی وبائی بیماری کی وجہ سے یا طاعون سے اموات زیادہ ہوں گی یا اس سے دل کی موت یا علماء کی موت مراد ہے۔ (مرقات)

3۔ قولہ: **بغیر حق** (کوئی قوم ناحق فیصلہ نہیں کرتی مگر) یعنی ناحق یا بغیر علم کے بلکہ اپنی غلط رائے

بہتر ہے اور جب تمہارے حکام تم میں کہ بدترین لوگ ہوں، تمہارے مالدار تم میں کے بخیل لوگ ہوں اور تمہارے امور تمہاری عورتوں کے سپرد ہوں تو زمین کا پیٹ تمہارے لئے اسکی پشت سے بہتر ہے۔ (ترمذی)

210/6519 محمد بن کعب قرظی سے روایت ہے انہوں نے فرمایا مجھکو ان صاحب نے بیان کیا جنہوں نے سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالی عنہ سے سنا آپ نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے تو مصعب بن عمیر ہم پر نمودار ہوئے ان پر صرف چمڑے کے پیوند لگی ہوئی ان کی ایک چادر کے سوا کچھ نہیں تھا' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا تو رو[1] پڑے ان کی اس خوش حالی کی وجہ سے جس میں وہ تھے اور جس حال میں آج وہ ہیں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمہارا کیا حال ہوگا جب تم میں سے کوئی صبح ایک لباس میں چلے گا تو شام دوسرے لباس میں اور اسکے سامنے ایک پیالہ رکھا جائیگا اور ایک پیالہ اٹھایا جائے گا اور تم اپنے گھروں پر پردے ڈالو گے جس طرح کعبہ پر پردہ ڈالا جاتا ہے تو صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم اس دن عبادت کے لئے فارغ ہوں گے آج سے بہتر ہوں گے عبادت کے لئے فارغ ہوں گے اور محنت ومشقت سے بچ جائیں گے تو آپ نے فرمایا: نہیں' تم آج اس دن سے بہتر ہو۔

(ترمذی)

---

اور باطل خیالات کے ذریعہ فیصلے کریں گے۔ (مرقات)

1 قولہ: بکی للذی کان فیه من النعمة الخ (وہ پہلے جس نعمت میں تھے اور آج جس تنگدستی کی حالت میں ہیں اس کو دیکھ کر آپ روپڑے) اس سے فوری جو بات سمجھ میں آتی ہے یہ ہیکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا رونا ان کی تنگدستی اور فاقہ کو دیکھ کر ان پر رحمت وشفقت کے لئے تھا جب کہ وہ اپنی قوم میں معزز اور

211/6520 ﴾ سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب میری تکبر کی چال چلے گی اور بادشاہوں کے بیٹے ابنائے فارس وروم ان کی خدمت کرنے لگیں گے تو اس کے برے لوگوں کو اللہ تعالیٰ اچھے لوگوں پر مسلط کردے[1] گا۔ (ترمذی)

212/6521 ﴾ سیدنا حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ تم اپنے امام کو قتل کروگے اور اپنی تلواروں سے باہم

---

آسودگی وخوشحالی میں ڈوبے ہوئے تھے' لیکن یہ بات اس کے کچھ خلاف معلوم ہوتی ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی جو گفتگو عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہوئی جب عمر رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کو تخت کی چٹائی پر لیٹے ہوئے دیکھا کہ آپکے اور اس حصیر کے درمیان کوئی چیز بچھی نہیں تھی' آپکے بدن شریف پر حصیر کے نشان آگئے تھے' اور عمر رضی اللہ عنہ کو کسری وقیصر کی آسودگی ومرفہ الحالی یاد آگئی تو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ دیکھ کر روئے، آپ ﷺ نے اُن سے فرمایا: کیا تم اس مقام خیال میں ہو' اے عمر! کیا تم اس سے راضی نہیں ہو کہ ان کیلئے دنیا اور ہمارے لئے آخرت ہو' تو اس لئے اولی اور مناسب یہ ہے کہ رونے کو خوشی پر محمول کیا جائے کہ آپ نے اپنی امت میں ایسے افراد کو پایا جنھوں نے دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی طرف توجہ کو اختیار کیا۔ (مرقات)

1﴾ قولہ: **سلط الله شرارها** (لوگوں کو اللہ تعالیٰ مسلط کردیگا) یعنی امت کے ظالموں کو مسلط کردیگا اور **علی خیارها** سے مراد امت کے مظلوموں پر' شارحین نے کہا: یہ حدیث شریف حضور اکرم ﷺ کی نبوت کے دلائل سے ہے اس میں آپ نے غیب کی خبر دی اور آپ کی خبر واقعہ کے مطابق ہوئی کیونکہ جب مسلمانوں نے فارس اور روم کو فتح کیا اور ان کا مال ودولت اور ان کی زینت کی چیزوں کو حاصل کیا' انکی اولاد کو قید کیا اور ان کو اپنا خدمت گذار بنایا' اللہ تعالیٰ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے شہید کرنے والوں کو انپر مسلط کردیا یہاں تک کہ اُن لوگوں نے آپ کو شہید کردیا پھر اللہ تعالیٰ نے بنی ہاشم پر بنی امیہ کو مسلط کیا اور انہوں نے جو کیا کیا۔ (ماخوذ از مرقات)

لڑو گے اور تم میں کے بدترین لوگ تمہاری دنیا کے وارث[1] ہوں گے ۔ (ترمذی)

213/6522 انہی سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ دنیا کا خوشحال ترین شخص خبیث کا بچہ خبیث[2] ہوگا۔ (ترمذی: بیہقی: دلائل النبوۃ)

214/6523 سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگوں پر ایک زمانہ آئیگا کہ ان میں اپنے دین پر جمے رہنے[3] والا انگار کو پکڑنے والے کی طرح ہوگا۔ (ترمذی)

215/6524 سیدنا ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

---

1 قولہ: **یرث دنیاکم شرارکم** (تم میں کے بدترین لوگ تمہاری دنیا کے وارث ہونگے) اس طرح کہ حکومت و سلطنت، مال اور عہدے ظالموں اور غیر مستحق لوگوں کے قبضہ میں چلے جائینگے۔ (مرقات)

2 قولہ: **لکع** (خبیث) رديء النسب (خاندانی خبیث) اور دنی الحسب (شرافت سے گرا ہوا)۔

3 قولہ: **الصابر فیھم الخ** (ان میں اپنے دین پر جمے رہنے والا) مطلب یہ ہے کہ جس طرح شعلہ کو پکڑا ہوا شخص اسکا ہاتھ جلنے کی وجہ سے صبر نہیں کرسکتا اس طرح دین دار حضرات اس زمانہ میں گنہگاروں اور گناہوں کے غلبہ اور فسق و فجور پھیلنے اور ایمان کمزور ہونے کی وجہ سے اپنے دین پر ثابت قدم رہنے کی قدرت نہیں رکھ سکیں گے۔ علامہ جعبری نے کہا: مطلب یہ ہے کہ یہ زمانہ صبر کا زمانہ ہے کیونکہ نیکی مجہول ہوچکی گناہ معروف و مشہور ہوگیا، نیتیں بگڑ گئیں، خیانتیں غالب ہوگئیں، صاحب حق کو تکلیف دی گئی اور اور باطل پرست کا اکرام و احترام کیا گیا، تمہارے لئے کون ہوگا جو ایسی حالت کی گنجائش پیدا کرے جس میں دین پر استقامت اسقدر شدید ہوگا جیسے کوئی آگ کی چنگاری کو پکڑ لے۔ (ماخوذ از مرقات)

نے ارشاد فرمایا: تم ضرور بضرور اپنے سے پہلے والوں کے طریقوں پر[1] بالشت بالشت کے برابر اور گز گز کے برابر کی طرح پیروی کروگے یہاں تک کہ اگر وہ کسی گھوڑ پھوڑ کی بل میں داخل ہوئے ہوں تو تم ان کے پیچھے چلوگے کہا گیا: یا رسول اللہ! کیا وہ یہود و نصاریٰ ہیں؟ آپ نے فرمایا: اور کون۔ (متفق علیہ)

---

1 ﴿ قولہ: **سنن من قبلکم** (اپنے سے پہلے والوں کے طریقوں کی پیروی کروگے) سین کے پیش کے ساتھ سنۃ کی جمع ہے اور لغت میں اس کے معنی طریقہ کے ہیں خواہ وہ اچھا ہو یا برا اور یہاں نفس پرستوں اور بدعتیوں کا وہ طریقہ مراد ہے جس کو انہوں نے اپنے انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد اپنے دین کو بدل کر اور اپنی کتاب کی تحریف کرکے اپنی طرف سے ایجاد کیا ہے جیسا کہ بنی اسرائیل پر آیا تھا جوتا جیسا جوتے کے مطابق ہے۔ (مرقات)

❁ ❁ ❁

# بسم اللہ الرحمن الرحیم

## 8/133 باب الانذار والتحذیر

## ڈرانے اور تنبیہ کرنے کا بیان

215/6524 سیدنا عیاض بن حمار مجاشعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن اپنے خطبہ میں فرمایا: آگاہ ہو جاؤ! کہ میرے رب نے مجھے حکم دیا کہ آج اس نے مجھے جو تعلیم دی ہے اس میں سے میں تم کو وہ باتیں سکھاؤں جن سے تم ناواقف ہو: ہر وہ مال جو میں نے کسی بندہ کو عطا کیا وہ[1] حلال ہے۔ اور میں نے اپنے تمام بندوں کو دین حق پر پیدا کیا ہے۔

---

1 قولہ: کل مال نحلۃ عبداً حلال الخ (وہ تمام مال جو میں نے اپنے بندہ کو عطا کیا حلال ہے) صاحب مرقات (ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری) نے کہا: اسکی توضیح وہی ہے جو قاضی رحمہ اللہ نے تحقیق فرمائی ہے کہ آپ نے فرمایا: (قولہ: کل مال نحلۃ) یہ اس چیز کا بیان ہے جس کی اس دن اللہ نے آپ کو تعلیم دی اور وحی فرمائی اس کا مطلب یہ ہیکہ: جو مال میں نے بندہ کو عطا کیا ہے وہ اس کے لئے حلال ہے، کسی کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ اس کو اپنے اوپر حرام کرلے جیسا کہ بحیرہ، سائبہ وغیرہ کو حرام قرار دے لیا۔ اور نہ ہی کسی کہنے والے کو یہ کہنے کی گنجائش ہے اس کا تقاضہ یہ ہے کہ حرام چیز رزق نہ ہو کیونکہ وہ تمام رزق جو اللہ نے اپنے بندہ کو فراہم کیا وہ اللہ ہی نے عطا کیا ہے اور ہر وہ شئی جو اللہ نے اسے عطا کیا وہ حلال ہے، تو اس سے یہ معلوم ہوا کہ وہ تمام رزق جو اللہ نے اسے عطا کیا ہے وہ حلال ہوگا، پھر اس سے یہ لازم آتا ہے کہ جو حلال نہیں ہے وہ رزق نہ ہو۔

اس کا جواب یہ ہے کیونکہ ہم کہتے ہیں کہ رزق (کا مفہوم) ''اعطاء'' سے عام ہے، اس لئے کہ اعطاء میں تملیک کے معنی شامل ہیں۔ اسی وجہ سے فقہاء نے کہا: اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے کہے: "ان

اور انکے پاس شیاطین آئے اور انہیں انکے دین سے پھیر دیا اور اُن پر اُس چیز کو حرام کردیا جسے میں نے اُنکے لئے حلال کیا اور انکو حکم دیا کہ وہ میرے ساتھ کسی اور کو شریک ٹھہرائیں جسکی میں نے کوئی دلیل نہیں اتاری اور اللہ نے اہل زمین کو دیکھا اور چند اہل کتاب کے علاوہ [1] انکے عرب وعجم تمام لوگوں سے ناراض ہوا' اور فرمایا: میں آپکو اسلئے بھیجا ہوں کہ آپکا امتحان لوں اور آپکے ذریعہ سے ان کا امتحان لوں۔ اور میں نے آپ پر ایک ایسی کتاب نازل کی جسکو پانی نہیں [2] دھوسکتا جسکی تلاوت آپ سوتے جاگتے کرینگے [3]۔ اور یادرکھو کہ اللہ تعالی نے مجھے یہ حکم دیا کہ میں قریش کو جلا ڈالوں' تو میں نے کہا:

---

**اعطیتنی الفافانت طالق فاعطته الفا بانت**" کہ اگر تو مجھے ہزار (روپے) دیگی تو تجھے طلاق ہے' تو وہ اسکو ہزار روپے دے دی تو طلاق بائنہ پڑجائیگی۔ اور ہزار روپے اس کی ملکیت میں داخل ہوجائیں گے لیکن رزق کا لفظ ایسا نہیں ہے۔

1۔ قولہ: **عربهم وعجمهم** (انکے عرب وعجم) یہ **فمقتهم** کی ضمیر ''ھُم'' سے بدل ہے' اور (عجم) سے غیر عرب مراد ہے معنی یہ ہے کہ اللہ تعالی نے انکے بدعملی بدعقیدگی اور حضرت محمد ﷺ کی بعثت سے قبل ان کے شرک پر متفق ہوجانے اور کفر میں ڈوبے رہنے کی وجہ سے ان پر سخت ناراض ہوا۔ (مرقات)

2۔ قولہ: **لا یغسله الماء** (اسکو پانی نہیں دھوسکتا) یعنی ہم نے اسے کتابوں میں لکھنے پر ہی اکتفاء نہیں کیا کہ پانی اسے دھوے، بلکہ ہم نے اسے محفوظ قرآن کی شکل میں بناکر مسلمانوں کے سینوں میں رکھ دیا ہے' یا دھونے سے مراد نسخ ہے اور پانی ایک مثال ہے' یعنی: اسکے بعد کوئی کتاب نازل نہیں ہوگی جو اسے منسوخ کرے اور نہ اس سے پہلے کوئی ایسی کتاب نازل ہوئی جو اسے باطل قرار دے۔ جیسا کہ اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا: "**لا یأتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه**" (ترجمہ: باطل اس کے پاس نہ آگے سے آسکتا ہے اور نہ پیچھے سے۔ سورۃ حم السجدہ۔ آیت ۴۲)۔ (مرقات)

3۔ قولہ: **تقرأه نائما ویقظان** (آپ اسے سوتے جاگتے پڑھینگے) "**یقظان**" قاف کے سکون

اے میرے پروردگار! تب تو وہ میرا سر کچل دینگے اور اسکو روٹی بنا کر چھوڑیں گے' اس نے فرمایا: آپ انہیں شہر سے بالکل نکالدیجئے جیسا انہوں نے آپکو نکالا۔ اوران سے جنگ کیجئے ہم سامان جنگ فراہم کرینگے۔ اورخرچ کیجئے ہم آپ پر خرچ کریں گے۔ اورآپ ایک لشکر بھیجئے ہم اس جیسے پانچ گنا بھیجیں گے۔ اپنے فرمانبرداروں کو ساتھ لیکر آپکے نافرمانوں پر جہاد کیجئے۔ (مسلم)

216/6525 سیدنا ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے جب آیت "**وانذر عشیرتك الا قربین**" (اورآپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو آگاہ کیجئے) نازل ہوئی تو نبی اکرم ﷺ صفا پر چڑھے اور قریش کے قبیلوں کو' اے بنی فہر! اے بنی عدی! کہہ کر آواز دینے لگے حتی کہ وہ سب جمع ہوگئے۔ اور فرمایا: مجھے بتلاؤ تمہاری کیا رائے ہے اگر میں تمہیں خبر دوں کہ اس وادی میں گھوڑسواروں کا ایک لشکر ہے جو تم پر حملہ آور ہونا چاہتا ہے' تو کیا تم میری تصدیق کروگے' انہوں نے کہا: ہاں' ہم نے جب کبھی آپکو آزمایا سچ پایا۔ آپ نے فرمایا: دیکھو میں تمہیں سخت ترین عذاب سے پہلے ڈرانے والا ہوں۔ تو ابولہب نے کہا: سارا دن تمہارے لئے ہلاکت ہو' کیا اسی لئے تم نے ہمیں جمع کیا ہے؟ پس "**تبت یدا ابی لهب وتب**" (ترجمہ: ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ ہلاک ہوگیا) نازل ہوئی۔ (متفق علیہ)

217/6526 اور ایک روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے ندادی: اے بنی عبدمناف! یقیناً میری اور تمہاری مثال اس شخص کے جیسی ہے جس نے دشمن کو دیکھا اور اپنے گھر والوں کی حفاظت کے لئے تیز تیز چلا' پھر اسے خوف ہوا کہ دشمن اس سے پہلے پہنچ جائیگا، تو وہ چلا کر کہنے لگا "**یاصباحاہ**"۔

---

کے ساتھ معنی یہ ہے کہ آپکو اس درجہ ملکہ حاصل رہیگا کہ وہ آپکے ذہن میں مستحضر رہیگا۔ اور ہمیشہ آپکا نفس اسکی طرف متوجہ رہیگا۔ اور آپ نیند و بیداری کی حالت میں اس سے غافل نہیں ہوں گے۔ (مرقات)

218/6527 ﴾ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے' آپ نے فرمایا: "**وانذر عشیرتک الاقربین**" (ترجمہ: اور آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو آگاہ کیجئے) نازل ہوئی نبی کریم ﷺ نے قریش کو بلایا تو وہ جمع ہو گئے' آپ نے عام وخاص کو بلایا اور فرمایا: اے بنی کعب بن لوی! اپنے آپکو آگ سے بچاؤ، اے بنی مرہ بن کعب! اپنے نفسوں کو آگ سے بچاؤ، اے بنی عبد شمس! اپنے آپکو آگ سے بچاؤ' اے بنی عبد مناف! اپنے آپکو آگ سے بچالو اے بنی ہاشم! اپنے نفسوں کو آگ سے بچالو اے بنی عبدالمطلب! اپنے آپکو آگ سے بچاؤ' اے فاطمہ! اپنے آپکو آگ سے بچالو کیونکہ میں تمہارے لئے اللہ کے مقابلہ میں کسی چیز کا مالک[1] نہیں ہوں سوائے اس کے کہ تمہارے لئے حق قرابت ہے جسکو میں اسکے تری کے ساتھ تر رکھوں گا۔ (مسلم)

219/6528 ﴾ اور بخاری ومسلم کی روایت میں ہے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے جماعت قریش! اپنی جانوں کو خرید لو' میں تم سے اللہ کے مقابلہ میں تمہارے کچھ کام نہیں آوں گا، اے بنی عبد مناف! میں تم سے اللہ کے مقابلہ میں تمہارے کچھ بھی کام نہیں آوں گا' اے عباس بن عبدالمطلب! میں تم سے اللہ کے مقابلہ میں تمہارے کچھ بھی کام نہیں آوں گا' اے رسول اللہ کی پھوپھی صفیہ! میں اللہ کے مقابلہ میں تمہارے کچھ بھی کام نہیں آونگا، اے فاطمہ بنت محمد! تم

1 ﴾ قولہ: **فانی لا املک لکم من اللہ شیئا** (میں تمہارے لئے اللہ کے مقابلہ میں کسی چیز کا مالک نہیں ہوں) یہ توحید موافق تفرید ہے۔ اگر چہ کہ آپ ﷺ شفاعت کے ذریعہ مومنین کو نفع پہنچا ئینگے۔ آپ شفاعت کرینگے اور آپ کی شفاعت قبول کی جائیگی' لیکن آپ ﷺ نے امت کو ڈرانے کے لئے کہ وہ کہیں اسی پر بھروسہ نہ کرلیں' اور زاد آخرت کے لئے جدوجہد کرنے کی ترغیب دینے کی خاطر آپ نے اسکو مطلق بیان فرمایا۔ (مرقات)

میرے مال میں سے جو چاہے مانگ لو میں اللہ کے مقابلہ میں تمہارے کچھ بھی کام نہیں آؤں گا۔

(متفق علیہ)

صاحب مدارک نے کہا ہیکہ آپ ﷺ نے نفی تہمت کیلئے اس طور پر ذکر فرمایا' کیونکہ انسان اپنے قرابتداروں کے ساتھ نرم برتاؤ کرتا ہے' یا اس لئے کہ وہ جان لیں کہ وہ ان سے اللہ کے مقابلہ میں کچھ کام نہیں آئیں گے کیونکہ نجات انکی اتباع وپیروی میں ہی ہے نہ کہ رشتہ داری میں۔

220/6529 سیدنا ابوعبیدہ اور معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: کہ یہ کام نبوت ورحمت کے ساتھ شروع ہوا' پھر وہ خلافت ورحمت کا ہوگا' پھر وہ کاٹ کھانے والی بادشاہت کا ہوگا' پھر قہر وسرکشی' اور زمین میں فساد والا ہوگا۔ وہ ریشم کو' عورتوں کی شرمگاہوں، اور شرابوں کو حلال سمجھیں گے اسکے باوجود انہیں رزق دیا جائیگا، اور انکی مدد کی جائیگی حتی کہ وہ اللہ سے ملیں۔ (بیہقی شعب الایمان)

221/6530 سیدنا نعمان بن بشیر نے سیدنا حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نبوت تم میں جب تک اللہ اس کا رہنا چاہیگا رہیگی پھر اللہ تعالیٰ اسے اٹھالیگا' پھر خلافت طریقۂ نبوت پر ہوگی جب تک اللہ تعالیٰ اس کا رہنا چاہیگا رہینگے پھر اللہ تعالیٰ اسے اٹھالیگا' پھر کاٹ کھانے والی بادشاہت ہوگی' اور وہ اسوقت تک رہیگی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے کہ وہ رہے پھر اللہ تعالیٰ اسے اٹھالیگا' پھر قہر آلود بادشاہت ہوگی اور وہ قائم رہیگی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے کہ وہ رہے' پھر اللہ تعالیٰ اسے اٹھالیگا' پھر طریقۂ نبوت پر خلافت ہوگی پھر آپ

نے سکوت فرمایا' حبیب نے فرمایا جب عمر بن عبدالعزیز خلیفہ ہوئے تو میں نے انہیں یہ حدیث یاد دلاتے ہوئے لکھا اور کہا: مجھے امید ہیکہ آپ کاٹ کھانے والی اور قہر آلود بادشاہت کے بعد والے امیر المؤمنین ہوئے ہیں آپ اس سے خوش ہوئے' اور آپ کو یعنی عمر بن عبدالعزیز کو یہ بات بہت پسند آئی۔ (احمد' بیہقی' دلائل النبوۃ)

ملا علی قاری رحمہ اللہ الباری نے فرمایا: طریقۂ نبوت پر دوسری مرتبہ جو خلافت ہونے والی ہے اس سے حضرت عیسی علیہ السلام اور حضرت مہدی رحمہ اللہ تعالی کا زمانہ مراد ہے۔

222/6531 ﴿ سیدتنا عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے آپ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ سب سے پہلی چیز[1] جو اُلٹا دی جائیگی زید بن یحییٰ نے کہا: یعنی اسلام' کو جیسے برتن کو اُلٹ دیا جاتا ہے۔ اس سے مراد شراب ہے۔ کہا گیا یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم یہ کیسے ہوگا؟ جبکہ اللہ تعالی نے اسکے بارے میں جو کچھ بیان فرمایا وضاحت کے ساتھ بیان فرمادیا ہے۔ تو آپ نے فرمایا: اسکا کوئی دوسرا نام رکھ

---

1﴾ قولہ: **أَوَّلَ مَا يُكْفَأُ** (سب سے پہلی چیز جو الٹادی جائیگی) قاضی رحمہ اللہ نے کہا: معنی یہ ہیکہ اسلام کی حرام کردہ چیزوں میں سب سے پہلے پی جانے والی شئی جسکے پینے پر ایسی جسارت کی جائیگی جیسا پانی کو بے دھڑک پیا جاتا ہے۔ شراب ہے' اور لوگ اسکا کوئی دوسرا نام جیسے نبیذ اور مثلث ہے رکھ کر اسکو حلال قرار دینے کیلئے تاویلیں کرینگے۔

(فائدہ) یہ اس بات کا فائدہ دیتی ہے کہ نبیذ اور مثلث حلال ہیں۔ اور نام کے بدلنے سے شئی کی حقیقت نہیں بدلتی' جیسے حبشی کو کافور سے موسوم کیا جائے۔ اور جنہیں اس سے قہوہ کے حرمت کا وہم ہوا ہے انکا استدلال اس سے درست نہیں کہ وہ (قہوہ) شراب کے ناموں میں سے ہے' اور نہ ہی اس سے استدلال

لینگے اور اسے حلال سمجھ لیں گے۔ (دارمی)

223/6532 ﴿سیدنا ابوموسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری یہ امت رحمت والی امت ہے' آخرت میں اس پر عذاب [1] نہیں ہے۔ اسکا عذاب دنیا میں فتنے' زلزلے' اور قتل ہے۔ (ابوداؤد)

---

درست ہے کہ وہ شرابیوں کے طریقہ پر پی جاتی ہے۔ کیونکہ ہم کہتے ہیں کہ اگر ایسا ہوتو قہوہ کے ساتھ کوئی تخصیص نہیں' اس لئے کہ دودھ' پانی' اور عرق گلاب بھی اسی طرح ہے۔ اس بناء پر کہ حرمین شریفین اور دیگر مقامات میں پینے کا جو طریقہ متعارف ہے وہ فاسقین کے پینے کے نہج سے الگ ہے۔ کیونکہ وہ (فاسقین کا طریقہ شرب) کئی مٹی کے پیالوں اور جماعت کے ایک ہی کیفیت میں پینے پر شامل ہے' اور اسی سے مشابہت زائل اور شبہ ختم ہوجاتا ہے۔ اور جو دلیل اسکے مباح ہونے پر دلالت کرتی ہے وہ نص ہے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں اپنے قول سے بیان فرمایا **"ھو الذی خلق لکم مافی الارض جمیعا"** ترجمہ: وہ وہی تو ہے جس نے تمہارے لئے فائدہ کیلئے تمام چیزیں پیدا کیں (سورۃ البقرۃ' آیت ۲۹)۔ اور اشیاء میں اصل اباحت ہوتی ہے۔ جب تک کہ کتاب' سنت' اجماع امت اور قیاس صحیح میں سے کوئی دلیل اسے اباحت سے نہ پھیر دے۔ (مرقات)

1﴿ قولہ: **لیس علیھا عذاب فی الاخرۃ** (اس امت (مرحومہ) پر آخرت میں عذاب نہیں ہے...... الخ) کہا گیا: یہ حدیث ایسی جماعت کیلئے خاص ہے جو گناہ کبیرہ نہیں کرتی۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ اس امت کی ایک مخصوص جماعت کی طرف اشارہ ہو۔ اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنے والے صحابہ ہیں یا مشیت کو مقدر مانا جائیگا' اللہ تعالیٰ کے اس قول کی بنیاد پر **"ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذلک لمن یشاء"** (بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس گناہ کو نہیں بخشے گا کہ کسی کو اسکا شریک بنایا جائے اور اسکے سوا

(دوسرے گناہ) جس کیلئے چاہے گا بخشد یگا۔ سورۃ النساء، آیت ۱۱۶) اور علامہ مظہر نے کہا: یہ مشکل حدیث ہے، کیونکہ اسکا مفہوم یہ ہیکہ آپ ﷺ کی امت میں سے کسی فرد کو عذاب نہیں دیا جائیگا۔ اسمیں کبائر کا ارتکاب کرنے والا اور نہ کرنے والا دونوں برابر ہیں۔ جبکہ کبیرہ گناہ کے مرتکب کو عذاب دیے جانے سے متعلق احادیث وارد ہوئی ہیں۔

زیادہ سے زیادہ صرف یہ تاویل کی جائیگی کہ یہاں امت سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے آپ ﷺ کی جسطرح حق ہے اقتداء اور پیروی کی ہے۔ اور اللہ کے احکام کو بجالاتے ہیں اور جن چیزوں سے اس نے روکا ہے رک جاتے ہیں۔

علامہ طیبی رحمہ اللہ نے کہا کہ: یہ حدیث آپ ﷺ کی امت کی تعریف میں اور تمام امتوں میں سے اس امت کو اللہ کی عنایت اور ان پر اسکی رحمت کے ساتھ تخصیص فرمانے کیلئے وارد ہوئی ہے۔ اور یقیناً انہیں اگر کوئی تکلیف پہنچے کانٹا ہی کیوں نہ ہو جو انہیں چبھتا ہے اللہ اسے آخرت میں انکے گناہوں کا کفارہ بنائیگا۔ اور یہ خصوصیت دیگر امتوں کو حاصل نہیں۔ اور اسکی تائید بھی اس بات سے ہوتی ہیکہ لفظ ھذہ اور اسکے فوری بعد مرحومہ مذکور ہے ایک ایسی خصوصیت پر دلالت کرتے ہیں جو اس امت کو اللہ تعالیٰ کی عنایت اور اسکی رحمت کے ساتھ ممتاز کرتی ہے۔ اس جیسے مقام میں مفہوم تک رسائی دشوار ہے۔ اور یہی وہ رحمت ہے جسکی طرف اللہ تعالیٰ کے اس قول سے اشارہ ملتا ہے۔ "**ورحمتی وسعت کل شئی فسأ کتبھا للذین یتقون**" (اور میری رحمت سب پر چھائی ہوئی ہے پس میں ان لوگوں کے لئے رحمت لکھ دونگا جو پرہیزگاری کرتے ہیں۔ **الی قولہ "الذین یتبعون الرسول النبی الامی"** (سورۃ الاعراف، آیت ۱۵۶)۔ (مرقات)

اور اسکا خلاصہ وہی ہے جو علامہ سید نے کہا کہ اس سے یہ مراد نہیں ہیکہ آخرت میں آپ کے کسی امتی

کو عذاب نہیں دیا جائیگا' بلکہ آپ ﷺ کی مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی امت کو خاص رحمت کے ساتھ مخصوص کیا ہے اور انہیں اگر دنیا میں کوئی بھی مصیبت پہونچتی ہے تو ان کو اسکا ثواب دیا جائیگا اور اسے گناہوں کا کفارہ بنایا جائیگا۔ اور یہ کیفیت دیگر امتوں کو حاصل نہیں۔ مختصر اً یہ کہ اس میں خاص طور پر اس امت کے حق میں اللہ تعالیٰ کی وسعتِ رحمت کی طرف اشارہ ہے۔

❁ ❁ ❁

# بسم الله الرحمن الرحيم

## كتاب الفتن

## فتنوں[1] کا بیان

1/6533 سیدنا حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: ہم میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک وقت قیام[2] فرمایا اور آپ نے قیامت تک آنے والی کوئی چیز کو نہیں

1 قولہ: **كتاب الفتن** (فتنوں کے مضامین) لفظ فتن فتنۃ کی جمع ہے اور یہ لفظ اور معنی کے اعتبار سے "محن" کی طرح ہے جو "محنۃ" کی جمع ہے اور فتنہ آزمائش وامتحان کو کہتے ہیں۔ پھر صاحب مشکوۃ رحمہ اللہ نے کتاب الفتن قائم کیا اور کتاب کے آخر تک اس میں کئی ابواب بیان کئے جس کی اس میں کوئی خاص وجہ معلوم نہیں ہوتی خاص طور پر باب الفضائل والمناقب اسکے ضمن میں لانے کی کوئی وجہ معلوم ہوتی ہے اور نہ اس میں فتنہ کا کوئی مفہوم ظاہر ہوتا ہے۔ اگر یہ سمجھا جائے کہ یہ ہمیں اس پر اعتقاد رکھنے اور اس پر عمل کرنے کے اعتبار سے ہے تو کتاب میں جو کچھ مذکور ہے سب اسی قبیل سے ہے پھر وجہ تخصیص کیا ہے۔

(لمعات)

2 قولہ: **قام فينا رسول الله ﷺ مقاما** (ہم میں رسول اللہ ﷺ نے ایک وقت قیام فرمایا) لفظ مقام یا تو مصدر میمی ہے یا ظرف مکان ہے۔ ایک قول ظرف زماں ہونے کا ہے اور منفی جملہ یعنی آپکا فرمان **ما ترك شيئا** الخ اسکی صفت ہے اور آپکا فرمان **يكون يوجد** کے معنی میں ہے جو **شيئا** کی صفت ہے اور آپکا فرمان **فی مقامه ترك** کے متعلق ہے اور لفظ مقامہ کو موصوف کی طرف لوٹنے والی ضمیر کی جگہ رکھا گیا ہے اور آپکا فرمان **ذلك مقامه** کی صفت ہے اس میں آنحضور ﷺ کے زمانے کی طرف اشارہ ہے اور آپکا فرمان

چھوڑی' مگر اسی جگہ اسکی خبر دی جس نے اسکو یاد رکھا وہ یاد رکھا جو بھول گیا وہ بھول گیا میرے یہ احباب اسکو جانتے ہیں اور اس میں سے کوئی چیز واقع ہوتی ہے جسکو میں بھول چکا ہوتا ہوں اور اسکو دیکھتا ہوں تو اسکو ایسے یاد کرلیتا ہوں جیسے کوئی آدمی اپنے سے غائب کسی شخص کا چہرہ ذہن میں رکھتا ہے پھر جب اسکو دیکھتا ہے تو پہچان لیتا ہے۔(متفق علیہ)

2/6534 انہی سے روایت ہے اللہ کی قسم میں نہیں جانتا میرے ساتھی بھول گئے یا بھلا بیٹھے ہیں اللہ کی قسم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کو ختم ہونے تک آنے والے فتنے کے کسی[1] قائد کو نہیں چھوڑا جن کی تعداد تین سو یا اس سے کچھ زیادہ تک پہنچتی ہے مگر آپ نے اس کا نام اور اس کے باپ اور قبیلہ کا نام ہم کو بتا دیا۔(ابوداؤد)

3/6535 انہی سے روایت ہے فرمایا لوگ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر کے متعلق دریافت کرتے تھے اور میں آپ سے شر کے بارے میں دریافت کرتا تھا اس اندیشے سے کہ کہیں وہ مجھے آنہ پہنچے وہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہم جہالت اور شر میں تھے اللہ تعالٰی نے ہمارے پاس یہ خیر لایا۔ کیا اس[2] خیر کے بعد کوئی شر ہوگا' فرمایا: ہاں' میں نے عرض کیا: کیا

---

**الی قیام الساعة لیکون** کی غایت ہے۔ مطلب یہ ہے اس طرح قیام فرمائے کہ اس میں ہونے والی کسی چیز کو ترک نہیں فرمائے اور مناسب یہ ہے کہ آپ نے ان سب فتنوں کی خبر دی جو اس وقت قیامت تک ظہور پذیر ہونگی۔(مرقات)

1 قولہ: **قائد فتنة** (فتنہ کا قائد) یعنی گمراہی کی دعوت دینے والا اور بدعت نکالنے والا۔

(مرقات)

2 قولہ: **فهل بعد هذا الخير من شر الخ** (اور کیا اس خیر کے بعد شر ہے) اس بارے میں

اس شر کے بعد کوئی خیر ہوگا؟ فرمایا: ہاں اور اس میں کدورت بھی ہوگی میں نے عرض کیا: اس کی کدورت کیا ہوگی؟ فرمایا: ایک قوم ہوگی جو میری سنت وطریقہ کے سوا دوسرے طریقے پر عمل کریگی اور وہ میرے راستہ کے سوا دوسرے پر چلے گی ان کی بعض باتوں کو تم اچھی پاؤ گے اور پہچان لوگے اور بعض کا انکار کروگے۔ میں نے عرض کیا: کیا اس خیر کے بعد شر ہوگا' فرمایا: ہاں' جہنم کے دروازوں پر بلانے والے ہونگے جو انکی کی طرف جانے میں انکی بات مانے گا تو اسکو اس میں

کہا گیا کہ پہلے شر سے مراد وہ فتنے ہیں جو سیدنا عثمان رضی اللہ کی شہادت کے وقت اور اس کے بعد رونما ہوئے۔ اور دوسرے خیر سے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں ظاہر ہونے والا خیر مراد ہے۔ اور **الذین تعرف منھم وتنکر** سے وہ امراء مراد ہیں جو آپکے بعد ہوئے ان میں سے بعض وہ تھے جو سنت اور عدل کو تھامے رہے اور بعض وہ تھے جو بدعت کی طرف بلاتے اور ظلم کیا کرتے تھے' یا ان میں سے بعض وہ ہیں جو کبھی اچھائی پر عمل کرتے اور کبھی خواہش نفس کی اتباع میں اور دنیوی معاملات سے متعلق اپنے اغراض حاصل کرنے کی خاطر برائی پر عمل کرتے۔ ایسا نہیں کہ وہ زیادہ بہتر امر کی تلاش اور آخرت کی رعایت چاہتے ہوں جیسا کہ ہمارے زمانے کے بعض امراء کی حالت ہے۔ اور کہا گیا شر اول سے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ اور آپکے بعد کا زمانہ مراد ہے اور خیر ثانی سے سیدنا امام حسنؓ کی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما کے ساتھ صلح واقع ہونا اور اس پر اجماع مراد ہے اور دخن سے آپکے زمانے کے بعض امراء جیسے عراق میں زیاد تھا اور وہ اختلاف ہے جو بارے میں خوارج نے کہا تھا۔ اور آپکا فرمان **دعـاۃ علی ابواب جھنم** **داع** کی جمع ہے محدث اشرف نے کہا: یعنی ایسی جماعت جو لوگوں کو گمراہی کی طرف بلاتی ہے اور انکو انواع واقسام کے شبہ میں ڈالنے اور خیر سے شر کی طرف' سنت سے بدعت کی طرف اور زہد سے رغبت کی طرف لیجانے کے ذریعہ ہدایت سے روکتے ہیں' حضرت نبی اکرم ﷺ نے بلانے والوں کی دعوت اور بلائے جانے والوں کا قبول کرنا انکو جہنم میں لیجانے اور انکے جانے کا سبب بنایا اور شبہ میں ڈالنے کے اقسام میں سے ہر قسم کو جہنم کے دروازوں میں ایک دروازہ کے درجہ میں قرار دیا۔ (مرقات)

پھینک دیں گے۔ میں نے عرض کیا: ہمیں انکا وصف بتائیے‘ فرمایا: وہ ہمارے قبیلے سے ہوں گے اور ہماری زبانوں میں بات کریں گے‘ میں نے عرض کیا: اگر وہ میرے پاس پہنچ جائیں تو آپ مجھے کیا حکم فرماتے ہیں‘ فرمایا: تم مسلمانوں کی جماعت اور انکے امام کو پکڑے رہنا‘ میں نے عرض کیا: اگر انکی جماعت اور امام نہ ہو؟ فرمایا: تو تم ان تمام فرقوں سے الگ رہو اگرچہ تم کو دانتوں سے درخت کی جڑ کترنا پڑے یہاں تک کہ تم کو اسی حالت پر موت آجائے۔ (متفق علیہ)

4/6536 اور مسلم کی روایت میں ہے فرمایا کہ میرے بعد کچھ ایسے ائمہ ہونگے جو میری راہ پر نہیں چلیں گے اور میری سنت پر عمل کرینگے اور ان میں ایسے لوگ بھی اٹھیں گے انسانوں کے جسموں میں ان کے دل شیطانوں کے دل ہونگے۔ سیدنا حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا: یارسول اللہ! اگر میں اس زمانہ کو پاؤں تو کیا کروں؟ فرمایا: تم امیر کی بات سنو اور انکی اطاعت کرو اگرچیکہ وہ تمہاری پیٹھ پر مارے اور تمہارا مال لے لے تب بھی سنو اور اطاعت کرو۔

5/6537 انہی سے روایت ہے میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا اس خیر کے بعد شر ہوگا جیسا اس سے پہلے شر تھا‘ فرمایا: ہاں‘ میں نے عرض کیا حفاظت کی چیز کیا ہے‘ فرمایا: تلوار‘ میں نے عرض کیا: کیا تلوار کے بعد بھی کچھ باقی رہیگا‘ فرمایا: ہاں‘ حکومت تکلیف دہ چیزوں پر اور صلح کدورت پر قائم ہوگی‘ میں نے عرض کیا: پھر کیا ہوگا؟ فرمایا: پھر گمراہی کے داعی پیدا ہونگے اگر زمین میں اللہ تعالیٰ کا کوئی خلیفہ ہو جو تمہاری پیٹھ پر کوڑے مارے اور تمہارا مال لے لے تو بھی تم انکی اطاعت کرو اور اگر ایسا نہ ہو تو تم درخت کی جڑ کو دانتوں سے پکڑے ہوئے[1] انتقال کرنا‘ میں

1 قولہ: فمت (تو انتقال کرے) گویا آنحضور ﷺ نے گمنامی اور عزلت نشینی کو موت سے تعبیر فرمایا

نے عرض کیا: پھر کیا ہوگا؟ فرمایا: پھر اسکے بعد دجال نکلے گا اس کے ساتھ ایک نہر اور ایک آگ ہوگی پس جو اسکی آگ میں گریگا اسکا اجر ثابت ہوجائیگا اور اسکا گناہ معاف ہوجائیگا' اور جو اسکی نہر میں گریگا اسکا گناہ ثابت اور اسکا ثواب ختم ہوجائیگا' حضرت حذیفہ نے کہا: میں نے عرض کیا: پھر کیا ہوگا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: گھوڑی کا بچہ پیدا ہوگا اور اس پر سواری نہیں کی جائیگی یہاں تک کہ قیامت قائم ہوجائیگی۔ (ابوداؤد)

6/6538 ایک اور روایت میں ہے صلح کدورت پر اور اجتماعیت تکلیف دہ چیزوں پر رہیگی' میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! **الهدنة على الدخن** کیا ہے؟ فرمایا: قوموں کے دل اس حالت پر نہیں لوٹیں گے جس پر وہ تھے' میں نے عرض کیا: کیا اس خیر کے بعد شر ہے؟ فرمایا: اندھا بہرہ فتنہ ہوگا اس پر دوزخ کے دروازوں پر بلانے والے ہوں گے' اے حذیفہ! اگر تم کسی جڑ کو دانتوں سے پکڑے ہوئے انتقال کرو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اس بات سے کہ تم ان میں سے کسی کی اتباع کرو۔ (ابوداؤد)

7/6539 سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عنقریب بہرہ[1]' گونگا' اندھا فتنہ ہوگا جو اسکی طرف جھانکیگا اور اسکو اچک لیگا اور اس

---

کیونکہ زندگی کی لذت عموماً شہرت اور میل ملاپ سے ہوتی ہے اور آپکا فرمان **انت عاض على جذل شجرة** (تم درخت کی جڑ کو دانتوں سے پکڑلو' عزلت نشینی کو اختیار کرلو) **جذل الشجر** درخت کی جڑ اور **عض جذل الشجرة** مصائب برداشت کرنے سے کنایہ ہے۔ (مرقات)

1 قولہ: **فتنة صماء الخ** (بہرہ فتنہ) مطلب یہ ہے کہ وہ اس فتنہ کے زمانہ میں حق اور باطل کے

میں زبان چلانا تلوار چلانے کی طرح ہوگا۔(ابوداؤد)

8/6548 ﴿سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا: ہم حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ آپ نے فتنوں کا ذکر کیا اور بہت زیادہ بیان کیا یہاں تک کہ فتنہ احلاس[1] کا ذکر فرمایا' کسی کہنے والے نے کہا: فتنہ احلاس کیا ہے؟ فرمایا: وہ بھاگنا اور لڑنا ہے پھر فتنہ ،سراء کا ذکر کیا' اسکی ابتداء میرے اہل[2] بیت میں سے ایک شخص کے قدموں کے نیچے

---

درمیان تمیز نہیں کرینگے اور نصیحت نہیں سنینگے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی نہیں کریں گے بلکہ جو اس میں حق بات کہیگا اسکو تکلیف دی جائیگی اور وہ آزمائشوں اور مصائب میں گرفتار ہوگا۔(مرقات)

1﴿قولہ: **فتنة الاحلاس** (ٹاٹ کا فتنہ) حلس کا مطلب تو حدیث شریف میں معلوم ہوگیا فتنہ کی نسبت حلس کی طرف اسکے دوام کی وجہ سے ہے کیونکہ ٹاٹ فرش کے کپڑے کے نیچے ہمیشہ رہتا ہے یا اسکو کدورت سے تشبیہ دینا ہے یا یہ نسبت صرف اس لئے ہے کہ ٹاٹ گھروں میں بچھائے اور پھیلائے جاتے ہیں پس اس میں اس زمانے میں گوشہ نشینی اختیار کرنے اور گھروں میں ہی رہنے کی طرف اشارہ ہے۔

**فتنه السراء** رفع کے ساتھ مبتداء ہے اور "**دخنها**" اسکی خبر ہے "**هي هرب وحرب**" پر اس کا عطف ہے اور نصب سے بھی پڑھا گیا ہے تو اس صورت میں اس کا عطف **فتنه الاحلاس** پر ہوگا اور **دخنها الخ** یہ جملہ مستأنفہ ہے یہ اس فتنہ کے بیان کے لئے لایا گیا ہے یعنی اسی فتنہ سراء کا سبب تعیشات کی کثرت اور دولت کی زیادتی سے طرب وسرور ہوگا۔ یا یہ اس لئے فتنہ سراء ہے کہ مسلمانوں کے دین میں خلل اور سستی کی وجہ سے کفار کو سرور وخوشی ہوگی۔(لمعات قدرے تغیر کے ساتھ)

2﴿قولہ: **دخنها من تحت قدمي رجل من اهل بيتي** (اس کی ابتداء میرے اہل بیت کے ایک آدمی کے پیروں سے ہوگی) صاحب البذل المجهود نے کہا: جو بات مجھے ظاہر ہوتی ہے وہ یہ

سے ہوگی وہ یہ کہیگا کہ وہ مجھ سے ہے حالانکہ وہ مجھ سے نہیں، میرے دوست تو متقی ہیں، پھر لوگ

ہے کہ یہ فتنہ وہی ہے جو ماہ رمضان ۱۳۳۴ھ میں واقع ہوا اور اسکی وجہ یہ ہوئی کہ شریف حسین بن علی ترکوں کی حکومت میں انکی حکومت کا شریف تابعدار گورنر تھا پھر جنگ عظیم کے زمانے میں نصاری کی ایک سلطنت سے خط و کتابت کی اور یہ جنگ حکومت ترک اور حکومت نصاری کے درمیان تھی پس اس نے نصرانی حکومت سے رازداری میں جاملا اور ترکوں سے جنگ کرنے پر ان سے موافقت کرلیا اور مکہ مکرمہ میں رہنے والے ترکی لشکر کو قتل کیا اور انکی عورتوں کو قید کیا پھر خود مختار حکومت بنالیا اور خود کو ملک الحجاز کا نام دیا اور اسکی حکومت تقریباً دس سال رہی پھر اس کا معاملہ کمزور پڑ گیا تو لوگ اس کے بیٹے علی بن حسین سے حکومت پر مصالحت کرلئے لیکن اس کا نظام مضبوط نہیں رہا اور یہ ایسا ہوگیا جیسے سرین پسلی پر ہو اس فتنہ کو فتنہ السراء سے موسوم کیا گیا کیونکہ اسکی بنیاد اور ان دونوں کی گفتگو کے اسباب پوشیدہ تھے کیونکہ نصرانی حکومت نے رازدارانہ طور پر اسکو مائل کیا اور ہزاروں رقومات پوشیدہ طور پر اسکی طرف روانہ کیا تاکہ سلطنت اسلامی پر چڑھائی کرے اور اس سے منحرف ہوجائے پھر ان رقومات کو مختلف دیہاتوں میں تقسیم کیا اور مسلمان ترکوں سے جنگ کرنے پر ان سے اتفاق کرلیا اور یہ سب خفیہ طور پر ہوا۔ اتفاق سے مکہ میں موجود ترکی قائد کو اس فتنہ کی کچھ خبر مل گئی تو وہ شریف مکہ سے اس کے بارے میں پوچھ گچھ کیا تو اس نے کعبہ کے پاس قسم کھائی کہ اس کی کوئی اصل نہیں یہاں تک کہ اس سے ترکی قائد مطمئن ہوگیا۔ پھر مسلمانوں کو قتل کرنے اور انکی عورتوں کو قید کرنے اور انکو کفار کے حوالے کرنے کا جو واقعہ بھی ہونا تھا ہوا۔ **لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم**۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ سراء سرور سے ہو کیونکہ اس زمانے میں تحدیدات اور سخت تنگی اور انتہائی فقر کے بعد اہل عرب کے پاس رقومات اور ہر قسم کے غلے اور کھانوں کی اسقدر کثرت ہوئی کہ تنگدست عربوں میں سے ایک شخص جو دو پیسہ کا مالک نہیں، اڑتالیس ہزار جنیہ روپیوں کا مالک ہوگیا اور یہ شخص عبیداللہ بن حویمل حازمی ہے اسی طرح اور بھی دوسرے ہیں، میں نے یہ بات علماء مدینہ منورہ کے ایک معتبر ثقہ عالم سے سنا ہے۔

ایک ایسے شخص پر صلح کرینگے جو پسلی پر سرین[1] کی طرح ہوگا۔ پھر کالا فتنہ ہوگا وہ اس امت میں سے کسی کو نہیں چھوڑیگا مگر اسکو ایک طمانچہ ماریگا جب کہا جائیگا کہ فتنہ ختم ہوگیا تو اور پھیل جائیگا کہ آدمی اس میں ایمان کی حالت میں صبح کریگا اور شام کریگا کافر ہوکر' حتی کہ لوگ دو خیموں کی طرف پلٹ جائینگے' ایک ایمان کا خیمہ جس میں کوئی نفاق نہیں دوسرا نفاق[2] کا خیمہ جس میں کچھ بھی ایمان نہیں ہوگا جب یہ واقع ہوتو اسی دن یا اسکے بعد کے دن سے دجال کا انتظار کرو۔ (ابوداؤد)

9/6541 ﴿ سیدنا ابوموسی رضی اللہ تعالی عنہ حضرت نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: کہ قرب قیامت بہت فتنے ہوں گے تاریک رات کے ٹکڑوں[3] کی طرح سے آدمی صبح کریگا ایمان کی حالت میں تو شام کریگا کافر ہوکر اور[4] شام میں مومن رہیگا صبح کافر ہوجائیگا۔

---

1﴿ قولہ: **کورك علی ضلع** (جو پسلی اور سرین کی طرح ہوگا) یہ ایک مثال ہے مطلب یہ ہے کہ وہ ثابت قدم نہ رہیگا کیونکہ سرین بوجھل ہونے کی وجہ سے پسلی پر اسکے باریک ہونے کی وجہ سے ثابت نہیں رہتی معنی یہ ہے کہ وہ اپنی کم علمی اور کمزور رائے اور کم بردباری کی وجہ سے بادشاہت کا اہل نہ ہوگا۔ (مرقات)

2﴿ قولہ: **فسطاط نفاق لا ایمان فیه** (نفاق کا خیمہ جس میں کچھ بھی ایمان نہ ہوگا) اس سے مراد اصل ایمان ہے یا کمال ایمان ہے اس میں منافقین کے اعمال جیسے جھوٹ' خیانت' عہد شکنی اور اس جیسی چیزیں ہونے کی وجہ سے ہے۔ (مرقات)

3﴿ قولہ: **قوله کقطع اللیل المظلم** (تاریک رات کے ٹکڑوں کے جیسا) یعنی ہر فتنہ اپنی شدت اور تاریکی میں اور اس کا معاملہ غیر واضح ہونے میں تاریک رات کے ٹکڑے کی طرح ہوگا۔ (مرقات)

4﴿ قولہ: **یمسی مؤمنا ویصبح کافرا** (شام کریگا ایمان کی حالت میں اور صبح کریگا کافر ہوکر) راجح قول یہ ہے کہ اصباح اور امساء سے وقتاً فوقتاً لوگوں کی تبدیلی مراد ہے اس سے وہ خاص دو وقت

بیٹھنے والا اس میں کھڑے رہنے والے سے بہتر ہے چلنے والا اس میں دوڑنے والے سے بہتر ہے۔ پس تم اس میں اپنی کمانوں کو توڑ دو اور اس میں اپنے تانت کو کاٹ دو اور اپنی تلواروں کو پتھر سے مار دو اگر وہ تم میں کسی پر گھس کر آئے تو اولادِ آدم میں کے بہترین شخص کی طرح ہو جاؤ۔

(ابوداؤد)

10/6542 اور ابوداؤد کی روایت میں آپ کے ارشاد "**خیر من الساعی**" تک ذکر کیا گیا پھر انہوں نے عرض کیا: تو آپ ہمیں کیا حکم فرماتے ہیں آپ نے فرمایا: تم اپنے گھروں کے ٹاٹ بن جاؤ۔ (ابوداؤد)۔

11/6543 اور ترمذی کی روایت میں ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فتنہ میں تم اپنی کمانوں کو توڑ دو اور اس میں اپنی تانت کاٹ دو اس میں اپنے گھروں کے اندرونی حصوں کو لازم کرلو اور ابن آدم کی طرح ہو جاؤ۔ اور فرمایا: یہ حدیث صحیح غریب ہے۔ (ترمذی)

12/6544 سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم اعمال میں[1] جلدی کرو ان فتنوں سے پہلے جو تاریک رات کے ٹکڑوں کی طرح ہیں۔ آدمی صبح ایمان کی حالت میں کریگا اور شام کریگا کافر ہوکر، اور شام کریگا مومن ہوکر اور صبح کریگا کافر ہوکر، اپنے دین کو دنیا کے سامان کے عوض بیچ دیگا۔ (مسلم)

---

مراد نہیں ہیں۔ اس میں کنایہ ہے کہ ان کے احوال بدلتے جائیں اور ان کی باتوں میں تذبذب ہوگا اور ان کے کام قسم قسم کے ہوتے جائیں گے۔ جیسے عہد کرنا توڑنا، امانت اور خیانت، اچھائی اور برائی، سنت و بدعت، ایمان و کفر کہ ہر وقت ایک ایک قسم کا کام کریں گے۔ (مرقات)

1 قولہ: **بادروا بالاعمال الخ** (نیک کاموں میں جلدی کرو) اس کا خلاصہ یہ ہیکہ تاریک فتنے

13/6545 ﴿ انہی سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: عنقریب ایسے فتنہ ہونگے' بیٹھا ہوا شخص ان میں بہتر ہوگا کھڑے ہوئے شخص سے' اور ان میں کھڑا ہوا بہتر ہوگا چلنے والے سے' اور ان میں چلنے والا بہتر ہوگا دوڑنے والے سے' جو شخص ان کی طرف جھانکے گا تو وہ اسکو اچک لینگے' جو شخص کوئی ٹھکانہ یا پناہ کی جگہ پائے تو اسکی پناہ لے لے۔ (متفق علیہ)

14/6546 ﴿ اور مسلم کی روایت میں ہے آپ نے فرمایا ایسا فتنہ ہوگا اس میں سونے والا بہتر ہوگا جاگنے والے سے اور جاگنے والا اس میں بہتر ہوگا کھڑے ہونے والے سے' اور اس میں کھڑے ہونے والا بہتر ہوگا دوڑنے والے سے پس جو شخص کوئی ٹھکانہ یا پناہ کی جگہ پائے تو اس کی پناہ لے لے۔ (مسلم)

15/6547 ﴿ سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب فتنے ہونگے' سنو! پھر فتنے ہونگے' سنو! پھر ایک فتنہ ہوگا کہ اس میں بیٹھا ہوا چلنے والے سے بہتر ہوگا' اور اس میں چلنے والا اسکی طرف دوڑنے والے سے بہتر ہوگا۔ سنو! جب یہ فتنہ واقع ہو تو جس شخص کے لئے اونٹ ہو تو وہ اپنے اونٹوں میں چلا جائے اور جس کے لئے بکریاں ہوں تو وہ اپنی بکریوں میں چلا جائے اور جس شخص کی کوئی زمین ہو تو وہ اپنی زمین میں چلا جائے تو ایک صاحب نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ کیا فرماتے ہیں جس کے لئے کوئی اونٹ اور بکریاں

---

جیسے قتل وغارتگری ہے مسلمانوں کے درمیان دین ودنیا کے معاملہ میں اختلافات کے رونما ہونے سے پہلے نیک اعمال میں جلدی کرو کیونکہ ان فتنوں میں کامل طور پر عمل کرنے کی طاقت نہیں رکھیں گے یہاں مراد فتنوں کی حالت کو تشبیہ دیکر بیان کرنا ہے کہ وہ زمانہ نہایت خراب اور برا ہے۔ فتنہ کے سبب کا پتہ نہیں چلے گا فتنہ سے نکلنے اور بچنے کا راستہ بھی معلوم نہیں ہوسکتا۔ (مرقات)

نہ ہوں اور زمین بھی نہ ہو۔ تو آپ نے فرمایا: تو وہ اپنی تلوار کی طرف ارادہ کرے اور اسکی دھار کو پتھر سے کوٹ دے پھر الگ ہوجائے اگر الگ ہوجانے کی استطاعت ہو۔ اے اللہ! کیا میں نے پہنچادیا' اسکو آپ نے تین مرتبہ فرمایا۔ پھر ایک صاحب نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ کیا فرماتے ہیں اگر مجھے مجبور کیا جائے یہاں تک کہ مجھے دو جماعتوں میں سے کسی ایک کی طرف لے جایا جائے اور کوئی شخص اپنی تلوار سے مجھے مارے یا کوئی تیر مجھے آ کر قتل کردے تو آپ نے فرمایا: وہ اپنا گناہ اور تیرا گناہ لے کر لوٹے گا اور وہ دوزخیوں میں سے ہوگا۔ (مسلم)

16/6548 ﴿ سیدنا ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قریب ہے کہ مسلمان کا بہترین[1] مال وہ بکریاں ہوں گی جسکو لیکر وہ پہاڑوں کی چوٹیوں اور پانی کے مقامات میں چلے جائے۔ دین کے لئے فتنوں سے بھاگے۔ (بخاری)

17/6549 ﴿ سیدتنا ام مالک بھزیہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے انہوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فتنہ کا ذکر فرمایا اور اسکو سمجھ سے قریب کرکے بتلایا میں نے عرض کیا: اس میں بہترین شخص کون ہوگا؟ آپ نے فرمایا: وہ شخص جو اپنے مویشیوں میں رہے انکا حق ادا کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت کرے اور وہ شخص جو اپنے گھوڑے کے سر کو پکڑا رہے دشمن کو ڈرائے اور دشمن اسکو ڈراتے ہوں۔ (ترمذی)

---

1 ﴿ قولہ: **خیر مال المسلم** (مسلمان کا بہترین مال) اگر آپ یہ کہیں کہ اس میں گوشہ نشینی افضل ہونا ثابت ہے اور اسلامی اصول وقواعد تو میل جول افضل ہونے کے متقاضی ہیں اسی لئے اہل محلہ کے میل جول کیلئے پنجگانہ نمازوں میں جماعت اور اہلیان شہر کے میل جول کیلئے جمعہ۔ شہر اور اس کے اطراف واکناف

18/6550 سیدنا ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے میں ایک دن دراز گوش پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا تو جب ہم مدینہ کے گھروں سے آگے بڑھ گئے تو نبی پاک ﷺ نے فرمایا: اے ابوذر! تمہارا کیا حال ہوگا جب مدینہ طیبہ میں بھوک ہوگی تم اپنے بستر سے اٹھو گے اور تمہاری مسجد تک نہ پہنچو گے یہاں تک کہ بھوک تم کو مشقت میں ڈال دیگی' انہوں نے عرض کیا: اللہ اور اسکے رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا: اے ابوذر! صبر و پاکیزگی اختیار کرو[1]' آپ نے ارشاد فرمایا: اے ابوذر تمہارا کیا حال ہوگا جب مدینہ طیبہ میں عام موت ہوگی' گھر غلام (کی قیمت) کو پہنچ جایگا یہاں تک کے قبر غلام کے عوض بیچی جایگی[2]۔ حضرت ابوذر رضی اللہ

---

کے افراد کے میل جول کے لئے عید اور اہل آفاق کے اجتماع کے لئے میدان عرفات کا وقوف مقرر کیا گیا ۔اسی لئے لقیط کو یعنی کہیں گرا ہوا بچہ مل جائے تو اس کو شہر سے گاؤں کی طرف لے جانا منع ہے اور اس کا عکس جائز ہے یعنی گاؤں سے شہر کو لانا جائز ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اوقات واحوال مختلف ہوتے ہیں تو نیک صالح ہمنشین تنہائی سے بہتر ہے اور تنہائی برے ہمنشین سے بہتر ہے۔ (کرمانی)

1۔ قولہ: **تعفف** (صبر کرو) صیغہ امر کے ساتھ ہے بھوک کی تکلیف میں صبر وعفت' تقوی و پرہیزگاری اور حرام سے بچنے کو لازم کرلو۔ اسی طرح شبہ کی چیزوں سے اور مخلوق سے مانگنے اور مخلوق سے امید لگائے رکھنے اور اسکی ذلت ورسوائی سے بچو۔ (مرقات)

2۔ قولہ: **انه يباع القبر بالعبد** (قبر کو غلام کے عوض فروخت کیا جایگا) یہ لفظ ''بیت'' سے ہونے والے ابہام کی وضاحت ہے' نہایہ میں ہے یہاں پر بیت سے مراد قبر ہے' حضور ﷺ کی مراد یہ ہے قبور کی جگہ تنگ ہوجائیگی تو لوگ ہر قبر کو غلام کے عوض فروخت کریں گے۔

تورپشتی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: یہ قول محل نظر ہے اگرچیکہ زندوں کو مسلسل موت آجائے اور ان

تعالیٰ عنہ نے فرمایا: میں نے عرض کیا کہ اللہ اور اسکے رسول بہتر جانتے ہیں آپ نے ارشاد فرمایا: اے ابوذر! صبر کرو' آپ نے فرمایا: اے ابوذر! تمہارا کیا حال ہوگا جب مدینہ طیبہ میں ایسا قتل عام ہوگا کہ خون[1] ڈبو دیگا احجار الزیت (تیل کے پتھروں) کو' حضرت ابوذر نے عرض کیا: اللہ اور اس کے

---

میں پوری طرح سے پھیل جائے تب بھی وہ ان کو اس حد تک نہیں پہنچا سکتی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے جگہ وسیع اور کشادہ بنا رکھا ہے۔

اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ وہ قبور کیلئے مقررہ خاص مقام ہے عام طور پر عادت یہ ہے کہ لوگ اس علاقہ سے تجاوز نہیں کرتے۔ شرح السنہ میں ہے اس کے مفہوم کے بارے میں یہ کہا گیا ہے کہ قبر کھودنے بنانے والے اپنی صورت حالت کی بناء پر مردوں کی تدفین سے اعراض کریں گے' یہاں تک کہ قبر کھودنے اور تدفین کرنے والا کوئی نہیں ملے گا مگر یہ کہ اسکو ایک غلام یا ایک غلام کی قیمت ادا کی جائے۔

علامہ خطابی نے کہا: اس حدیث سے ان حضرات کا استدلال ہے جن کے پاس کفن چور کے ہاتھ کاٹنا واجب ہے کیونکہ حضور نبی کریم ﷺ نے قبر کو بیت کہا تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ وہ گھروں کی طرح محفوظ مقام ہے۔

میں کہتا ہوں خصوصاً جب کہ یہ بات بھی ثابت ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے کفن چور کے چور کے ہاتھ کاٹنے کا حکم فرمایا لیکن ہمارے اصحاب نے اسکو سیاست پر محمول کیا ہے۔ (مرقات)

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اسی سے متعلق ایک دوسری جگہ فرمایا قبر پر لفظ بیت کے حقیقۃ یا حکما اطلاق کرنے سے اس کا محفوظ مقام ہونا لازم نہیں آتا۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ اگر کسی نے ایسے گھر سے کوئی چیز لے لی جس کا دروازہ بند نہیں تھا یا جس کا کوئی پہریدار نہیں تھا تو بلا کسی اختلاف اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

[1] قولہ: **تغمر الدماء احجار الزیت** (خون ڈبو دیگا احجار زیت کو) تو رپشتی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا:

رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا: تم جن میں سے ہو ان میں (بال بچوں میں) چلے جاؤ۔ حضرت ابوذر فرماتے ہیں میں نے عرض کیا: کیا میں ہتھیار باندھ لوں؟ آپ نے فرمایا تو تم بھی اس قوم میں شامل ہو گئے میں نے عرض کیا: تو میں کیا کروں یارسول اللہ! آپ نے ارشاد فرمایا: اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تلوار کی شعاعیں تمہیں چوندھیا دیں گی تو تم اپنے چہرہ پر اپنے کپڑے کا کونہ ڈال لو تا کہ وہ تمہارے گناہ اور اپنے گناہ لیکر لوٹے۔ (ابوداؤد)

19/6551 سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آپ نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کے ٹیلوں میں سے کسی ٹیلہ پر تشریف لے گئے اور فرمایا: کیا تم وہ دیکھ رہے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں۔ صحابہ نے عرض کیا: نہیں' آپ نے فرمایا: میں دیکھ رہا ہوں فتنوں کو کہ گر رہے ہیں تمہارے گھروں کے درمیان جیسے بارش گرتی ہے۔ (متفق علیہ)

---

وہ حرہ مقام ہے جہاں یزید کے زمانے میں سانحہ پیش آیا تھا اور اس سرکش افواج کے سربراہ مسلم بن عقبہ المری کے زمانے میں جس نے رسول اللہ ﷺ کے حرم پاک کو مباح قرار دیا تھا وہ اپنی فوج کے ساتھ مدینہ شریف کے حرہ مقام مغربی جانب پڑاؤ ڈالا تھا اس نے اسکی حرمت کو جائز قرار دیا اور اس کے حضرات کو قتل کیا تین دن بعض روایات میں پانچ دن اس میں فساد پھیلاتا رہا۔ تو یقیناً وہ ایسا گھل گیا جیسا کہ نمک پانی میں گھل جاتا ہے اور کچھ وقت نہیں گذرا جب کہ وہ حرمین شریفین کے درمیان تھا موت اسکو پکڑ لی اور باطل پرست وہاں پر خسارہ میں ہو گئے۔ (مرقات)

بذل المجھود میں ہے یہ اسوقت کا واقعہ ہے جب حجاج نے مدینہ شریف کے علماء کبار کو شہید کیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے دس ہزار علماء کا قتل کیا۔ مولانا یحییٰ مرحوم نے ''التقریر'' میں اس کو تحریر کیا ہے۔

20/6552 سیدنا حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہوں دلوں پر[1] فتنے آئیں گے چٹائی کی کاڑی کاڑی کی طرح۔ پس جو دل فتنے پلا دیا گیا تو اس میں وہ ایک کالا دھبہ آجائیگا اور جو دل ان کا انکار کریگا تو اس میں وہ ایک سفید نشان پیدا ہوجائیگا یہاں تک کہ آدمی دو قسم کے دل پر ہوجائیں گے ایک تو صاف پتھر کی طرح جب تک آسمان اور زمین ہیں کوئی فتنہ اسکو ضرر نہیں پہنچائیگا۔ اور دوسرا کالا راکھ کے رنگ کا الٹی صراحی کی طرح وہ کسی نیکی کو نہیں پہچانیگا اور کسی برائی کو برا نہیں جانیگا سوائے اس خواہش کے جو اس کو پلادی گئی ہے۔ (مسلم)

21/6553 انہی سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو دو[2] باتیں بیان فرمائیں ان میں دو میں سے ایک کو میں نے دیکھ لیا اور دوسری کا میں انتظار کر رہا ہوں۔ آپ نے ہم کو

---

1 قولہ: **تعرض الفتن** (فتنے آئیں گے یعنی آزمائش ومصائب) یہ بھی کہا گیا اس سے مراد فاسد عقائد اور باطل خواہشات ہیں۔

2 قولہ: **حدیثین** (دو باتیں بیان فرمائیں) یعنی فتنہ کے زمانہ میں امانت کے معاملہ میں پیش آنے والی باتیں اسی سے ان دونوں کو باب میں ذکر کرنے کی وجہ مناسب معلوم ہوتی ہے۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: پہلی روایت **حدثنا ان الامانۃ نزلت الی آخرہ** آپ نے ہم کو بیان کیا کہ امانت لوگوں کے دلوں کی جڑوں میں اتری (الی آخرہ)۔ دوسری روایت "**حدثنا عن رفعھا**" (آپ نے ہم کو اس کے اٹھائے جانے کے بارے میں بیان فرمایا) امانت سے مراد وہ تکلیف ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو مکلف کیا ہے اور وہ عہد وپیان جو ان سے لیا گیا ہے۔ شارحین نے کہا جذر **کل شئی اصلہ** کے معنی کسی بھی چیز کی جڑ ہے یعنی امانت جو سب سے پہلے مردان خدا کے

بیان کیا کہ امانت لوگوں کے دلوں کی جڑ میں اتری پھر انہوں نے قرآن کو سیکھا پھر حدیث کا بھی علم حاصل کیا اور آپ ﷺ نے اس امانت کے اٹھا لئے جانے کے بارے میں بھی ہم سے بیان فرمایا اور فرمایا: آدمی ایک نیند سوئیگا تو امانت اس کے دل سے اٹھالی جائیگی اور اس کا اثر چھالے کی طرح رہ جائے گا پھر ایک نیند سوئیگا اور امانت اٹھالی جائیگی تو اس کا اثر آبلے کی طرح رہیگا جیسے ایک

---

قلوب میں اتری۔ اور ان پر جم گئی اور وہی کتاب وسنت کو تھامنے کا باعث ہوئی' حضور ﷺ کا قول "ثم علموا" کے یہی معنی ہیں۔

اور حضور ﷺ کا قول "النومة" سونا۔ وہ یا تو اپنی حقیقت پر ہے جو اس کے بعد ہے وہ امر اضطراری ہے۔ نیند وہ کنایہ ہے ایسی غفلت سے جو برائی کے ارتکاب کا سبب بنتی ہے اور امانت وایمان میں کمی کا باعث ہوتی ہے' اور شرح مسلم میں ہے صاحب التحریر نے کہا: اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ امانت دلوں سے تھوڑی تھوڑی ختم ہو جائے گی جب اسکا پہلا حصہ زائل ہو جائے گا تو اسکا نور بھی زائل ہو جاتا ہے اور اس کے پیچھے چھالے کی طرح ایک تاریکی آجاتی ہے اور وہ اپنے سے پہلے والے رنگ کے خلاف ایک نئے رنگ کا آجانا ہے اور جب اس کے بعد کل حصہ زائل ہو جاتا ہے تو وہ آبلہ کی طرح ہو جاتا ہے اور وہ ایک مضبوط دھبہ ہوتا ہے جو ایک مدت کے بعد ہی زائل ہوتا ہے اور یہ تاریکی پہلے والی سے بڑھ کر ہوتی ہے۔ پھر اس نور کے دل میں وقوع پذیر ہو کر زائل ہونے اور اس کے اس (دل) میں قرار پانے کے بعد نکلنے اور اس کے پیچھے تاریکی کے آجانے کو ایک چنگاری سے تشبیہ دی جس کو وہ اپنے پیر پر ڈالتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اس میں اثر انداز ہوتی ہے۔ پھر وہ چنگاری ہٹ جاتی ہے اور وہ آبلہ کے مانند باقی رہ جاتا ہے جس کو تم پھولا ہوا اونچا اور بڑا پاتے ہو جس کے نیچے کچھ نہیں ہوتا۔ ہمارے علماء میں سے ایک شارح نے کہا کہ امانت کا دلوں سے اٹھالیا جانا (امانت) والوں کیلئے ان کے ارتکاب کئے گئے گناہ کی سزاء ہے یہاں تک کہ جب وہ اپنی نیند سے بیدار ہوتے ہیں تو وہ اپنے قلوب کو اسکی سابقہ حالت پر نہیں پاتے اور اس میں ایک دھبہ باقی رہ جاتا ہے' کبھی تو وہ

چنگاری جسکو تم اپنے پاؤں پر لڑکاؤ تو وہ ابھر جائیگا تم اسکو پھلا ہوا دیکھو گے حالانکہ اس میں کوئی چیز نہیں ہے اور لوگ خرید و فروخت کریں گے' اور ایک آدمی بھی امانت ادا کرنے والا نہ ہوگا اور کہا جائیگا: فلاں قبیلہ میں ایک امانت دار شخص ہے اور ایک شخص کے بارے میں کہا جائیگا کتنا عقلمند ہے اور کس قدر خوش طبع ہے اور کس قدر مضبوط طاقتور ہے حالانکہ اس کے دل میں رائی کے دانہ برابر بھی ایمان نہیں ہوگا۔ (متفق علیہ)

22/6554 ﴿ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تمہارا کیا حال ہوگا جب تم لوگوں کو بھوسے میں رہ جاؤ گے۔ اور ان کے عہد و پیمان اور امانتیں گڈمڈ ہو جائیں گی اور وہ آپس میں اختلاف[1] کرینگے اور وہ اس طرح ہو جائیں گے۔ آپ نے اپنی انگلیوں کے درمیان جال ڈالا تو انہوں نے عرض کیا: آپ مجھے کیا حکم فرماتے ہیں' تو آپ نے فرمایا تم اس چیز کو جس کو تم نیکی جانتے ہو اختیار کرو اور جس کو تم برائی سمجھتے ہو اسکو چھوڑ دو۔ اور تم خاص اپنے نفس کو اختیار کرلو اور عوام کے معاملات سے اپنے کو علیحدہ کرلو۔ 23/6555 ﴿ اور ایک روایت میں ہے اپنے گھر کو لازم کرلو۔ اور اپنی زبان کو اپنے اوپر قابو میں رکھو۔ اور جو نیکی تم جانتے ہو اس کو اختیار کرلو اور جس کو تم برائی سمجھتے ہو اس کو چھوڑ دو' اور تم خاص اپنے نفس کو اختیار کرو اور عوام کا معاملہ چھوڑ دو۔ (ترمذی) اور امام ترمذی نے اس کو صحیح قرار دیا ہے۔

---

چھالے کی طرح ہوتا ہے اور کبھی آبلہ کی طرح جیسے کام کی وجہ ہاتھ پر گٹھا آجاتا ہے۔ (ماخوذ از مرقات)

1 ﴿ قولہ: **واختلفوا الخ** (وہ آپس میں اختلاف کریں گے) وہ ایک دوسرے میں گھس پڑیں گے اور ان کے دین کا معاملہ مشتبہ ہو جائے گا تو امانت دار اور خائن' نیک اور بد پہچانے نہیں جائیں گے۔ (مرقات)

24/6556 سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: زمانہ قریب قریب ہوجائیگا[1] اور علم اٹھا لیا جائیگا اور فتنے ظاہر ہوں گے' اور بخل ڈالدیا جائیگا' اور ہرج (قتل) زیادہ ہوگا صحابہ نے عرض کیا ہرج کیا چیز ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: قتل ہے۔ (متفق علیہ)

25/6557 انہی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قسم اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے دنیا ختم نہیں ہوگی یہاں تک کہ لوگوں پر ایسا دن آئیگا کہ قاتل نہیں جانیگا کہ وہ کس لئے قتل کیا اور مقتول نہیں جانیگا کہ وہ کس لئے قتل کیا گیا عرض کیا گیا: یہ کیسے ہوگا؟ تو آپ نے فرمایا: قتل عام ہوجائیگا قاتل اور مقتول دونوں دوزخ میں[2] جائیں گے۔ (مسلم)

---

1 قولہ: یتقارب الزمان (زمانہ قریب قریب ہوجائے گا) یعنی دنیا و آخرت کا زمانہ قریب ہوجائے گا اس سے مراد قیامت کا قریب ہونا ہے علامہ تورپشتی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اس سے حضور ﷺ کی مراد قرب قیامت ہے۔

یہ بھی احتمال ہے کہ اس سے حضور ﷺ کی مراد زمانہ والوں کا شر میں بعض کا بعض سے قریب ہونا ہے۔ یا نفس زمانہ کا ایک دوسرے سے شر میں قریب ہونا ہے یہاں تک کہ پہلا اور آخری ایک دوسرے کے مشابہ ہوجائیں گے یہ بھی کہا گیا کہ اہل (زمانہ) کی عمریں کم ہوجائیں گی۔ یہ بھی احتمال ہے کہ یہ کنایہ ہے کہ کثرت سے نافرمانی کی وجہ سے زمانہ میں برکت کم ہوجائے گی۔ علامہ قاضی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا: اس میں احتمال ہے اس کی مراد یہ ہے کہ حکومتیں اور زمانے ختم ہونے کو ہوں گے تو انکا زمانہ قریب ہوجائے گا اور ان کا وقت بھی قریب آجائے گا۔ (مرقات)

2 قولہ: القاتل والمقتول فی النار (قاتل و مقتول دوزخ میں ہوں گے) امام نووی رحمۃ اللہ

261/6558 سیدنا معقل بن یسار رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

علیہ نے کہا: اب رہا قاتل تو ظاہر ہے اور مقتول کیوں کہ وہ اپنے ساتھی کو قتل کرنے کا ارادہ کیا۔ اور اس میں صحیح اور مشہور مذہب کی دلیل موجود ہے کہ جو برائی کی نیت کیا اور اسی نیت پر مصر رہا تو گناہ گار رہوگا اگر چہ وہ اس پر عمل نہ کیا ہو اور اس کو بولا بھی نہ ہو۔ (مرقات)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دوسری جگہ کہا: قاتل اور مقتول کا اہل دوزخ سے ہونا یا ایسے شخص پر محمول کیا جائے جس کیلئے کوئی تاویل نہیں ہے اور دونوں کا لڑنا عصبیت وغیرہ کی وجہ سے ہوگا۔ پھر اس کے آگ میں ہونے کا مطلب یہ ہے وہ اس کا مستحق ہو گیا ہے ہوسکتا ہے اسکی سزا دی جائے اور ہوسکتا اللہ تعالی اس کو در گزر فرمائے۔ اور یہ اہل حق کا مذہب ہے۔ اس پر اس جیسے اور امور کی اسی طرح تاویل کی جائے گی۔ اس بات کو جان لو کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کے درمیان جو خون بہا وہ اس وعید میں داخل نہیں ہے۔

اہل سنت وحق کا مذہب یہ ہے کہ ان سے متعلق اچھا گمان کیا جائے جو امور ان کے درمیان رونما ہوئے ان چیزوں سے کف لسان کیا جائے۔ اور ان کے درمیان جنگوں کی اچھی تاویل کی جائے گی جب یہ سب حضرات مجتہد ہیں اور وہ اسکی اچھی تاویل رکھتے ہیں انہوں نے نہ کبھی نافرمانی کا قصد کیا اور نہ دنیا کا بلکہ ہر فریق نے یہی اعتقاد رکھا کہ وہ حق پر ہے اور ان کا مخالف باغی ہے جس سے لڑنا واجب ہے تا کہ وہ اللہ کے حکم کی طرف لوٹ کر آجائیں ان میں سے بعض حق پر تھے اور بعض اجتہادی خطا پر تھے اور اس خطا میں وہ معذور ہیں کیونکہ وہ اجتہاد کی وجہ سے تھا اور جب مجتہد خطا کرتا ہے تو اس پر کوئی گناہ نہیں ہے اور حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ ہی ان جنگوں میں حق اور درستگی پر تھے یہ اہل سنت کا مذہب ہے۔ معاملات مشتبہ تھے یہاں تک کہ صحابہ کی ایک جماعت حیران تھی اور انہوں نے دونوں جماعتوں سے علیحدگی اختیار کی اور قتال نہیں کئے اور انہیں صواب کا یقین نہیں ہوا۔

نے ارشاد فرمایا: فتنہ کے زمانے[1] میں عبادت کرنا میری طرف ہجرت کرنے کے جیسا ہے۔

(مسلم)

27/6559 زبیر بن عدی سے روایت ہے انہوں نے کہا: ہم انس بن مالک کے پاس آئے اوران کی خدمت میں ان مصائب کو بیان کئے جو حجاج سے اٹھارہے تھے تو آپ نے فرمایا: صبر کرو کیونکہ تم پر کوئی زمانہ نہیں آئے گا مگر اس کے بعد جو زمانہ بھی آئے گا وہ اس سے زیادہ خراب ہے۔ یہاں تک کہ تم اپنے پروردگار سے ملاقات کرو۔ اس کو میں نے تمہارے نبی اکرم ﷺ سے سنا ہوں۔

(بخاری)

28/6560 سیدنا مقدام بن اسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہوں کہ نیک بخت وہ شخص ہے جو فتنوں سے بچالیا گیا۔ یقیناً نیک بخت وہ شخص ہے جو فتنوں سے بچالیا گیا۔ یقیناً نیک بخت وہ شخص ہے جو فتنوں سے بچالیا گیا اور جو شخص مبتلاء کیا گیا اور صبر کیا تو وہ کس قدر اچھا[2] ہے۔ (ابوداؤد)

29/6561 سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: خرابی ہے عرب کے لئے اس شر سے جو قریب آ گیا ہے اور کامیاب ہو گیا وہ شخص جو اپنا ہاتھ روک لیا۔ (ابوداؤد)

---

1 قولہ: **فی الھرج** (عام فتنہ) یعنی کے فتنہ اور مسلمانوں کے درمیان جنگوں کے زمانہ میں۔

(مرقات)

2 قولہ: **قولہ فواہ** (کس قدر اچھا ہے) اس کے معنی حسرت ورنج کرنے کے ہیں اور کبھی کسی چیز پر

30/6562 سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے انہوں نے کہا: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عنقریب ایک ایسا فتنہ ہوگا جو عرب کو گھیر لیگا اس میں قتل ہونے والے دوزخ میں جائیں گے اس میں زبان چلانا تلوار چلانے سے زیادہ سخت ہوگا۔

(ترمذی' ابن ماجہ)

31/6563 ابن مسیب سے روایت ہے انہوں نے کہا: پہلا فتنہ یعنی حضرت عثمان کی شہادت کا واقعہ ہوا اور اصحاب بدر میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہا پھر دوسرا فتنہ یعنی حرہ کا ہوا اصحاب حدیبیہ میں سے کوئی باقی نہیں رہا پھر تیسرا فتنہ واقع ہوا وہ ختم نہیں ہوا اس حال میں کہ لوگوں میں عقل رہی ہو۔ (بخاری)

---

خوش ہونے اور اچھا سمجھنے کے موقع پر استعمال کیا جاتا ہے۔

یعنی کیا ہی خوب اور کیا ہی اچھا اس کا صبر ہے جس نے صبر کیا۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ اس کے معنی ''اس کیلئے خوشخبری ہے''۔

1 قولہ: **فلم یبق من اصحاب بدر احد** (اصحاب بدر سے کوئی باقی نہیں رہا) یعنی وہ لوگ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے فتنہ سے واقعہ حرہ کے فتنہ تک انتقال کر گئے کیونکہ وہ سب اس فتنہ میں شہید کئے گئے اور حضراتِ بدریین میں جنہوں نے سب سے اخیر میں انتقال کیا' وہ سیدنا سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ہیں وہ واقعہ حرہ سے چند سال پہلے وصال فرمائے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ دومرتبہ فتنہ میں مبتلا نہیں ہوئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے غزوہ بدر کی برکت سے انکی حفاظت وصیانت فرمائی' حضور ﷺ کا قول پھر تیسرا فتنہ واقع ہوگا' کہا گیا تیسرے فتنہ سے مراد ابن حمزہ خارجی کا خروج کرنا جو مروان بن محمد بن مروان بن حکم کے زمانے میں ہوا اور یہ بھی کہا گیا کہ **ازارقتہ** کا فتنہ ہے لیکن پہلا قول مناسب ہے کیونکہ وہ مدینہ شریف

32/6564 سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری امت کی ہلاکت قریش کے چند نوجوان لڑکوں کے ہاتھوں[1] پر ہوگی۔ (بخاری)

33/6565 سیدنا ثوبان رضی اللہ تعالیٰ سے روایت ہے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں میری امت پر گمراہ کرنے والے ائمہ کا اندیشہ کرتا ہوں اور جب میری امت میں تلوار چلے گی تو قیامت تک ان سے اٹھائی نہیں جائے گی[2]۔ (ابوداؤد ترمذی)

34/6566 ان ہی سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب میری امت میں تلوار چلے گی تو اس سے قیامت تک نہیں اٹھائی جائیگی اور قیامت نہیں قائم ہوگی یہاں تک کہ میری امت کے کچھ قبائل مشرکین سے مل جائیں گے اور یہاں تک کہ میری امت کے بعض قبائل بتوں کی پوجا کریں گے اور یہ کہ میری امت میں تیس (۳۰) جھوٹے نکلیں گے اور ان میں کا ہر ایک دعویٰ کرے گا کہ وہ اللہ کا نبی ہے حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

---

کے ساتھ مخصوص ہے اور از رقتہ کا فتنہ اس کے ساتھ مخصوص نہیں ہے۔ ظاہر حدیث سے پہلے دو فتنوں کی طرح اس فتنہ کا بھی اختصاص سمجھ میں آتا ہے جیسا کہ حواشی میں ہے۔ (لمعات)

1 قولہ: **علی یدی غلمۃ من قریش** (قریش کے چند نوجوان لڑکوں کے ہاتھ پر ہلاکت ہوگی) علامہ مظہر نے کہا: ہوسکتا ہے ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو خلفاء راشدین کے بعد تھے جیسے یزید اور عبدالملک بن مروان اور ان کے علاوہ۔ (مرقات)

2 قولہ: **لم یرفع الخ** (تلوار نہیں اٹھائی جائے گی) اگر وہ ایک شہر میں نہیں چلی تو کسی دوسرے شہر میں چلتی رہے گی۔ (مرقات)

اور ہمیشہ میری امت میں سے ایک جماعت حق پر غالب رہیگی' جوان کی مخالفت کریگا وہ ان کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا یہاں تک کہ اللہ کا حکم آئے گا۔ (ابوداؤد' ترمذی)

35/6567 ﴿ سیدنا سفینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: خلافت تیس (۳۰) سال رہے گی' پھر ملوکیت ہوگی' پھر حضرت سفینہ نے سیدنا ابوبکر کی خلافت کے دوسال' حضرت عمر کی دس سال' حضرت عثمان کی بارہ سال' اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی چھ سال کو شمار کیا۔ (احمد' ترمذی' ابوداؤد)

36/6568 ﴿ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اسلام کی چکی پینتیس ۳۵ یا سینتیس ۳۷ سال گھومے گی' اگر وہ ہلاک ہوں گے' غلط راستہ چلیں گے تو ہلاک ہونے والوں کا راستہ ہے۔ اور اگر ان کے لئے ان کا دین قائم رہے گا تو ان کے لئے وہ ستر سال قائم رہے گا تو میں نے عرض کیا: اس کا شمار ماقبی زمانہ سے ہوگا یا گذرے ہوئے زمانہ سے ہوگا تو آپ نے فرمایا گزرے ہوئے زمانے سے ہوگا۔

(ابوداؤد)

37/6569 ﴿ سیدنا ابوواقد لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب غزوہ حنین کیلئے نکلے' مشرکین کے ایک درخت کے پاس سے آپ کا گذر ہوا جس پر وہ لوگ اپنے ہتھیار لٹکاتے تھے' اسکو **ذات انواط** کہاجاتا تھا' انہوں نے (صحابہ) نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمارے لئے بھی ایک **ذات انواط** مقرر کردیجئے جیسا کہ ان کیلئے **ذات انواط** ہے۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سبحان اللہ، یہ بات ویسے ہی ہے جیسا موسی علیہ السلام کی قوم نے کہی تھی۔ تم ہمارے لئے ایک معبود بنادو، جیسے ان کے معبود ہیں، اور قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے تم ضرور ان کے طور طریقوں پر چلو گے جو تم سے پہلے تھے۔
(ترمذی)

❁ ❁ ❁

# بسم اللہ الرحمن الرحیم

## 1/134 باب الملاحم

## لڑائیوں کا بیان

38/6570 سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت قائم نہیں ہوگی اسوقت تک جب تک کہ دو بڑی جماعتیں جنگ نہ کریں' جنکے درمیان زبردست قتل وخون ہوگا' اُن دونوں کا دعوی ایک ہوگا' اور (اُسوقت تک قائم نہ ہوگی) جب تک کہ تیس کے قریب دجال کذاب[1] نہ اُٹھیں گے' اُنمیں سے ہرایک یہ دعوی کریگا کہ وہ اللہ کا رسول ہے' اور یہاں تک کہ علم اُٹھالیا جائے[2] گا' زلزلوں کی کثرت[3] ہوجائے گی زمانہ قریب قریب ہوجائے گا'

1 قولہ: قریب من ثلاثین (تیس کے قریب) یہ حدیث کے مخالف نہیں ہے جس میں قطعی طور پر تیس (۳۰) کا عدد ارشاد فرمایا تھا۔ کیونکہ وہ یا تو متاخر ہے' یا اُس سے مراد قریبی عدد بیان کرنا ہے۔ اوراسی طرح یہ اُس حدیث کے خلاف بھی نہیں ہے جسکو امام طبرانی نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی ہے کہ: ''اور قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ ستر جھوٹے کذاب نکلیں گے''، کیونکہ اس سے کثرت کا اظہار مقصود ہے' یا وہ تیس دعوائے نبوّت کے ساتھ مقید ہیں' اور باقی اسکے بغیر ہونگے' اس میں یہ احتمال بھی ہوسکتا ہے کہ یہ ستر افراد تیس کے علاوہ ہوں' پس اس سے سو پورے ہوجاتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (مرقات)

2 قولہ: یقبض العلم (علم اٹھالیا جائیگا) اس سے مراد وہ علم ہے جو نفع بخش' اور کتاب وسنت سے متعلق ہے۔ جو اہل سنت وجماعت کے علماء کے اُٹھالئے جانے سے اٹھالیا جائیگا' پھر جہالت اور بدعت والوں کی کثرت ہوجائے گی۔ (مرقات)

3 قولہ: تکثیر الزلازلُ (زلزلوں کی کثرت ہوجائیگی) یعنی حسی اور ظاہری زلزلے اور یہ زمین کو

فتنے ظاہر ہوجائیں اور "ھــرج" زیادہ ہوجائیگا۔اور وہ قتل ہے۔اور یہاں تک کہ تم میں مال زیادہ ہوجائیگا اور بہنے لگے گا یہاں تک کہ صاحب مال اُس شخص کو تلاش کریگا جو اُسکے صدقہ کو قبول کرے یہاں تک کہ وہ اس پر مال پیش کریگا تو جس پر وہ پیش کیا ہے وہ کہیگا: مجھے اسکی کوئی ضرورت نہیں[1] ہے اور یہاں تک کہ لوگ عمارتوں میں ایک دوسرے پر فخر کریں[2] گے اور یہاں تک کہ ایک شخص کسی دوسرے شخص کی قبر کے پاس سے گذرے تو یہ کہے گا: ہائے کاش اس کی جگہ میں ہوتا اور یہاں تک کہ سورج اپنے مغرب سے نکلے پس جب وہ (مغرب سے) نکلے گا اور لوگ اس کو دیکھ لیں تو سب

---

ہلادینا ہے یا معنوی زلزلے ہونگے اور یہ قسم قسم کی مصیبتیں ہیں۔(مرقات)

1۔ قولہ: **لا أرب لي** (مجھے اسکی کوئی ضرورت وحاجت نہیں) یہ یا تو اسکے دل کی بے نیازی کی وجہ سے ہوگا یا اسکے ہاتھ کی بے نیازی کی وجہ سے اور راجح بات یہ ہیکہ یہ (بے نیازی) ایک ساتھ اُن دونوں کی وجہ سے ہوگی پس اُس زمانہ کے تمام لوگ اُن لوگوں میں سے ہونگے جن پر اللہ تعالی عنایت فرمائیگا یہاں تک کہ وہ لوگ رضاء بہ قضاء اور قناعت بقدر کفایت کے مرتبہ میں ہوں گے۔(مرقات)

2۔ قولہ: **حتى يتطاول الناس في البنيان** (یہاں تک کہ لوگ عمارت میں ایک دوسرے پر سبقت وفخر کرینگے یہاں تک کہ لوگ اسکو اونچی اور چوڑی بنانے میں ایک دوسرے سے بڑھتے جائینگے یا وہ اسکی تزئین کاری اور اسکو آراستہ کرنے میں باہم فخر کرینگے۔اور یہ امام مہدی کے زمانہ کے ساتھ مفید نہیں ہے بلکہ اس سے مراد یا تو اسکے بعد ہے یا اس سے پہلے ہے کیونکہ اب تعمیرات کی کثرت ہوگئی ہے اور اُس پر اہل زمانہ فخر کرنے لگے ہیں اور ہر جگہ اُس کی تعمیر پر زبان فخر ومباہات کا اظہار کرنے لگی اور بھلائی کے کاموں کیلئے بنائی ہوئی عمارتوں کو لوگوں نے ڈھا دیا اور اُنہیں گھر باغات اور تفریح اور لہو ولعب کے مقامات بنادیا ہے۔(مرقات)

کے سب ایمان لائینگے اور یہ وہ وقت ہوگا جبکہ ایسے کسی نفس کو اُسکا ایمان لانا فائدہ نہیں دے گا جو اب تک ایمان نہیں لایا تھا' یا جو اپنے ایمان میں کوئی نیکی نہ[1] کمایا ہو۔ اور قیامت ضرور ضرور آئیگی حال یہ ہوگا کہ دو آدمی اپنے درمیان اپنے کپڑے کو پھیلائے[2] ہوئے ہونگے اسکی خرید وفروخت نہ کرسکیں گے۔ اور اسکو لپیٹ نہیں سکیں گے اور قیامت ضرور ضرور آئے گی اس حال میں کہ آدمی اپنی اونٹنی کا دودھ لیکر پلٹ کر آیا ہوگا لیکن وہ اسکو پی نہ سکیگا' اور قیامت ضرور ضرور قائم ہوگی اس حال میں کہ وہ شخص اپنے حوض کو لیپ رہا ہوگا لیکن اسمیں پانی پلا نہ سکے گا' اور قیامت ضرور ضرور آئیگی اس حال میں کہ وہ اپنا نوالہ منہ تک اُٹھالیا ہوگا مگر اُسکو کھا نہ سکے گا۔ (متفق علیہ)

---

1 قولہ: أو کسبت فی ایمانها خیرا (الانعام' آیت ۱۵۸) (یا جو اپنے ایمان میں کوئی نیکی نہ کمایا ہو) اسکا عطف "آمنت" پر ہے۔ اور خیر سے توبہ یا اخلاص مراد ہے۔ اسکی تنوین تعظیم کے لئے ہے۔ یعنی ایسے نفس کو اسکا نہ ایمان لانا نفع دیگا اور نہ توبہ قبول ہوگی کہ وہ دونوں اسکے لئے مفید ہوں' لفظ "أو" بیانِ نوع کیلئے ہے' تو گویا حضور ﷺ نے یہ فرمایا کہ اسکو نہ شرک سے توبہ کرنا فائدہ دیگا نہ گناہوں سے توبہ کرنا' اور اسی سے دفع ہوجاتا ہے معتزلہ کا اس آیت سے اپنے اس عقیدہ پر استدلال کرنا کہ "عمل جسکو خیر سے تعبیر کیا گیا وہ جزءِ ایمان ہے"۔ علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ کے قول "فی ایمانها خیرا" کا ظاہر خود ان کے اس استدلال کو دفع کررہا ہے۔ پھر یہ بھی کہا گیا ہے کہ اُس وقت ایمان اور توبہ کا قبول نہ ہونا اُس آدمی کے ساتھ مخصوص ہے جو سورج کے مغرب سے طلوع ہونے کو دیکھے گا۔ اور جو شخص اس کے بعد پیدا ہوا یا اسکو نہ دیکھا ہو' اس سے یہ دونوں باتیں قبول کئے جائینگے۔ لیکن صحیح بات تو یہ ہے کہ یہ کسی کے لئے خاص نہیں ہے' اسلئے کہ صحیح حدیث شریف میں ہے کہ توبہ برابر مقبول ہوتی رہیگی جب تک کہ اس کا دروازہ بند نہ ہو' پس جب سورج اپنے مغرب سے نکلے گا تو وہ بند کردیا جائے گا۔ (مرقات)

2 قولہ: وقد نشر الرجلان الخ (اس حال میں کہ دو آدمی اپنے کپڑے پھیلائے ہوئے

39/6571 حضرت شقیقؒ سیدنا حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے کہا: ہم عمرؓ کے پاس تھے تو انہوں نے کہا: فتنہ کے متعلق رسول اللہ ﷺ کی حدیث تم میں سے کس کو یاد ہے؟ تو میں نے کہا: مجھے اُسی طرح یاد ہے جس طرح حضورؐ نے فرمایا، اُنہوں نے کہا: لاؤ سناؤ' واقعی تم جراُتمند ہو اور اسکی کیا کیفیت ہوگی؟ اُنہوں نے کہا' میں نے عرض کیا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: آدمی کا فتنہ و آزمائش اسکے گھر میں' اس کے مال میں' اسکی جان میں' اسکی اولاد میں اور اسکے پڑوسی میں ہوتی ہے' روزہ' نماز' صدقہ' بھلائی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا اس کا کفارہ بن جاتا ہے۔ پس عمرؓ نے کہا: میری مراد یہ نہیں ہے' میری مراد تو وہ فتنہ ہے جو سمندر کی موج کیطرح موج ماررہا ہوگا، وہ (حذیفہؓ) کہتے ہیں' میں نے کہا: اے امیر المومنین! آپکا اُس سے کیا تعلق ہے؟ کیونکہ آپکے اور اُسکے درمیان ایک بند دروازہ ہے' آپ نے فرمایا: تو کیا وہ دروازہ توڑا جائیگا یا کھولا جائیگا؟ وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا: نہیں' بلکہ وہ توڑا جائیگا' آپ نے فرمایا: وہ اس لائق رہیگا کہ بند نہیں کیا جاسکے گا' اُنہوں (شقیقؒ) نے کہا: پس ہم نے سیدنا حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: کیا حضرت عمر جانتے تھے وہ دروازہ کون ہیں؟ اُنہوں نے کہا: ہاں' جسطرح وہ یہ جانتے تھے کہ کل کے دن سے پہلے رات ہے' درحقیقت میں نے اُن سے ایسی حدیث بیان کی جو پہیلی اور معمہ نہیں ہے' اُنہوں (شقیقؒ) نے کہا: پس ہم کو سیدنا حذیفہ سے یہ

---

ہونگے) اسکا خلاصہ یہ ہے کہ قیامت کا آنا لوگوں کے حق میں اچانک ہوگا' جبکہ وہ اپنے کاموں میں ہونگے' جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "لاتـأتیکم الا بغتة" (الاعراف' آیت ۱۸۷) وہ تم پر اچانک آجائیگی۔ (مرقات)

دریافت کرنے میں ڈرلگا کہ وہ دروازہ کون ہیں؟ تو ہم نے مسروق سے کہا: تم اُن سے دریافت کرو چنانچہ وہ اُن سے دریافت کئے تو اُنہوں نے کہا: عمرؓ ہیں۔ (متفق علیہ)

40/6572 سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت اُسوقت تک قائم نہیں ہوگی جب تک کہ تم اُس قوم سے جنگ[1] نہ کرو' جنکی جوتیاں بال والی کھال کی ہونگی' اور یہاں تک کہ تم ترکوں سے جنگ کروگے' جو چھوٹی آنکھوں والے' چہرے سُرخ والے' اور چپٹی ناک والے ہوں گے گویا اُنکے چہرے گول یا تہہ بہ تہہ جلد سے بنی ہوئی ڈھال ہونگے۔ (متفق علیہ)

41/6573 اُنہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: قیامت نہیں آئیگی جب تک کہ تم قوم[2] خورا اور کِرمان سے جنگ نہ کرو' جو سُرخ چہرے والے' چپٹی ناک والے' چھوٹی آنکھوں والے ہونگے' اُنکے چہرے تہہ بہ تہہ جلد سے بنائی ہوئی ڈھال (کیطرح) ہونگے' اُنکی جوتیاں بال والی کھال کی ہونگی۔ (بخاری)

42/6574 اور اُسکی ایک روایت میں سیدنا عمرو بن تغلبؓ سے ''عِرَاضَ الوجوہ'' چوڑے چہرے والے مروی ہے۔

1 قولہ: حتّی تقاتلوا قومًا الخ (یہاں تک کہ تم ایک ایسی قوم سے جنگ کروگے) زیادہ قریب الفہم بات یہ ہے کہ اس میں چنگیز خاں کے واقعہ اور اُس فسادانگیزی کی جانب اشارہ ہے جو اسکی طرف سے واقع ہوئی اور خصوصاً بغداد شریف میں۔ (مرقات)

2 قولہ: خورا و کرمان (قوم خُورا اور کِرمان) ایک شارح نے کہا: اس سے تُرکوں کی دوقسمیں مراد ہیں' آپ نے اُنہیں اُنکے باپ کے نام سے موسوم فرمایا' اور ہم اسکو شہر خورستان اور کرمان کے باشندگان پر

43/6575 سیدنا بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک حدیث میں نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ چھوٹی آنکھوں والی ایک قوم تم سے جنگ کریگی یعنی تُرک، حضور ﷺ نے فرمایا: تم اُنہیں تین مرتبہ بھگاؤ گے یہاں تک کہ تم اُنہیں جزیرۃ العرب میں پہنچادو گے' اب رہا پہلی مرتبہ ہانکنے کے وقت تو اُنمیں سے جو بھاگ جائیگا وہ نجات پائیگا' اب رہا دوسری مرتبہ ہانکنے کے وقت تو بعض بچ نکلیں گے اور بعض ہلاک ہوجائینگے' اور تیسری مرتبہ ہانکنے کے وقت تو وہ جڑ پیڑ سے ختم ہوجائیں گے۔ یا حضور ﷺ نے جیسے ارشاد فرمایا۔ (ابوداؤد)

صاحب ''عون المعبود'' نے کہاہیکہ ابوداؤد کی یہ حدیث اور مسند احمد کی حدیث دونوں بظاہر ایک دوسرے کے مخالف ہیں' کیونکہ مسند احمد کی روایت یہ بتارہی ہے کہ تُرک ہی مسلمانوں کو تین مرتبہ ہانکیں گے یہانتک کہ اُنہیں جزیرۃ العرب میں پہنچائینگے۔ اور قرطبی نے مسند احمد کی حدیث کی نقل کرکے کہا: اسکی اسناد صحیح ہے۔ پھر صاحب ''عون المعبود'' کہتے ہیں کہ میرے نزدیک مسند احمد کی روایت ہی درست ہے۔ اب رہا ابوداؤد کی روایت تو ظاہر ہیکہ اُنمیں بعض راویوں سے وہم ہوگیا ہے۔ پھر اُنہوں نے چند وجوہ سے مسند احمد کی روایت کو تائید دی' اُنمیں سے ایک وجہ یہ ہے کہ تاتاریوں کا فتنہ مسند احمد کی تفصیلی حدیث کے مطابق پیش آیا ہے۔ پس اللہ آپ کو بہترین بدلہ عطا فرمائے۔

44/6576 سیدنا ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میری امت کے کچھ لوگ ایک وسیع نشیبی علاقہ میں اُتریں گے' جسکا نام وہ بصرہ رکھیں گے۔ ایک نہر کے

---

محمول نہیں کرینگے' کیونکہ وہ لوگ حدیث میں بیان کردہ صفت پر نہیں پائے گئے' بلکہ اس پر ترک پائے گئے ہیں۔ (مرقات)

پاس جسکو "دِجلہ" کہا جاتا ہے' جس پر ایک پُل ہوگا' پڑاوُ ڈالیں گے[1] جسکے باشندے کثیر ہونگے' اور وہ مسلمانوں کے شہروں میں سے ہوگا' اور جب اخیر زمانہ آئیگا تو بنی قنطوراء آئینگے' جنکے چہرے چوڑے' آنکھیں چھوٹی ہونگی' یہانتک کہ وہ نہر کے کنارہ پر اُتریں گے' تو اُسکے باشندگان تین گروہوں میں بٹ جائینگے: ایک گروہ[2] ایسا ہوگا جو گائے کی دموں اور جنگل کو اختیار کریں گے اور وہ ہلاک ہو جائیگا اور ایک گروہ ایسا ہوگا جو اپنی جانوں کیلئے امان لے لیگا اور ہلاک ہو جائیگا۔ اور ایک

---

1۔ قولہ: **یسمونه البصرة عند نهر الخ** (جسکا نام وہ بصرہ رکھیں گے ایک نہر کے پاس) محدث اشرفؒ نے کہا: حضور ﷺ نے اس شہر سے مدینۃ السلام بغداد مراد لیا ہے' کیونکہ دجلہ اُسی کے کنارے ہے اور اُسکا پل وسطِ بغداد میں ہے نہ کہ وسطِ بصرہ میں' اور نبی اکرم ﷺ نے اس کا تعارف بصرہ سے اسلئے کروایا کہ بغداد کے باہر اور اس کے دروازے کے قریب ایک مقام ہے۔ جسکو "باب بصرہ" کہا جاتا ہے' تو نبی اکرم ﷺ نے اس ایک جز کے نام سے پورے شہر کو موسوم فرمایا' یا اس میں مضاف کو حذف کیا گیا ہے' جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے: "**واسئل القرية**" اور نبی اکرم ﷺ کے عہد میں بغداد اس ہیئت پر تعمیر شدہ نہ تھا اور نہ وہ شہروں میں سے کوئی شہر تھا۔ بلکہ آپ ﷺ کے عہد میں وہاں چیدہ چیدہ بستیاں تھیں۔ یہی وجہ ہیکہ آپ ﷺ نے مستقبل کے صیغہ سے فرمایا: "**ويكون من امصار المسلمين**" وہ مسلمانوں کے شہروں میں سے ہوگا' اور فی الواقع ہمارے زمانہ میں کسی نے جنگ وقتال کیلئے تُرکوں کے بصرہ میں داخل ہونے کو کبھی نہیں سنا۔ اھ۔

اور اگر شہر معروف بصرہ اس سے مراد ہو تو ممکن ہیکہ ایسا آئندہ پیش آئے' کیونکہ یہ بات کبھی نہیں سنی گئی کہ کفار جنگ کیلئے وہاں پڑاوُ ڈالے ہوں۔ (مرقات)

2۔ قولہ: **فرقة يأخذون لأنفسهم وهلكوا** (ایک گروہ ایسا ہوگا جو اپنی جانوں کیلئے امان لے لیگا اور ہلاک ہوگا) یعنی اپنے ہاتھوں سے' ممکن ہیکہ اس گروہ سے مُستعصم باللہ اور اسکے ہمنوا مسلمان مراد

گروہ ایسا ہوگا جو اپنے بال بچوں کو اپنے پیٹھ پیچھے رکھے گا اور اُن سے معرکہ جنگ کریگا اور یہ لوگ شہداء ہیں۔ (ابوداؤد)

45/6577 ﴿ سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے انس! لوگ کچھ شہر بسائیں گے تو اُنمیں سے ایک شہر کو بصرہ کہا جائیگا' پس اگر اسکے پاس سے تم گذرو تم اُس میں داخل ہو تو تم وہاں کے شور بنجر زمین سے اور مقام ''کلاء'' سے اور وہاں کے کھجوروں کے باغ اور وہاں کے بازار اور وہاں کے اُمَرَاء کے دروازہ سے خود کو دور رکھو اور تم اس کے اطراف واکناف کے علاقہ کو اختیار کرو کیونکہ اُن مقامات میں خسف (زمین میں دھنسنا)' پتھر برسنا' زلزلہ ہوگا اور ایک ایسی قوم ہوگی جو رات بسر کریگی اور صبح کریگی تو بندر اور خنزیر بن کر۔ (ابوداؤد)

46/6578 ﴿ حضرت صالح بن درہم رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں: ہم حج کرنے کیلئے جارہے تھے تو اچانک ایک صاحب ملے اور انھوں نے ہم سے کہا: تمہارے بازو میں ایک بستی ہے جسکو ''اُبُـلّـتـہ'' کہا[1] جاتا ہے' ہم نے کہا: ہاں' اُنہوں نے کہا: تم میں سے مجھے کون اس بات

---

ہوں' جو خود کیلئے اور اہلیان بغداد کیلئے امان کے طلبگار ہوئے اور آخرکار خود اپنے ہاتھوں سے سب کے سب ہلاک ہوئے' اور یہ واقعہ بماہ صفر ۶۵۶ھ پیش آیا۔ (مرقات)

1﴿ قولہ: الْأُبُلَّةُ (اُبلہ) ہمزہ اور باء کے ضمہ اور لام تشدید کے ساتھ ہے' بصرہ کے قریب اسکے سمندری جانب مشہور شہر ہے۔ (النھایہ) اور وہ سیر وتفریح کے چار مقامات میں سے ایک ہے اور یہ بصرہ سے قدیم ہے' ایک شارح نے کہا: وہ دنیا کی جنتوں میں سے ہے جو چار ہیں: (۱) بصرہ کا اُبلہ۔ (۲) دمشق کا غوطہ (۳) سمرقند کا سغد (۴) بوان کی گھاٹی۔ پھر یہ بھی کہا گیا کہ ''بوان''، ''کرمان'' کا نام ہے، اور کہا گیا

کی ضمانت دیگا کہ وہ میرے لئے مسجد العشار میں دو یا چار رکعت نماز پڑھے اور کہے کہ یہ ابو ہریرہ[1] کیلئے ہے، میں نے اپنے خلیل ابوالقاسم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہیکہ اللہ بزرگ و برتر روز قیامت مسجد عشار سے ایسے شہداء کو اُٹھائیگا کہ شہداء بدر کے ساتھ اُنکے سواء کوئی اور کھڑا نہ ہوگا۔

(ابوداؤد)

امام ابوداؤد نے کہا: یہ مسجد نہر سے متصل حصہ میں ہے۔

47/6579 حضرت نبی اکرم ﷺ کے صحابہ میں سے ایک شخص سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تم حبش[2] کے لوگوں کو چھوڑ دو جب تک کہ وہ تم کو چھوڑیں اور تم ترکوں کو چھوڑ دو جب تک

کہ وہ فارس کا ''نو بند جان'' ہے۔

قولہ: **مسجد العشار**: مسجد عشار وہ مشہور مسجد ہے جسمیں نماز ادا کر کے برکت حاصل کی جاتی ہے، یہ بات علامہ میرک شاہ نے بیان کی۔

قولہ: **مما یلی النھر**: یعنی جو دریائے فُرات سے قریب ہے۔ (ماخوذ از مرقات)

1 قولہ: **ھذہ لأبی ھریرۃ** (یہ ابوہریرہ کیلئے ہے) ہمارے علماء نے کہا ہیکہ حج بدل کی اصل یہ ہیکہ انسان کو اس بات کا اختیار ہیکہ وہ اپنے عمل کا ثواب دوسروں کو خواہ وفات پانے والے ہوں یا باحیات ہوں دے سکتا ہے۔ خواہ وہ حج ہو کہ نماز یا روزہ ہو کہ صدقہ یا کچھ، جیسے تلاوتِ قرآن اور اذکار ہیں پس جب وہ اِن میں سے کوئی کام انجام دے اور اسکا ثواب غیر کیلئے کردے تو وہ جائز ہے اور اہل سنت وجماعت کے نزدیک اُسی کو پہنچتا ہے اور صاحب ردالمحتار نے ''البحرالرائق'' سے نقل کیا ہے کہ جو شخص روزہ رکھے یا نماز پڑھے یا صدقہ کرے اور اسکا ثواب مرنے والے اور زندہ لوگوں میں سے کسی کے لئے کردے تو ان اعمال کا ثواب اہل سنت وجماعت کے نزدیک ان کو پہنچتا ہے۔ (بدائع)

2 قولہ: **دَعُوا الحبشۃ** (تم حبشہ کے لوگوں کو چھوڑ دو) علامہ خطابیؒ نے کہا: تم یہ بات جان لو کہ اللہ

وہ تم کو چھوڑیں۔ (ابوداؤد نسائی)

تعالیٰ کے قول "**وقاتلوا المشركين كافة**" (تمام مشرکین سے جنگ کرو) اس آیت کے درمیان اور اس حدیث کے درمیان تطبیق اس طرح سے ہوگی کہ آیت مطلق ہے اور یہ حدیث مقید ہے لہٰذا مطلق کو مقید پر محمول کیا جائیگا۔ اور آیت کے عموم کیلئے اس حدیث شریف کو مخصص مانا جائیگا' جیسا کہ مجوس کے حق میں اس عموم کو خاص کیا گیا' حالانکہ وہ کافر ہیں مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد: "**سنوا بهم سنة أهل الكتاب**" (تم انکے ساتھ اہل کتاب جیسا سلوک کرو) کی وجہ سے ان سے جزیہ لیا گیا۔

علامہ طیبیؒ نے کہا: اور ہوسکتا ہے کہ یہ آیت اس حدیث کی ناسخ ہو جو ضعف اسلام کے موقع پر فرمائی گئی ہے۔ اب رہا حبشہ والوں اور ترکوں کو ترک کرنے اور چھوڑنے کی جو تخصیص ہے تو اسکی وجہ یہ ہے کہ اہل حبشہ وغیرہ کے ملکوں اور مسلمانوں کے درمیان بڑی دشواریاں اور بے آب و گیاہ چٹیل میدان ہیں لہٰذا آپ نے تھکا دینے والی بے انتہاء مشقت کے پیش نظر مسلمانوں کو انکے ملکوں میں داخلہ کی تکلیف نہیں دی اور اب رہے ترک لوگ تو انکی لڑائی بہت سخت ہوتی ہے اور انکا ملک ٹھنڈا ہے اور عرب جو کہ اسلام کا لشکر ہیں گرم ملک سے ہیں' لہٰذا آپ نے انہیں اس ملک میں داخل ہونے کی تکلیف دی' پس یہ دو راز ہیں جس کی وجہ سے آپ نے انکی تخصیص فرمائی۔ لیکن اگر وہ خدانخواستہ مسلمانوں کے ملک میں قہراً داخل ہوجائیں والعیاذ باللہ تو لڑائی کو چھوڑنا کسی کیلئے جائز نہ ہوگا کیونکہ ایسی حالت میں جہاد فرض عین ہوجاتا ہے اور پہلی حالت میں فرض کفایہ ہے۔ میں کہتا ہوں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جو ارشاد فرمایا: "**ماتركوكم**" (جب تک کہ وہ تم کو چھوڑے رہیں) اسی کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ حدیث میں امر جو آیا ہے وہ رخصت اور اباحت کیلئے ہے' وجوب اقدام کیلئے نہیں ہے۔ کیونکہ مسلمانوں نے ترکوں اور حبشہ والوں سے اقدامی جنگ کی ہے اور تاحال اس سے کوئی زمانہ خالی نہیں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے وہاں اسلام اور مسلمانوں کو وہاں کی صورت حال کے باوجود سربلندی عطا فرمائی ہے۔ (مرقات)

48/6580 ﴿ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: تم حبشیوں کو چھوڑ دو جب تک کہ وہ تم کو چھوڑے رہیں، کیونکہ کعبہ کے خزانہ[1] کو نہیں نکالے گا مگر دو چھوٹی پنڈلیوں والا جو حبشہ کا ہوگا۔ (ابوداؤد)

49/6581 ﴿ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ رومی ''اعماق'' یا ''دابق'' میں اتریں گے تو ایک لشکر مدینہ سے انکی طرف[2] نکلے گا جو اس دن تمام اہل زمین کے بہترین لوگوں میں سے ہوگا پھر جب یہ لوگ صف آراء

1 ﴿ قولہ: **لا یستخرج کنز الکعبة الخ** (کعبہ کے خزانہ کو نہیں نکالے گا) یہ حدیث اللہ تعالیٰ کے ارشاد "**حرماً آمناً**" کے معارض نہیں ہے، اسلئے کہ اس آیت کے معنی ہیں: ''قرب قیامت اور دنیا کے بگاڑ تک امن والا''۔ یا اسکو امن والا حرم بنانے کا مطلب یہ ہیکہ اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیا ہے کہ اہل حرم یہاں لوگوں کو پرامن رکھیں گے اور وہاں کسی کے لئے تکلیف کے درپے نہیں ہونگے۔ چنانچہ بعض علماء اہل توفیق نے یہی جواب دیا تھا جب قرامطہ کے زندیقوں نے قتل وغارت گری کر کے فساد برپا کیا اور ملک کو اجاڑ دیا اُنکے سردار نے کہا: اللہ کا کلام "**ومن دخله کان آمناً**" کا فرمان (سورہ ال عمران، آیت ۹۷) کہاں گیا تو کسی اہل توفیق نے یہی جواب دیا اور کہا کہ اسکے معنی تو یہ ہے کہ پس تم اسکو امن دو جو اس میں داخل ہوتا ہے اور اسکے قتل یا رہزنی کے ذریعہ اسکے داخلہ میں رُکاوٹ مت بنو۔ (مرقات)

2 ﴿ قولہ: **فیخرج الیهم جیش من المدینة** (پس مدینہ سے ایک لشکر انکی طرف نکلے گا) علامہ ابن ملکؒ نے کہا: اس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اس سے مراد شہر حلب ہے۔ اور ''اعماق'' اور ''دابق'' اسکے قریب کے دو بستیاں ہیں اور یہ بھی کہا گیا کہ اس سے مراد ''دمشق'' ہے اور کتاب ''الازھار'' میں ہیکہ اب رہی وہ بات جو کہی گئی کہ اس سے مراد نبی اکرم ﷺ کا مدینہ منورہ ہے تو یہ بات ضعیف ہے اسلئے کہ اس

ہونگے تو رومی کہینگے تم ہمارے اوران لوگوں کے درمیان سے ہٹ جاؤ جنہوں نے ہمارے[1] لوگوں کو قید کرلیا۔ ہم ان سے جنگ کرینگے تو مسلمان کہینگے نہیں بخدا! ہم تمہارے اور اپنے بھائیوں کے درمیان سے نہیں ہٹیں گے پس مسلمان ان سے جنگ کرینگے ایک تہائی بھاگ جائینگے جنکی توبہ اللہ کبھی قبول نہیں فرمائیگا اور ایک تہائی شہید ہونگے وہ اللہ کے نزدیک افضل ترین شہداء ہونگے اور ایک تہائی فتح کرینگے' یہ کبھی فتنہ میں مبتلا نہ ہونگے پھر یہ قسطنطنیہ[2] فتح کرینگے تو اس دوران کہ وہ آپس میں اموالِ غنیمت تقسیم کررہے ہونگے' اپنی تلواریں زیتون کے درختوں پر لٹکائے ہونگے

---

حدیث کے اخیر حصہ سے یہ معلوم ہوتا ہے روم کی طرف روانہ ہونے والے لشکر سے امام مہدی کا لشکر مراد ہے۔ نیز یہ کہ اُس زمانہ میں مدینہ منورہ ویران رہیگا۔ (مرقات)

1 قولہ: **بین الذین سبوامنّا** (اُن لوگوں کے درمیان جنہوں نے ہمارے کچھ لوگوں کو قیدی بنالیا) علامہ تورپشتیؒ نے کہا: قول راجح یہ ہے کہ اُنکی جانب سے یہ بات اُس جنگ عظیم اور زبردست خونریز لڑائی کے بعد ہوگی جس میں دونوں فریقوں کے درمیان صلح ہونے کے بعد پھر دشمن مسلمانوں سے جنگ کے لئے نکلے گا اور زبردست جنگ ہوگی اور یہ رومیوں سے جنگ کے بعد اور قسطنطنیہ کی فتح سے پہلے ہوگا' چنانچہ رومی سرزمین عرب پر قدم جمالیں گے یہانتک کہ وہ ''اعماق'' یا ''دابق'' میں پڑاؤ ڈالیں گے اور اس وقت مسلمانوں سے مطالبہ کرینگے کہ وہ اُنکے اور اُن (مسلمانوں) کے درمیان راستہ چھوڑیں جو اُنکے لوگوں کو قید کرلئے ہیں تو مسلمان اس وقت وہ جواب دیں گے جسکا حدیث میں بیان ہوا۔ (مرقات)

2 قولہ: **فیفتتحون قسطنطینیۃ** (پس وہ قسطنطنیہ کو فتح کرینگے) امام ترمذی نے کہا: قسطنطنیہ نبی اکرم ﷺ کے بعض صحابہ کے زمانہ میں فتح کیا گیا اور دوبارہ دجال کے نکلنے کے وقت فتح ہوگا۔ (مرقات)

کہ یکا یک ان میں شیطان چیخے گا کہ مسیح (دجال) تمہارے پیچھے تمہارے گھر والوں میں پہنچ گیا ہے تو یہ لوگ نکل پڑیں گے اور جھوٹی خبر ہوگی پھر جب یہ لوگ ملک شام کو آئینگے تو وہ (دجال) ظاہر ہوگا پھر اس دوران کہ یہ جنگ کی تیاری کررہے ہونگے، صفیں درست کررہے ہونگے کہ نماز قائم ہوگی۔ پس عیسیٰ ابن مریم (علیہما السلام) اتریں گے اور انکی امامت[1] فرمائینگے۔ پھر جب انہیں اللہ کا دشمن دیکھے گا تو گھلنے لگے گا جیسا کہ نمک پانی میں گھلتا ہے۔ پس اگر آپ اسکو چھوڑ دیں گے تو گھل جائیگا یہانتک کہ ہلاک ہوجائیگا مگر اللہ اسکو آپکے ہاتھ سے ہلاک[2] کریگا اور آپ ان (لوگوں) کو اسکا خون اپنے نیزے میں دکھائینگے۔ (مسلم)

50/6582 ﴿سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ قیامت قائم نہ ہوگی یہانتک کہ میراث تقسیم نہ کی جائے گی اور مال غنیمت پر خوشی نہیں سنائی جائیگی۔ پھر آپ نے فرمایا: دشمن اہل شام کے مقابل جمع کریں گے اور ان کے مقابل مسلمان بھی

---

1﴿ قولہ: فأمّهم (پھر آپ انکی امامت کرینگے) یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام بشمول امام مہدی مسلمانوں کی نماز میں امامت کرینگے اور ایک روایت میں ہیکہ آپ امام مہدی کو یہ بتاتے ہوئے آگے بڑھائینگے کہ یہ نماز آپ ہی کیلئے قائم کی گئی اور یہ اعلان کرنے کے لئے آپ پیروی کرنے والے ہیں اور آپ مستقل طور پر متبوع نہیں ہیں بلکہ اس کو مضبوط کرنے اور تائید کرنے والے ہیں۔ پھر اس کے بعد سے لوگوں کی امامت امام مہدی فرمایا کرینگے اور دجال اسوقت مسلمانوں کا محاصرہ کئے ہوئے ہوگا۔ (مرقات)

2﴿ قولہ: **يقتله الله بيده** (اللہ تعالیٰ اُسکو آپکے ہاتھ سے قتل فرمائیگا) شاید دجال محاصرہ کرنے کے بعد بیت المقدس سے بھاگ کھڑا ہوگا تو کسی مقام پر حضرت عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام اسے پائیں گے تو اسکو قتل کرینگے۔ (مرقات)

جمع ہوا کریں گے یعنی اہل روم کے مقابل اور مسلمان ایک جنگی دستہ (مرمٹنے) کیلئے تیار کرینگے کہ وہ نہیں لوٹیں گے مگر غالب ہوکر' چنانچہ وہ جنگ کرینگے حتی کہ انکے درمیان رات حائل ہوجائیگی تو یہ اور وہ دونوں لوٹیں گے اور کوئی غالب نہ ہوگا اور یہ دستہ فنا ہوجائیگا' مسلمان پھر ایک فوجی دستہ موت کے لئے تیار کرینگے کہ وہ نہ لوٹے مگر غالب ہوکر' پس وہ جنگ کرینگے حتی کہ انکے درمیان رات حائل ہوجائیگی' پس یہ بھی لوٹیں گے اور وہ بھی' کوئی غالب نہ ہوگا اور یہ دستہ بھی فنا ہوجائیگا۔ پھر مسلمان ایک جنگی دستہ موت کے لئے تیار کریں گے کہ نہ لوٹے مگر غالب ہوکر' پس وہ جنگ کریں گے یہاں تک کہ وہ شام کریں گے' یہ اور وہ لوٹیں گے کوئی بھی غالب نہیں ہوگا اور جنگی دستہ فنا ہوجائیگا۔ اب جب چوتھا دن آئیگا تو ان کفار کیطرف بقیہ مسلمان اٹھ کھڑے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان کفار پر شکست ڈال دیگا' پس ایسی عظیم جنگ کریں گے کہ اسکے جیسی دیکھی نہیں گئی یہاں تک کہ کوئی پرندہ ان کے اطراف سے گزریگا تو ان کو پیچھے نہیں چھوڑ سکے گا یہاں تک کہ مر کر گر جائیگا۔ پس ایک باپ کی اولاد شمار کی جائے گی جو سو (۱۰۰) تھے پس وہ اس کو نہیں پائیں گے کہ ان میں سے سوائے ایک کے کوئی باقی نہیں رہا ہو۔ پس کونسے مال غنیمت پر خوشی منائیں گے یا کونسی میراث کو تقسیم کریں گے۔ پس وہ اسی حالت میں ہوں گے کہ اس سے بڑی جنگ سنیں گے اور ایک چیخ آئیگی کہ دجال ان کے بال بچوں میں پہنچ گیا ہے وہ جو کچھ ان کے ہاتھوں میں ہے اسکو پھینک دیں گے اور اس جانب متوجہ ہوجائیں گے اور دس شہسواروں کا دستہ روانہ کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں خوب جانتا ہوں ان کے نام اور ان کے باپ دادا کے نام اور ان کے گھوڑوں کے رنگ کو۔ وہ اس دن روئے زمین کے بہترین شہ سوار میں سے ہوں گے۔ (مسلم)

51/6583 ﴿ سیدنا ذومخبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم اہل روم سے امن والی صلح کروگے۔ پس تم اور وہ اپنے پیچھے سے آنے والے دشمن سے جنگ کرینگے تو تمہیں فتح حاصل ہوگی اور تم مال غنیمت حاصل کروگے اور سلامت رہوگے پھر تم واپس ہوں گے یہاں تک کہ تم ٹیلوں والی سبزہ دار زمین میں اتروگے تو عیسائیوں میں سے ایک آدمی صلیب اٹھا کر کہے گا صلیب غالب آگئی تو مسلمانوں میں سے ایک شخص غضبناک ہوگا اور اسے توڑ ڈالے گا۔ تو اس وقت رومی عہد شکنی کرینگے اور جنگ کیلئے جمع کریں گے۔ اور بعض راویوں نے زیادہ کہا'' پھر مسلمان اپنے ہتھیاروں کی طرف جوش سے بڑھینگے اور جنگ کرینگے تو اللہ اس جماعت کو شہادت کے ذریعہ عزت دیگا''۔ (ابوداؤد)

52/6584 ﴿ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تم نے ایسا[1] شہر سنا جسکا ایک کنارہ خشکی میں ہے اور اسکا دوسرا کنارہ سمندر میں انہوں نے عرض کیا:

---

1﴿ قولہ: **هل سمعتم بمدينة** (کیا تم نے ایسا شہر سنا) شارح حدیث نے فرمایا: یہ شہر روم میں ہے اور ایک قول یہ ہے کہ یہ شہر قسطنطنیہ ہے۔ اور قاموس میں ہے کہ وہ روم کے بادشاہ کا پایہ تخت ہے اور اسکی فتح علامات قیامت سے ہے اور اسکو رومی زبان میں بورنطیا کہا جاتا ہے۔ اور اسکی فصیل کی بلندی اکیس گز ہے اور اسکا کنیسہ (عبادت گاہ) مستطیل ہے اور اسکے بازو ایک بلند ستون ہے اور اسکے اوپر تانبے کا ایک گھوڑا ہے اور اس پر گھوڑ سوار مجسمہ ہے اور اسکے ایک ہاتھ میں سونے کا گولہ ہے جبکہ دوسرے ہاتھ کی انگلیوں سے اشارہ کرتے ہوئے ان کو کھولا ہوا ہے۔ اور یہ اس شہر کے بانی قسطنطین کی تصویر ہے۔

اور یہ بھی احتمال ہے کہ وہ اس کے سوا کوئی دوسرا شہر ہو بلکہ یہی بات راجح ہے کیونکہ قسطنطنیہ کی فتح بڑی جنگ سے ہوگی اور یہ شہر صرف نعرۂ تہلیل وتکبیر سے فتح ہوجائیگا۔ (مرقات)

ہاں یارسول اللہ! آپ نے فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ اس پر اولاد اسحٰق کے ستر ہزار (غازی) جنگ کرینگے۔ تو جب وہ اسکے پاس پہنچینگے اور اترینگے تو نہ وہ ہتھیاروں سے جنگ کرینگے اور نہ ہی تیر پھینکیں گے۔ وہ **لاالہ الا اللہ واللہ اکبر** (نعرہ تکبیر) کہیں گے تو اسکا ایک کنارہ گر جائیگا۔ ثور بن یزید راوی کہتے ہیں: میں نہیں جانتا کہ آپ نے اسکے سوا فرمایا ہو وہ کنارہ جو دریا میں ہے۔ پھر وہ دوسری مرتبہ بھی **لاالہ الا اللہ واللہ اکبر** کا نعرہ بلند کریں گے تو اسکا دوسرا کنارہ بھی گر جائیگا پھر وہ تیسری مرتبہ کہینگے **لاالہ الا اللہ واللہ اکبر** تو ان کیلئے وہ کھول دیا جائیگا۔ چنانچہ وہ اسمیں داخل ہونگے اور مال غنیمت کو پائیں گے۔ پس اس دوران کہ وہ اموال غنیمت کی تقسیم کررہے ہونگے کہ اچانک ان تک ایک چیخ آئیگی، کوئی کہیگا دجال نکل چکا ہے تو وہ ہر چیز چھوڑ دینگے اور لوٹ جائینگے۔ (مسلم)

53/6585 ﴾ سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیت المقدس کی آبادی یثرب[1] کی خالی ہونا ہے اور مدینہ طیبہ کی خالی ہونا بڑی جنگ کا ظہور ہے اور بڑی جنگ کا ظہور قسطنطنیہ کی فتح ہے اور قسطنطنیہ کی فتح دجال کا نکلنا ہے۔ (ابوداؤد)

---

1﴾ قولہ: **عمران بیت المقدس خراب یثرب** (بیت المقدس آباد یثرب کی خالی ہونا ہے) یعنی یہ مدینہ کے خالی ہونے کا وقت ہوگا کیونکہ اسکی آبادی کفار کے غلبہ سے ہوگی اور اسکا خلاصہ یہ ہیکہ ان امور میں سے ہر ایک چیز اپنے بعد واقع ہونے والی چیز کے لئے علامت ہے۔ اگر چہ کہ کچھ وقفہ کے بعد ہو۔ علامہ طیبی رحمہ اللہ نے فرمایا: اگر تم یہ کہو کہ رسول اللہ ﷺ نے یہاں فرمایا: قسطنطنیہ کی فتح دجال کا نکلنا ہے اور سابقہ حدیث میں ہے "جب ان میں شیطان چیخے گا کہ دجال تمہارے بعد تمہارے اہل وعیال میں پہنچ گیا ہے تو وہ اسکی طرف نکل پڑینگے اور وہ جھوٹ ہوگا" تو ان دونوں میں جمع کی کیا صورت ہوگی؟ تو میں کہونگا کہ

54/6586 ﴾ اور انہیں سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بڑی جنگ قسطنطنیہ کی فتح اور دجال کا ظاہر ہونا سات مہینوں میں ہوگا۔ (ترمذی' ابوداؤد)

55/6587 ﴾ سیدنا عبداللہ بن بصر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بڑی جنگ اور شہر (قسطنطنیہ) کی فتح کے درمیان چھ سال کا وقفہ ہے اور دجال ساتویں سال نکلے گا۔ (ابوداؤد)

امام احمد، ابوداؤد نے کہا کہ یہ[1] حدیث سابقہ حدیث سے زیادہ قابل ترجیح ہے۔

---

حضور ﷺ نے فتح قسطنطنیہ کو دجال کے ظہور کی علامت قرار دیا اس کا مطلب یہ نہیں ہیکہ وہ اس کے فوری بعد بغیر وقفہ کے آئیگا اور شیطان چیخے گا یہ بتانے کے لئے کہ دجال آ گیا ہے۔ تا کہ مال غنیمت تقسیم نہ کرسکیں اور یہ جھوٹ ہوگا۔ اور یہ بات آنے والی حدیث سے معلوم ہوتی ہے جنگ عظیم' قسطنطنیہ کی فتح اور دجال کا ظہور سات مہینوں میں ہوگا اور اس حدیث میں ''الصارخ'' میں جو لام تعریف ہے وہ ''عہدی'' ہے اور ''معہود'' شیطان ہے۔ میں کہتا ہوں یہ متعدد واقعات ہیں اور یہ کہ مسلمان منتشر رہیں گے اور یہ شہر بھی قسطنطنیہ کے علاوہ دوسرا ہے کیونکہ قسطنطنیہ کا واقعہ بڑی جنگ سے ہوگا اور اس شہر کی فتح بغیر جنگ کے تہلیل وتکبیر سے ہوگی۔ تو ایسی صورت میں شیطان کی چیخ کو قسطنطنیہ کی جنگ کے موقعہ پر محمول کیا جائیگا اور مسلمانوں کا آواز دینا تو اس شہر کے فتح کرنے والوں کی طرف ہوگا۔ اور ہر دو جماعتیں اموال غنیمت کو چھوڑ کر دجال سے جنگ کی طرف متوجہ ہوجائینگی اور اللہ حقیقت حال کا زیادہ جاننے والا ہے۔ (ماخوذ از مرقات)

1 ﴾ قولہ: **هذا الحديث** (یہ حدیث) صاحب فتح الودود نے کہا: امام ابوداؤد کا قول "**هذا الحديث اصبح**" (یہ حدیث قابل ترجیح ہے) اس اعتراض کے جواب کی طرف اشارہ ہے کہ دونوں حدیثوں کے درمیان تضاد ہے تو انہوں نے اشارہ کیا کہ دوسری حدیث سند کے اعتبار سے راجح ہے تو پہلی حدیث اس کی

56/6588 ﴿ سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا: قسطنطنیہ کی فتح قیامت قائم ہونے[1] کے ساتھ ہوگی ۔ (ترمذی)

57/6589 ﴿ سیدنا عوف بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا: میں غزوۂ تبوک کے موقعہ پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جبکہ آپ چمڑے کے خیمہ میں تھے تو آپ نے فرمایا: قیامت کے سامنے کی چھ چیزیں شمار کرلو: میرا وصال، پھر بیت المقدس[2] کی فتح، پھر وباء جو تم میں بکریوں کی بیماری کی طرح پھیلے[3] گی پھر مال کا بہنا حتی کہ ایک آدمی کو سو دینار دیئے

---

معارض نہیں ہوسکتی ۔ کہا گیا ممکن ہیکہ پہلی جنگ اور آخری جنگ کے درمیان چھ سال ہوں اور آخری جنگ اور شہر یعنی قسطنطنیہ کی فتح کے درمیان قریب کی مدت ہو اس طرح کہ وہ دجال کے نکلنے کے ساتھ سات مہینوں میں ہو ۔ (بذل المجہود)

1﴿ قولہ: **مع قیام الساعة** (قیامت قائم ہونے کے ساتھ ہوگی) یعنی قیامت قائم ہونے کے قریب ہوگی ۔ (مرقات)

2﴿ قولہ: **موتان الخ** (پھر وباء ہوگی) تو رپشتی علیہ الرحمہ نے فرمایا: "**الموتان**" سے وباء مراد ہے ۔ اور وہ درحقیقت ایسی موت ہے جو چوپایوں میں واقع ہوتی ہے ۔ اور لفظ ''موتان'' میم کے پیش کے ساتھ ہے اور انسان سے متعلق اس کا استعمال یہ بتاتا ہے کہ یہ وباء جانوروں میں پھیلنے کی طرح انسانوں میں بھی پھیل جائیگی اور یہ وباء تیزی سے پھیل جاتی ہے ۔

اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں یہ وباء عمواس کے طاعون میں پھیلی ۔ اور یہ پہلا طاعون ہے جو اسلام میں واقع ہوا جسکی وجہ سے تین دن میں ستر ہزار لوگوں کی موت واقع ہوئی ۔ عمواس بیت المقدس کی بستیوں میں سے ایک قریہ ہے جہاں مسلمانوں کے لشکر کی چھاؤنی تھی ۔ (مرقات)

3﴿ قولہ: **استفاضة المال** (مال کا بہنا) اس سے مال کی زیادتی مراد ہے ۔

جائینگے تو بھی وہ ناراض[1] رہیگا پھر ایک ایسا بڑا فتنہ ہوگا[2] عرب کا کوئی گھر نہیں رہیگا مگر وہ اسمیں داخل ہوجائیگا پھر وہ صلح جو تمہارے اور رومیوں کے درمیان ہوگی پھر وہ عہد شکنی کرینگے پھر وہ تمہارے مقابل ۸۰ اسّی جھنڈوں تلے آئینگے۔ ہر جھنڈے تلے بارہ ہزار ہونگے۔ (بخاری)

58/6590 ﴿ سیدنا ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے آپ نے فرمایا: قریب ہے کہ مدینہ طیبہ کی طرف مسلمانوں کا محاصرہ[3] کیا جائے گا حتی کہ انکی آخری سرحد سلاح ہوگی اور سلاح خیبر سے قریب ہے۔ (ابوداؤد)

59/6591 ﴿ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

---

1 ﴿ قولہ: ساخطا (وہ ناراض رہیگا) یعنی غضبناک ہوگا کیونکہ وہ سو ۱۰۰ کو کم شمار کریگا اور یہ کثرت اور مال کی یہ زیادتی سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں فتوحات کے وقت ہوئی۔ رہا آج تو دور حاضر کے بعض اہل زمانہ ہزار کو بھی کم شمار کرتے ہیں اور اسے حقیر سمجھتے ہیں۔ (مرقات)

2 ﴿ قولہ: ثم فتنة (پھر فتنہ) یعنی بڑی مصیبت اس کے بارے میں یہ کہا گیا ہے کہ یہ عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی شہادت اور انکے بعد اس پر مرتب ہونے والے فتنے ہیں۔ (مرقات)

3 ﴿ قولہ: ان یحاصروا الی المدینة (مدینہ طیبہ کی طرف {مسلمانوں کا} محاصرہ کیا جائیگا) اس سے مراد نبی کریم ﷺ کا شہر ہے کیونکہ دشمن مسلمانوں کا محاصرہ کرینگے' یا مسلمان کافروں سے بھاگ کر مدینہ منورہ اور شہر سلاح کے درمیان جمع ہونگے۔ جو خیبر سے قریب ایک مقام ہے۔ یا ان میں سے بعض مدینہ کے حصار میں آجائیں گے اور بعض انکی اس کے اطراف حفاظت کے لئے ثابت قدم رہینگے اور یہی معنی راجح ہے کیونکہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے "یہاں تک کہ ان میں سب سے دور کی سرحد سلاح ہوگی"۔ (مرقات)

ارشاد فرمایا قیامت قائم نہ ہوگی یہاں تک کہ مسلمان یہود سے جنگ کرینگے تو مسلمان ان کو قتل کریں گے۔ یہاں تک کہ یہودی پتھر اور درخت کے پیچھے چھپ جائیگا تو پتھر اور درخت کہیگا اے مسلمان' اے اللہ کے بندے! یہ یہودی میرے[1] پیچھے ہے تو آ اور اسے قتل کر سوائے غرقد کے کیوں کہ وہ یہود کے درختوں میں سے ہے۔ (مسلم)

60/6592 سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت قائم نہ ہوگی حتی کہ قبیلہ قطحان سے ایک آدمی نکلے گا جو لوگوں کو اپنی لاٹھی سے ہانکے[2] گا۔ (متفق علیہ)

61/6593 اور انہیں سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رات و دن ختم نہ ہوں گے جب تک کہ ایک شخص بادشاہ نہ بنے جسے جہجاہ کہا جائیگا 62/6594 اور ایک روایت میں ہے جب تک کہ غلاموں میں سے ایک شخص بادشاہ نہ بنے جسے جہجاہ کہا جائیگا۔ (مسلم)

62/6595 اور انہیں سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کسریٰ ہلاک ہوجائیگا اور اسکے بعد کوئی کسریٰ نہ[3] ہوگا۔ اور ضرور قیصر بھی ہلاک ہوگا پھر اسکے بعد کوئی قیصر نہ ہوگا اور

---

1 قولہ: **هذا يهودی خلفی** (میرے پیچھے یہ ایک یہودی ہے) یہ دجال کے نکلنے کے بعد ہوگا۔ جب مسلمان اسکی اتباع کرنے والے یہودیوں سے جہاد کرینگے۔ (مرقات)

2 قولہ: **يسوق الناس بعصاه** (وہ لوگوں کو اپنے عصا سے ہانکے گا) اس سے مراد وہ لوگوں پر تسلط حاصل کریگا۔ (مرقات)

3 قولہ: **فلا يكون كسرىٰ بعده** (اسکے بعد کوئی کسریٰ نہیں ہوگا الخ) امام شافعی اور تمام علماء نے فرمایا: اسکے معنی یہ ہیں کہ نہ عراق میں کسریٰ رہیگا اور نہ شام میں قیصر رہیگا جسطرح حضور ﷺ کے زمانہ میں تھا۔ حضور ﷺ نے ہمیں یہ اطلاع دی کہ ان دونوں ممالک میں ان دونوں کی بادشاہت ختم ہوجائیگی۔ ایسا ہی

انکے خزانے ضرور راہ خدا میں خرچ کئے جائینگے اور آپ نے جنگ کا نام تدبیر رکھا۔ (متفق علیہ)

64/6596 سیدنا جابر بن سمرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: مسلمانوں کی ایک جماعت ضرور اہل کسریٰ کا خزانہ کھولے گی جو مقام ابیض میں[1] ہے۔ (مسلم)

65/6597 سیدنا نافع بن عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم جزیرۂ عرب پر جہاد کروگے تو اللہ تعالیٰ اسے فتح کردیگا پھر فارس پر جہاد کروگے تو اللہ اسے فتح عطا کردیگا پھر روم پر جہاد کروگے تو اللہ اسے بھی فتح کردیگا پھر دجال سے[2] جہاد کروگے تو اللہ اس سے بھی فتح عطا کریگا۔ (مسلم)

---

ہوا جیسا کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اب رہا کسری تو اسکی بادشاہت ساری زمین سے بالکل ختم ہوگئی اور پوری طرح ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی، اور رسول اللہ ﷺ کی بددعا سے نیست ونابود ہوگئی۔

اب رہا قیصر تو وہ ملک شام سے شکست کھاکر بھاگا اور اپنے ملک کے نواحی میں چلا گیا۔ اور مسلمانوں نے ان دونوں کے ملکوں کو فتح کرلیا اور وہ ممالک مسلمانوں کے بن گئے۔ اللہ تعالیٰ ہی کے لئے تمام تعریفیں ہیں۔ (نووی، شرح مسلم)

1 قولہ: **فی الابیض** (مقامِ ابیض میں) قاضی رحمہ اللہ نے فرمایا: "ابیض" ایک مضبوط محل ہے جو مدائن میں تھا۔ اور اہل فارس اسے "سفید کوشک" کا نام دیتے تھے۔ اور اب اسکی جگہ مدائن کی مسجد بنائی گئی ہے۔ اور اسکا خزانہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں نکال لیا گیا۔ (مرقات)

2 قولہ: **ثم تغزون الدجال الخ** (پھر تم دجال سے جہاد کروگے الخ) اس میں خطاب صحابہ سے ہے اور اس سے مراد تمام امت ہے۔ (مرقات)

# Index of /images/books

- Parent Directory
- Noorul Masabih v.1/
- Noorul Masabih v.10/
- Noorul Masabih v.11/
- Noorul Masabih v.12/
- Noorul Masabih v.13/
- Noorul Masabih v.14/
- Noorul Masabih v.15/
- Noorul Masabih v.16/
- Noorul Masabih v.17/
- Noorul Masabih v.18/
- Noorul Masabih v.19/
- Noorul Masabih v.2/
- Noorul Masabih v.20/
- Noorul Masabih v.3/
- Noorul Masabih v.4/
- Noorul Masabih v.5/
- Noorul Masabih v.6/
- Noorul Masabih v.7/
- Noorul Masabih v.8/
- Noorul Masabih v.9/
- Zujajah v1/
- Zujajah v2/
- Zujajah v3/
- Zujajah v4/
- Zujajah v5/

# Index of /images/books/Noorul Masabih

Parent Directory
39_1.jpg
39_10.jpg
39_100.jpg
39_101.jpg
39_102.jpg
39_103.jpg
39_104.jpg
39_105.jpg
39_106.jpg
39_107.jpg
39_108.jpg
39_109.jpg
39_11.jpg
39_110.jpg
39_111.jpg
39_112.jpg
39_113.jpg
39_114.jpg
39_115.jpg
39_116.jpg
39_117.jpg
39_118.jpg
39_119.jpg
39_12.jpg
39_120.jpg
39_121.jpg
39_122.jpg
39_123.jpg
39_124.jpg
39_125.jpg
39_126.jpg
39_127.jpg
39_128.jpg
39_129.jpg
39_13.jpg
39_130.jpg
39_131.jpg
39_132.jpg
39_133.jpg
39_134.jpg
39_135.jpg
39_136.jpg
39_137.jpg
39_138.jpg
39_139.jpg
39_14.jpg
39_140.jpg

39_141.jpg
39_142.jpg
39_143.jpg
39_144.jpg
39_145.jpg
39_146.jpg
39_147.jpg
39_148.jpg
39_149.jpg
39_15.jpg
39_150.jpg
39_151.jpg
39_152.jpg
39_153.jpg
39_154.jpg
39_155.jpg
39_156.jpg
39_157.jpg
39_158.jpg
39_159.jpg
39_16.jpg
39_160.jpg
39_161.jpg
39_162.jpg
39_163.jpg
39_164.jpg
39_165.jpg
39_166.jpg
39_167.jpg
39_168.jpg
39_169.jpg
39_17.jpg
39_170.jpg
39_171.jpg
39_172.jpg
39_173.jpg
39_174.jpg
39_175.jpg
39_176.jpg
39_177.jpg
39_178.jpg
39_18.jpg
39_19.jpg
39_2.jpg
39_20.jpg
39_21.jpg
39_22.jpg
39_23.jpg
39_24.jpg
39_25.jpg
39_26.jpg

39_27.jpg
39_28.jpg
39_29.jpg
39_3.jpg
39_30.jpg
39_31.jpg
39_32.jpg
39_33.jpg
39_34.jpg
39_35.jpg
39_36.jpg
39_37.jpg
39_38.jpg
39_39.jpg
39_4.jpg
39_40.jpg
39_41.jpg
39_42.jpg
39_43.jpg
39_44.jpg
39_45.jpg
39_46.jpg
39_47.jpg
39_48.jpg
39_49.jpg
39_5.jpg
39_50.jpg
39_51.jpg
39_52.jpg
39_53.jpg
39_54.jpg
39_55.jpg
39_56.jpg
39_57.jpg
39_58.jpg
39_59.jpg
39_6.jpg
39_60.jpg
39_61.jpg
39_62.jpg
39_63.jpg
39_64.jpg
39_65.jpg
39_66.jpg
39_67.jpg
39_68.jpg
39_69.jpg
39_7.jpg
39_70.jpg
39_71.jpg
39_72.jpg

39_73.jpg
39_74.jpg
39_75.jpg
39_76.jpg
39_77.jpg
39_78.jpg
39_79.jpg
39_8.jpg
39_80.jpg
39_81.jpg
39_82.jpg
39_83.jpg
39_84.jpg
39_85.jpg
39_86.jpg
39_87.jpg
39_88.jpg
39_89.jpg
39_9.jpg
39_90.jpg
39_91.jpg
39_92.jpg
39_93.jpg
39_94.jpg
39_95.jpg
39_96.jpg
39_97.jpg
39_98.jpg
39_99.jpg

ı v.15